صد سالہ جشن ولادت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر خصوصی اشاعت

خوش گوئی وخوش الحانی علمی وعقلی نکتہ سنجی وعرق ریزی دلائل و براہین پر مشتمل اہم اور اچھوتے

موضوعات پر مفصل جامع کتاب

مواعظِ کاظمی

جلد اوّل

ضیغم اسلام غزالی زماں امام اہل سنت

علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ حافظ طارق جاوید سعیدی

ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

جشن ولادت علامہ کاظمی کے موقع پر خصوصی اشاعت
مواعظِ کاظمی
بیہقی عصر ضیغم اسلام مجدد دوراں
رحمۃ اللہ علیہ
علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ
ناشر
ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	....	مواعظِ کاظمی
خطبات	....	امام اہلسنت غزالیٔ زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ ؒ
مرتب کردہ	....	حافظ طارق جاوید سعیدی
		مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی
تصحیح کتابت	....	علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی سعیدی
سن اشاعت	....	بمطابق: رمضان المبارک 2013ء
تعداد صفحات	....	300
تعداد کتب	....	600
قیمت امپورٹڈ پیپر	....	400 روپے

ناشر ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز	گنج بخش روڈ لاہور
صراط مستقیم پبلی کیشنز	داتا دربار مارکیٹ لاہور
مکتبہ خلیلیہ سعیدیہ	داتا دربار مارکیٹ لاہور
فرید بک سٹال	اردو بازار لاہور
کرمانوالا بک شاپ	گنج بخش روڈ لاہور
مکتبہ قادریہ	داتا دربار مارکیٹ لاہور

سٹاکسٹ

ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان

0300-8166082
0320-4630729
0300-4478030
0306-4190454

استاذ العلماء علامہ حافظ عبد الستار سعیدی

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

میرے شیخ طریقت، سیاح بادیہ طریقت، سباح بحر شریعت، سباق معرفت وحقیقت، مفسر قرآن، شارح احادیث حبیب الرحمٰن، غزالی زماں رازی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ ونور اللہ مرقدہ کو علوم عقلیہ ونقلیہ میں جو کامل تعمق، گہرائی وگیرائی حاصل تھی اس کا اعتراف واقرار آپ کے مخالفین بھی برسر عام کرنے پر مجبور تھے۔ تبلیغ دین و اشاعتِ اسلام کے طرق ثلثہ یعنی تدریس، تصنیف اور تقریر آپ میں علی وجہ الکمال موجود تھے۔ اثبات حق وابطال باطل کے لئے آپ کا مضبوط طرز استدلال واسلوب براہین و دلائل بے مثال تھا نیز اہم مسائل کلامیہ واعتقادیہ سے متعلق آپ کا منہج تحقیق وتدقیق جداگانہ تھا آپ کے سوانحیات واحوال زندگی پر متعدد کتب ورسائل اور مقالہ جات شائع ہو چکے ہیں مگر تا حال یہ سلسلہ تشنہ ہے اور اس موضوع پر کسی جامع ومستند کتاب کی شدید ضرورت ہے پیش نظر کتاب "مواعظِ کاظمی" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو ہمارے انتہائی مخلص ومحنتی پیر بھائی مولانا حافظ طارق جاوید سعیدی زید مجدہ' کی کاوش کا ثمر ہے جو حضرت غزالی زماں علیہ الرحمہ کے خطبات ودروس جلیلہ کا مجموعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ...... حافظ عبد الستار سعیدی 7-03-2013

علامہ محمد شہزاد مجددی

دامت برکاتہم العالیہ دار الاخلاص مرکز تحقیق اسلامی لاہور

بیہقی عصر غزالئی زماں رازی دوراں امام اہل سنت علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ وقدس سرہ العزیز اسلام کی علمی وعرفانی روایت کے امین اور آئمہ امت مسلمہ کی فکری واعتقادی وراثت کے وارث کامل تھے خالق لم یزل نے انہیں ورثۃ انبیاء اور امام الاتقیاء کی مسند پر فائز فرما کر اماثل وامارب کے لیے بحیثیت مرجع ممتاز فرمایا تھا۔

آپ نے میدان تدریس وتحریر وتصنیف اور تقریر کو اپنی فکری وعملی کاوشوں سے سرفراز فرمایا اور مجمع سامعین کو ہمیشہ اپنی گفتارِ گوہر بار سے مالا مال کیا۔

پیش نظر تصنیف "مواعظِ کاظمی" حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے ہی خطابات دلپذیر کا مجموعہ ہے جو معارف قرآنی اور مفاہیم احادیث کے موتیوں سے مزین ہے اور خواص وعام کیلئے یکساں نافع ومفید ہے آپ کا سلسلہ طریقت چونکہ چشتیہ ہے اس لیے یہاں برکت کے لیے حضرت نظام المشائخ محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ قول دہرانا بے جا نہ ہوگا کہ طریقت کی دنیا میں مرید کیطرف سے سب سے بڑی خدمت پیرو مرشد کے ملفوظات کو محفوظ اور قلم بند کر کے آگے پہنچانا ہے۔

یوں برادر عزیز علامہ حافظ طارق جاوید سعیدی زید مجدہ' بازی لے گئے

اللھم زد فزد وجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

دعا گو! احقر العباد محمد شہزاد مجددی

خطیب اسلام علامہ حافظ محمد فاروق خان سعیدی

خطیب جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

غزالئی زماں رازئ دوراں حضرت سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ کو اللہ کریم نے بہت سے محامد و محاسن سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ علم وفضل کا پیکر جمیل سراپا تقوئ وطہارت اور سنت نبوی ﷺ کی زندہ و پائندہ تصویر تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وجودِ مسعود عالم اسلام کے لئے اللہ کا انعام تھا آپ علوم تفسیر و حدیث کے امام تو تھے ہی میدان خطابت کے بھی عظیم شاہسوار تھے۔ علم ومنطق، فصاحت وبلاغت، استدلال واستخراج اور زور بیان غرض ہر اعتبار سے آپ کے خطبات، خطابت کے بلند و بالا معیار پر ہیں، آپؒ کے خطبات آپ کے علمی فضل وکمال اور خطیبانہ جاہ و جلال کے آئینہ دار ہیں، غزالئی زماں کے شاہکار خطابات کا مجموعہ، مواعظِ کاظمی کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی ترتیب وتدوین کی ذمہ داریوں سے مولانا حافظ طارق جاوید سعیدی (لاہور) اور مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی (کراچی) بخوبی عہدہ برآء ہوئے ہیں۔ خطاب کو کتاب میں لانا اور تقریر کو تحریر میں منتقل کرنا کتنا کٹھن مرحلہ ہے یہ اہل خبر سے مخفی نہیں۔

فاضل نوجوان مولانا حافظ طارق جاوید سعیدی پیکرِ اخلاص وایثار اور مستعد وفعال شخصیت ہیں مسلک اہل سنت کی تبلیغ واشاعت کے لیے ہر وقت مصروف جہد وعمل رہتے ہیں راقم الحروف، حافظ صاحب کے قائم کردہ "ادارہ احمد سعید کنز العلوم" چونگی امر سدھو لاہور میں جلسہ میلاد النبی ﷺ پر حاظر ہوا تو انہوں نے یہ مسودہ میرے نظر نواز کیا، قلت وقت کی وجہ سے جستہ جستہ ہی دیکھ پایا۔ یہ مواعظِ غزالئی دوراں رحمۃ اللہ علیہ کے وہ لولوئے لالا ہیں جو عشاق رسول ﷺ کیلئے گراں قدر اثاثہ اور بیش بہا سرمایا ہیں میری دعا ہے

کہ سعیدی صاحب کی یہ کاوش قبول عام کا درجہ پائے اور وہ اسی طرح نشر واشاعت کے محاذ پر کامیابیاں سمیٹتے رہیں۔ آمین

حافظ محمد فاروق خان سعیدی

خطیب جامعہ اسلامیہ انوار العلوم نیو ملتان

امیر جماعت اہل سنت ضلع ملتان

۶ مارچ ۲۰۱۳ء

عرض مرتب

اہل سنت کی تاریخ مکمل نہیں ہوتی جب تک سیدی ومرشدی بیہقی عصر ضیغم اسلام امام اہل سنت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اسم گرامی نہ آئے دنیا جانتی اور مانتی ہے کہ ان کے زمانہ میں سرزمین پاک وہند میں کوئی عالم علم وعمل واخلاق ان تینوں جہتوں میں ان جیسا نہ تھا۔ علم وفضل کے گراں سمندر تحقیق وتدقیق کے نیرّ تاباں زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت میں امام العلماء ورثۃ الانبیاء کی تعبیر الفقر فخری کی تصویر صداقت وفاروقیت کے سنگم سادات کے گوہر آب دار بارگاہ غوثیت کے مرغوب ومقبول علوم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برھان مسلک رضا کے پاسبان اسلاف صالحین کی میراث اخلاف کیلئے مشعل راہ اعداء دین کے سامنے شمشیر برہنہ دنیا کے سامنے سراپا استغناء احباب کے لئے مہر ومحبت مریدین اور تلامذہ کے لئے سراپاء شفقت بادہ ءتوحید میں مست عشق رسول اللہ ﷺ میں سرشار ان کی تحریر وتقریر میں اجتہاد واستنباط کی مہک ان کی مجلس میں علم وعرفان کی بارش گفتگو میں اثر آفرینی روانی قدرت اور سیلانی تمام علوم وفنون پر یکساں نظر اور مہارت مضامین میں طبع زاد نگارشات کا ملکہ نکتہ سنجی اور حاضر جوابی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے درس حدیث کے وقت اکثر آنکھیں اشکبار رہتی ایک بار سراج العلوم خانپور کے سالانہ جلسہ میں زیارت رسول ﷺ کے موضوع پر خطاب فرما رہے تھے عجب سماں تھا ہزاروں کا ہجوم تھا سب کی آنکھوں سے سیل رواں جاری تھے اسی حال میں آپ دوران تقریر اسٹیج سے گر پڑے ہر شخص پر رقت کا عالم طاری تھا رسول اللہ ﷺ کی یاد میں لوگوں کی آنکھوں سے آنسو تھمتے نہ تھے ہچکیوں میں ڈوبی ہوئی آوازیں بے اختیارانہ چیخیں اشکوں کا سیل رواں پرسوز نالے غرض یہ کہ تمام سامعین پر عجب قسم کی ازخود رفتگی تھی۔

بندہ ءناچیز نے 2011ء میں مفکر اسلام سیّدی ومرشدی علامہ سیّد حامد سعید کاظمی شاہ زید مجدہ' سابق وفاقی وزیر مذہبی امور کے 16 خطابات پر مشتمل کتاب "افکار کاظمی" ترتیب دی جو شہرہ آفاق اور تہلکہ خیز ثابت ہوئی اور بے حد مقبول ہوئی علاوہ اس کے میرے لیئے

اضافتاً اختصاصاً یہ امر باعث سعادت ہے سیدی ومرشدی بیہقی عصر ضیغم اسلام امام اہل سنت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے افہام وابلاغ نکتہ سنجی وعرق ریزی علمی وعقلی دلائل وبراہین پر مبنی 20 خطابات کا مجموعہ "مواعظِ کاظمی" (2) جلدوں میں ترتیب دینے کی سعادت نصیب ہوئی علامہ محمد عبدالرحمٰن جامی سعیدی جنہوں نے اصلاح کتابت سے لے کر کتاب چھپنے تک ہر طرح سے میرا ساتھ دیا وہ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے سعیدی صاحب آپ (امام اہل سنت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ) پر کام کر رہے ہیں آپ کو بھی (امام اہل سنت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت بھی ہوئی جامی صاحب کا پوچھنا تھا کہ میں گھر آیا اور آ کر لیٹا تو (حضور غزالئی عصر رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنا دیدار نصیب فرمایا (حضور غزالئی عصر رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں بیٹا میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور وسیلہ پیش کرتا ہوں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ تعالیٰ تیری اس سعی کو اپنی بارگاہ بیکس پناہ میں قبول فرمائے یہ کہہ کر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ جب میں نے قبلہ جامی صاحب کو جا کر بتایا تو جامی صاحب کی خوشی کی انتہا نہ رہی بے حد خوش ہوئے میں اپنے کرم فرماؤں کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں یہ قیمتی افکار قارئین تک کبھی نہ پہنچتے اگر سردار محمد اکرم بٹر صاحب اس دبی ہوئی چنگاری کو ہوا نہ دیتے میرے شعور کو بیدار کرنے والے بٹر صاحب ہیں علاوہ اس کے ہمارے انتہائی مخلص پیر بھائی

علامہ مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی کا نام خصوصی طور پر نمایاں ہے جنہوں نے ایک یادو عاد بیانات کے علاوہ بقیہ تمام بیان تحریری شکل میں مہیا کئے، علامہ جامی صاحب حافظ امانت صاحب محترم بٹر صاحب اور مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی سب کا شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ سب کا حامی وناصر ہو آمین آمین

محتاج شفاعت حافظ طارق جاوید سعیدی ادارہ احمد سعید کنز العلوم پاکستان چونگی امرسدھو لاہور۔ رابطہ نمبر 03008166082 03204630729 03004478030

فہرست مضامین

نعت شریف

از قلم: غزالئ زماں امام اہلسنت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی شاہ رح

جلوۂ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے
حسن بدر الدجیٰ دیکھتے رہ گئے

روئے روشن پہ زلف سیاہ دیکھ کر
ہم ضحیٰ اور سجیٰ دیکھتے رہ گئے

عرش پہ پہنچے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو روح الامیں
سدرۃ المنتہیٰ دیکھتے رہ گئے

حسن اقراء تو دیکھا تھا جبریل نے
ہم تو غارِ حرا دیکھتے رہ گئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 1

ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر

بر موضوع

بشریت و رسالت بسلسلہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آسمان تحقیق کے نیر تاباں شیخ محقق علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ 1981ء میں حج و زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لے گئے مدینہ منورہ میں قطب مدینہ علامہ محمد ضیاء الدین (خلیفہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خانقاہ پر محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بانی محفل کے ارشاد و اصرار پر مندرجہ ذیل محققانہ خطاب فرمایا۔

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن
به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات
اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له
و نشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شريك له ونشهدان
سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا
ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم
قال الله تبارك وتعالٰى وما محمد الا رسول قال رسول
الله ﷺ ان لى اسماء انا احمد وانا محمد وانا الماحى
الذى يمحوالله بى الكفر و انا الحاشر الذى يحشر
الناسقدمى وانا العاقب الذى والعاقب ليس بعده نبى
صدق الله العظيم و صدق رسوله النبى الكريم الامين و
نحن علٰى ذٰالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله
رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون على النبى يا
ايها الذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل
علٰى سيدنا ومولانا محمد وعلٰى آل سيدنا و مولانا

(سورۃ آل عمران 144) (بخاری و مشکوٰۃ)

محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

آج کیا ہی مبارک وقت ہے مبارک ساعت ہے مدینہ منورہ کی پاک سرزمین یوں کہئے کہ وہ زمین جو آسمان سے بھی اونچی ہے وہ مبارک حصہ تمام زمین وآسمانوں میں اللہ جل شانہ وعم نوالہ کی بارگاہ میں بہت ہی مقبول و پیارا حصہ ہے یہ حصہ مبارک جس میں اللہ کے پیارے حبیب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ آرام فرما ہیں۔اور جسم اقدس جس خطہ مبارک سے مس کررہا ہے وہ بقعہ مبارکہ ساتوں آسمانوں ساتوں زمینوں سے لوح وقلم عرش کرسی اور کعبہ کی سرزمین سے افضل ہے اور اس پاک سرزمین پر اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب تاجدار مدنی محمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ عقیدت کے طور پر چند کلمات عرض کرنے کا موقع ملا اور ایسی مقدس زمین پر انہی پاکیزہ گلیوں اور انہی نورانی اور برکتوں رحمتوں کے اعتبار سے اس امر کا محتاج ہی نہیں کہ اس کی تعریف بیان کی جائے ہاں میں اس وقت اتنا عرض کرونگا کہ ان تمام خصوصیات کے باوجود میرے لئے یہ خصوصیت بڑی عجیب ہے کہ میں ایک ایسی محفل میں بیٹھ کر کچھ عرض کررہا ہوں کہ جہاں حضرت قبلہ (مولانا ضیاء الدین رحمتہ اللہ علیہ) ان کا وجود گرامی اہلسنت کیلئے ملجا و ماوی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس خطہء جس میں امیر وغریب وفقیر آرام پاتے ہیں سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پناہ پاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اہلسنت کی پناہ گاہ حضرت قبلہ (مولانا ضیاء الدین رحمتہ اللہ علیہ) کے آستانہ مقدس کو بنایا ہے میں (علامہ کاظمی) آج ان کی

موجودگی میں چند کلمات عرض کرنیکی جرائت کررہا ہوں مگر اپنی سعادت سمجھتے ہوئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری زبان پر کلمہ حق جاری وساری فرمائے اور حضرت کا ظل عاطفت ہم پر دراز فرمائے۔

تاجدار مدینہ ﷺ بشریت ورسالت دونوں میں منحصر

وما محمد الا رسول (القرآن) ما نافیہ ہے اور الا اثبات کیلئے آتا ہے، جب نفی واثبات جمع ہوں تو حصر کے معنی پیدا ہوتے ہیں اور معنی یہ ہوئے کہ نہیں محمد ﷺ لیکن رسول ،، کیا مطلب ؟ مطلب یہ ہے کہ حضور تاجدار مدنی جناب محمد مصطفی ﷺ صرف رسول ﷺ ہیں اور کچھ بھی نہیں کیونکہ حصر کے معنی میں ماسوا مذکور کی نفی، تو یہاں رسول مذکور ہے اور کوئی چیز نہیں تو رسول کے سوا ہر چیز کی نفی ہوگی تو معنی یہ ہونگے کہ جناب محمد مصطفی ﷺ رسول ہونے میں منحصر ہیں اور رسول ہونے کے سوا وہ کچھ بھی نہیں ہیں اب اس حقیقت پر آپ نظر فرمائیے یہاں جو ارشاد فرمایا محمد الرسول محمد ﷺ رسول ہونے میں منحصر ہیں یعنی وہ صرف رسول ہیں اور کچھ نہیں رسول ہونے کے سوا کچھ نہیں اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا **قل انما انا بشر مثلکم** میرے محبوب ﷺ آپ فرمادیجئے کہ اس کے سواء کچھ نہیں کہ میں تمہاری طرح تمہاری مثل بشر ہوں۔تو وہاں انما کلمہ حصر ہے اور اس آیت کریمہ میں بھی حصر ہے حصر کے معنی ظاہر وباہر ہیں اور مفہوم یہ ہے کہ میں بشریت میں منحصر ہوں اور اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ میں رسالت میں منحصر ہوں

(سورۃ آل عمران 144) (سورۃ حم سجدہ آیت 6)

اس آیت میں ہے کہ میں بشر کے سوا کچھ نہیں اور اسی آیت میں ہے کہ میں رسول کے سوا کچھ نہیں آپ غور فرمایئے کلام الٰہی میں تو تعارض ممکن نہیں ہے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اللہ کے کلام میں تعارض ہو جائے یہ بات اگر ہم اس نوعیت کیساتھ سمجھنے کی کوشش کریں کہ اللہ کا کلام ایک حصہ دوسرے حصہ ایک جز دوسرے جز ایک جملہ دوسرے جملہ ایک آیت دوسری آیت کی تو تائید وتصدیق کرتی ہے **کلام اللہ یصدق بعضہ بعضاً** یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے کلام میں اختلاف ہو **لو کان من عند غیر اللہ لوجدو فیہ اختلافا کثیرا** اب اللہ کے کلام میں ایک جگہ تو یہ فرمایا کہ میں بشر ہونے میں منحصر ہوں اور ایک جگہ یہ فرمایا کہ میرا محبوب ﷺ تو رسول ہونے میں منحصر ہے اب آپ بتایئے کہ بشر اور رسول ﷺ ہونے میں ان دونوں میں کیا مناسبت ہے؟ تو کیا بشر اور رسول میں (تساوی) کی نسبت ہے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو بشر ہو وہ رسول ضرور ہو اور جو رسول ہو وہ بشر ضرور ہو دیکھئے جبرائیل علیہ السلام رسول ہیں بشر نہیں اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ غیر رسول سب بشر ہیں رسول نہیں تو پتہ چلا کہ رسول کیلئے بشر ہونا لازم نہیں تو جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **ما محمد الا رسول** یعنی محمد رسول ہونے میں منحصر ہیں رسول کے سوا کچھ نہیں ہیں تو پتہ یہ چلا کہ رسول ہونے میں منحصر ہونا یہ اس بات کو واضح نہیں کرتا کہ حضور رسول بھی ہیں حضور بشر بھی ہیں کیونکہ بشریت رسالت کے مغایر ہے اور ابھی میں نے عرض کیا کہ ہم بشر ہیں رسول نہیں اگر بشریت رسالت میں تغایر نہ ہوتا تو ہر بشر رسول

(سورۃ النساء آیت 81)

ہوتا تو جتنے لوگ بشریت کے مدعی ہیں ان سب کو رسالت کا بھی دعویٰ کرنا چاہیے یہ تو غلط ہے یہ تو ہو نہیں سکتا۔

حضور ﷺ الٰہ ہونے کے سوا سب کچھ ہیں

تو پتہ چلا کہ یہاں پر رسالت میں انحصار فرمایا اور وہاں بشریت میں انحصار فرمایا کہ میں بشر ہونے کے سوا کچھ نہیں یہاں فرمایا کہ میرا محبوب ﷺ رسول ہونے کے سوا کچھ نہیں تو پتہ چلا کہ یہ تعارض جو ہمارے ذہن میں پیدا ہوا ہے اللہ کے کلام میں تعارض نہیں ہے بات یہ ہے کہ حصر حقیقی نہیں حصر اضافی ہے اور یہ حصر اضافی کس اعتبار سے ہے حصر اضافی اس اعتبار سے ہے کہ **ما محمد الا رسول ای لا یتجاوز الی الالوھیۃ** اور **قل انما انا بشر مثلکم ای انما انا بشر مقصور علی البشریۃ بالنسبت الی الالوھیۃ لا تجز الالوھیۃ ای انما انا مقصور علی البشریۃ لا تجاوز الی الالوھیۃ** تو پتہ چلا کہ دونوں جگہ حصر اضافی ہے کہ الوہیت کی یہ نسبت رسالت میں منحصر ہوں اور الوہیت کی یہ نسبت میں بشریت میں منحصر ہوں کیا مطلب؟ یعنی بشر ہوں الٰہ نہیں ہوں اور رسول ہوں الٰہ نہیں ہوں۔ نفی الوہیت کی ہے اور جو لوگ بشریت کو انحصار میں دلیل قرار دیتے ہیں حضور ﷺ کی نورانیت کی نفی کی وہ بالکل غلطی پر ہیں! اگر نورانیت کی نفی ثابت ہو جائیگی تو معاذ اللہ رسالت کی نفی بھی ثابت ہوگی۔ کیوں؟ ۔۔۔ **انما انا بشر مثلکم** میں

(سورۃ حم سجدہ آیت 6)

اگر حضور ﷺ کے نور ہونیکی نفی ثابت کی جائیگی تو حضور ﷺ کے رسول ہونے کی نفی بھی ثابت ہوگی اور رسول ہونے کی نفی ثابت ہونہیں سکتی بلکہ دوسری آیت میں تو رسالت میں حصر قرار دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ بات بالکل غلط ہے اور معنی یہ ہے کہ میں الوہیت کا مدعی نہیں ہوں بالنسبت الالوہیت منحصر ہوں بشریت میں اور بالنسبت الی الالوہیت منحصر ہوں رسالت میں تو پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ حضور تاجدار مدنی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کا بالنسبت الی الالوھیۃ یہ قصر اور حصر واقع ہوا ہے اور یہ بات جب ہماری سمجھ میں آ گئی تو معنی یہ ہوئے کہ میں الٰہ ہونے کے سوا سب کچھ ہوں میں الٰہ نہیں ہوں الٰہ ہونے کے سوا تمام حقائق کائنات کا میں مبداء ہوں اور تمام حقائق کائنات کا میں منتہیٰ ہوں صرف الٰہ نہیں ہوں الٰہ ہونے کی بنسبت میں بشریت میں مقصور ہوں اور الوہیت کی بنسبت میں مقصور ہوں رسالت میں میں صرف الٰہ نہیں ہوں یعنی میں الٰہیت الوہیت کا مدعی نہیں ہوں۔ باقی ہر وصف و ہر کمال و ہر جمال و ہر حسن میرے اندر پایا جاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ مبداء حسن میں ہوں حسن کی ابتداء میں ہوں اور حسن کی انتہا میں ہوں اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں محمد ﷺ ہوں خدا کی قسم حضور خود محمد ﷺ نہیں بنے نہ کسی مخلوق نے حضور کو محمد ﷺ بنایا اللہ نے حضور کو محمد ﷺ بنایا میں نہیں کہتا بیہقی کی صحیح روایت ہے **قال رسول اللہ ﷺ اذدخل آدم علیہ السلام جنتہ رای مکتوبا علی باب الجنۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول**

(بیہقی شریف)

الـلـہ آدم علیہ السلام جب جنت میں داخل ہوئے تو آدم علیہ السلام نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ دوسری روایت میں ہے کہ **کان مکتوباً علیٰ ساق العرش لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ایک روایت میں آتا ہے کہ **کان مکتوباً علیٰ اوراق اشجار الجنۃ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** جنت کے درختوں کے پتے پتے پر لکھا ہوا تھا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پتہ چلا معلوم ہوا حضور کو محمد ﷺ قرار دینے والا کائنات کا کوئی فرد نہیں ہے کوئی مخلوق نہیں ہے بلکہ جس خالق نے ان کو پیدا کیا اس نے ان کو محمد ﷺ بنایا۔

لفظ محمد ﷺ کے معنی اور مفہوم

لفظ محمد ﷺ کے کیا معنی ہیں؟ میں عرض کروں کہ یہ باب تفعیل سے متعلق ہے اس کا مصدر ہے التحمید اور آپ جانتے ہیں کہ تحمید جو ہے باب تفعیل سے ہے اور یہ باب تفعیل جو ہے وہ باب مزید کے اقسام سے ہے اس لئے کہ اس کا اصل جو مادہ ہے وہ ہے حمد (ح م د) اور جب ہم نے مجرد کو مزید بنایا حمد (مجرد) سے اس کو لیں گے ہم مزید بنا کر تحمید بنا دیا تحمید مزید ہے اور حمد مجرد الف لام داخل کیا تو اس الف لام نے مصدریت کے معنی پیدا کر دیئے الحمد اور التحمید الحمد یہ مصدر ہے مجرد کا اور التحمید مصدر ہے مزید کا اور تمام اہل علم جانتے ہیں کہ مجرد کو مزید میں اس لئے لایا جاتا ہے کہ زیادتی لفظ دلالت کرتی ہے زیادتی

معنی پر معنی کو بڑھانے کیلئے لفظوں کو بڑھایا جاتا ہے جیسا کہ کوئی یہ کہے قطعتہ اور قطعتہ تو قطعت کے معنی میں نے اس کو توڑا اور قطعت کے معنی ہیں میں نے اس کو خوب توڑا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو جب لفظ زیادہ ہونگے تو معنی زیادہ ہونگے تو حمد کے معنی ہیں تعریف کے اور تحمید کے معنی ہیں بے حد تعریف کے بار بار تعریف کرنا بکثرت تعریف کرنا الحمد کے معنی تعریف کے ہیں اور التحمید کے معنی بار بار تعریف کے ہیں بکثرت تعریف کے ہیں کیونکہ حمد مجرد ہے اور تحمید مزید ہے اور مجرد کو مزید بنایا اسی لئے جاتا ہے کہ زیادتی لفظ دلالت کرتی ہے زیادتی معنی پر یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جلہ جلالہ وعم نوالہ نے اپنے محبوب جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا نام پاک رکھا محمد ﷺ یہ از قبیل مزید ہے اور یہ التحمید سے ماخوذ ہے جب یہ بات ہم سمجھ گئے تو ہمیں غور کرنا ہے اس بات پر کہ الحمد سے بنا ہے محمود اور تحمید سے بنا ہے محمد ﷺ حمد کے معنی ہیں تعریف کرنا اور تحمید کے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کرنا محمود کے معنی تعریف کیا ہوا اور محمد ﷺ کے کیا معنی ہیں بھئی محمد ﷺ کے معنی ہیں بار بار تعریف کیا ہوا بکثرت تعریف کیا ہوا **الذی یحمد مرۃ بعد مرۃ والذی حمد کثرۃ بعد کثرۃ** جس کی بار بار حمد کی جائے اور جس کی بیشمار حمد کی جائے وہ محمد ﷺ ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے حبیب پاک جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کا نام پاک محمد ﷺ رکھا اور دیکھئے محمود ﷺ اگر چہ حضور ﷺ کا نام پاک بھی ہے حضور ﷺ کے اسماء مقدسہ میں محمود ﷺ آتا ہے لیکن محمود اللہ کا بھی نام ہے اسی لئے کیا خوب اللہ

کے نیک بندے نے کہا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو دربار رسالت ﷺ کے شاعر ہیں) کہتے ہیں کہ

وشق له اسما من اسمه ليجله

فذوالعرش محمود و هذا محمد

(حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے حضور ﷺ کے نام کو مشتق کیا عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود مصطفیٰ ﷺ کی حمد فرماتا ہے

اب غور فرمائیے اللہ محمود اور حضور محمد ﷺ محمود کے معنی حمد کیا ہوا محمد ﷺ کے معنی بار بار حمد کیا ہوا اور محمود کے معنی ہیں حمد کیا ہوا اور محمد ﷺ کے معنی ہیں بے شمار حمد کیا ہوا بکثرت تعریف کیا ہوا بار بار حمد کس کی ہوتی ہے اور بکثرت حمد کس کی ہوتی ہے اللہ کی ہوتی ہے یا حضور کی ہوتی ہے تو میں عرض کرتا ہوں ہم رات دن نماز میں پڑھتے ہیں اور ہر نماز میں پڑھتے ہیں **الحمد لله رب العلمين** ساری دنیا پڑھتی ہے **الحمد لله رب العلمين** ہر وقت اللہ کی تعریف ہوتی ہے اللہ کا ذکر ہوتا ہے اللہ کی حمد ہوتی ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ حمد کرتا ہے قرآن کریم نے کہا **وان من شی الا یسبح بحمده** اب کوئی شے ایسی نہیں ہے جو اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو تو کائنات کا ہر ذرہ خدا کی حمد کر رہا ہے تو جس کی حمد کائنات کا ہر ذرہ کر رہا ہے زیادہ حمد کیا ہوا تو وہی ہوگا

(سورۃ بنی اسرائیل آیت 43)

جب زیادہ حمد کیا ہوا وہی ہوگا تو محمد اللہ کا نام ہونا چاہئے حضور کا نام کیسے ہوا محمد اللہ کا نام ہونا چاہیے تھا کیوں کہ **وان من شی الا یسبح بحمدہ** کوئی شے نہیں جو اس کی حمد کیساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو تو جب کائنات کا ہر ذرہ خدا کی حمد کر رہا ہے تو بار بار حمد ہوتی ہے اللہ کی بیشمار حمد ہوتی ہے اللہ کی بکثرت حمد ہوتی ہے اللہ کی تو جس کی حمد بکثرت ہو اسی کو محمد ﷺ کہا جاتا ہے اللہ نے فرمایا بے شک حمد تو میری ہوتی ہے بیشمار حمد ہوتی ہے بکثرت ہوتی ہے بار بار حمد ہوتی ہے لیکن محمد میں نہیں ہوں محمد ﷺ میرا محبوب ہے اب ہم کچھ نہ سمجھے سوال اپنی جگہ باقی رہا آخر یہ کیا وجہ ہے جس کی حمد بار بار ہو جس کی حمد بے شمار ہو جس کی حمد بکثرت ہو بھئی اس کا نام محمد ﷺ ہونا چاہیے لیکن میں کہوں گا مجھے کہنے دیجئے اور میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کے خوف کے بغیر کہونگا اور کسی تردید کرنیوالے کی تردید کے خوف کے بغیر کہونگا کہ ساری کائنات اللہ کی حمد کرتی ہے **وان من شیء الا یسبح بحمدہ** ساری کائنات اللہ کی حمد کرتی ہے مگر اللہ مصطفٰے ﷺ کی حمد فرماتا ہے یہ میں نہیں کہتا یہ قرآن نے کہا **ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی** اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اللہ کی صلوٰۃ کے کیا معنی ہیں؟ مجھ سے مت پوچھو میں بخاری کی حدیث پڑھے دیتا ہوں حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ کون ہیں؟

حضور ﷺ کی حمد کی نا ابتداء ہے نا انتہا ہے

(سورۃ بنی اسرائیل آیت 43) (بخاری شریف)

امام المفسرین ہیں یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے حضرت ابولعالیہ رضی اللہ عنہ کیا فرماتے ہیں بخاری شریف میں حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کتاب التفسیر میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابوالعالیہ کا قول نقل فرماتے ہیں اللہ تعالٰی فرماتا ہے **ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی** اللہ اپنے حبیب پر صلوٰۃ فرماتا ہے صلوٰۃ کے کیا معنی ہیں؟ فرماتے ہیں **صلوۃ اللہ ثنائہ علیہ عند الملئکتہ** اللہ کی صلوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ فرشتوں کے نزدیک اپنے حبیب کی ثناء فرماتا ہے اب میں پوچھتا ہوں اللہ یہ ثنا کب سے فرما رہا ہے اور کب تک فرماتا رہے گا نا آپ ابتداء بتا سکتے ہیں نا انتہا بتا سکتے ہیں اللہ کی جو یہ تعریف اللہ کی جو یہ ثناء ہے **صلوۃ اللہ ثنائہ علیہ عند الملئکتہ** یعنی اللہ تعالٰی اپنے محبوب ﷺ کی ثناء فرشتوں کے پاس فرماتا ہے یہ اللہ کی ثناء نا کبھی منقطع ہوتی ہے نا منقطع ہو گی نا منقطع ہو سکتی ہے نہیں ہو سکتی اسکی وجہ کیا ہے؟ اس لئے کہا گیا کہ مضارع کا صیغہ یہ استمرار کیلئے ہے اور استمرار میں انقطاع ہوتا نہیں استمرار کے انقطاع نہ ہونے کو ذرا سمجھو کہ خدا جو اپنے محبوب کی ثناء فرما رہا ہے اس میں کبھی انقطاع نہیں ہوتا اور یہ انقطاع کیسے ہو یہ ثناء کب ختم ہوتی ہے۔۔۔۔ آپ جانتے ہیں؟ ثناء کا معنی ہے خوبی کا بیان کرنا اور خوبیاں ختم ہوں تو اس کا بیان بھی ختم ہو تم خوبیاں ختم کر دو میں بیان ختم کر دوں۔ نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں بمیرد تشنہ مستقی و دریا

(سورۃ الاحزاب آیت 55)

ہمچناں باقی (حافظ سعدی شیرازی)

اللہ اکبر جلہ جلالہ تو پتہ چلا کہ ساری کائنات تو خدا کی حمد بیان کرتی ہے اس لئے خدا ساری کائنات کا محمود ہے مگر مصطفیٰ ﷺ وہ ہیں کہ خدا ان کی حمد فرماتا ہے ارے خدا کائنات کا محمود ہے اور مجھے کہنے دو کہ مصطفیٰ ﷺ خدا کے محمد ﷺ ہیں اب بتائیے کائنات کی حمد زیادہ ہے یا خالق کائنات کی حمد زیادہ ہے آپ ذرا اندازہ فرمائیے ارے حضور ﷺ کی حمد تو خدا کرتا ہے کیونکہ اللہ کی صلوٰۃ کے معنی ہیں کہ **صلوٰۃ اللہ ثنائہ علیہ عند الملئکتہ** اللہ اکبر اللہ تعالیٰ ملائکہ کے نزدیک اپنے حبیب ﷺ کی ثناء فرماتا ہے یہ اللہ کا ثناء فرمانا اللہ کی حمد ہے یوں کہیے خدا کائنات کا محمود ہے اور مصطفیٰ ﷺ خدا کے محمد ہیں۔۔۔۔ اللہ اکبر اب اندازہ فرمائیے خدا حمد فرما رہا ہے اور حمد تو حسن کی ہوتی ہے عیب کی حمد تو ہوتی نہیں اب اگر ان کی ذات پاک میں کوئی خرابی ہو کوئی عیب ہو کوئی نقص ہو تو جہاں نقص آئیگا جہاں عیب آئیگا وہاں حمد منقطع ہو جائیگی اور حمد میں انقطاع ہے ہی نہیں کیونکہ مضارع استمرار کیلئے آتا ہے نتیجہ کیا نکلا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی ذات مقدسہ میں عیب کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا عیب کا تصور قائم ہی نہیں ہوتا ارے مجھے کہنے دو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں تو کسی عیب کو راہ نہیں ملتی۔

دنیا جانتی ہے میں محمد ﷺ ہوں

جو خدا کی بارگاہ میں خدا کے علم میں اور جو خدا کے نزدیک بے عیب ہو اس ذات پاک میں

عیب کو ڈھونڈنا تلاش کرنا ایمان سے کہنا یہ خود اپنے عیب کو ڈھونڈنا ہے یا نہیں تو اس لئے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق فرمایا **وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل** یہ تو میں نے لفظ محمد ﷺ کے متعلق ایک بات کہی اور قصر کے متعلق تو میں کچھ کہہ نہیں سکا نہ کہہ سکتا ہوں کیونکہ اتنا وقت نہیں ہے اب میں لفظ رسول کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اور میں اس بات کو ختم کردوں ایک حدیث پر جو بخاری شریف میں بھی ہے اور ابوداؤد میں بھی ہے اور صحاح ستہ کی دوسری کتب میں بھی ہے اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین عرب جو شعراء تھے وہ حضور ﷺ کی مزمت کرتے تھے (معاذ اللہ) حضور ﷺ کی شان میں ہجو کے اشعار لکھا کرتے تھے ایک دن سوچنے لگے کہ ہم جو مزمت کرتے ہیں محمد ﷺ کی مزمت کرتے ہیں محمد ﷺ کہتے ہیں اور مزمت کرتے ہیں یہ تو ہمارے لئے مناسب نہیں ہے محمد ﷺ کے معنی تو ہیں حمد کیا ہوا مزمت کے معنی ہیں برائی جس کو ہم حمد کیا ہوا کہتے ہیں اس کی برائی کا تو سوال ہی نہیں رہتا یا تو ہم ان کو محمد ﷺ نہ کہیں یا ہم ان کی مزمت نہ کریں اب ہم مزمت بھی کرتے ہیں محمد ﷺ بھی کہتے ہیں اپنا منہ آپ ہی کالا کرتے ہیں کیا کریں؟ اب انہوں نے سوچا (بیٹھ کر) کہ ہماری شان کے تو لائق نہیں ہے ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ ان کو محمد ﷺ کہیں پھر ندمت کریں دو صورتیں ہیں یا تو مزمت کرنا چھوڑ دیں یا محمد ﷺ کہنا چھوڑ دیں تو انہوں نے کہا ہم مزمت تو چھوڑیں گے نہیں ہاں محمد ﷺ کہنا چھوڑ دیتے ہیں کہا ان کو محمد ﷺ نہیں کہو گے تو کیا کہو گے؟ تو انہوں نے کہا ہم

(سورۃ بنی آل عمران آیت 144)

ان کا نام رکھتے ہیں مزمم مزمم کے معنی ہیں برائی کیا ہوا تو انہوں نے کہا اب یہ تو ٹھیک ہو گیا اب مزمم کہے جاؤ اور برائی کئے جاؤ مزمم میں یہ عیب ہے یہ برائی ہے یہ نقص ہے صحابہ کو پتہ چلا انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور آپ کو انہوں نے مزمم کہنا شروع کر دیا اور مزمم کہہ کر حضور ﷺ کی مزمت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا **کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش یشتمون مزمما وانا محمد** سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا دیکھو کیسے اللہ ان کی بدگوئی سے مجھے رفع کرتا ہے یہ کسی مزمم کو برا کہتے ہونگے میں تو محمد ﷺ ہوں میں تو سچ کہتا ہوں کہ اللہ نے حضور کا نام ایسا رکھا ہے اگر کوئی حضور کی برائی کرے تو مصطفےٰ کو حاجت ہی نہیں جواب دیں جواب تو حضور کا نام ہی دے رہا ہے۔

سرکار ﷺ کا نام پاک خود جواب دے گا

ہم جو کچھ کہتے ہیں اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے ہیں ہمیں بھی بارگاہ مصطفےٰ ﷺ سے نسبت ہے ورنہ اللہ نے سرکار ﷺ کا نام ایسا رکھا ہے کہ ہر اعتراض کرنے والے کا جواب لفظ محمد ﷺ ہے کیونکہ محمد ﷺ کے معنی ہیں حمد کیا ہوا اعتراض کرنے میں جب کوئی اعتراض کریگا وہ عیب کا پہلو ہوگا کیونکہ اعتراض عیب کے ذریعے عیب پر ہوتا ہے اور حضور ﷺ ہیں محمد تو جب کوئی عیب کے ذریعے اعتراض کریگا نام پاک خود جواب دیگا کہ تو جھوٹا ہے وہ تو محمد ﷺ ہیں اللہ فرماتا ہے **وَمَا محمد الا رسول** وہ تو منحصر ہیں رسالت میں رسالت کے کیا معنی ہیں۔

(سورۃ بنی آل عمران آیت 144)

کوئی ایک چیز ہو تو ذکر کریں

میرے آقا کے رسول ہونے پر ایمان ہے یا نہیں؟ یہاں تو کوئی اختلافی مسئلہ میں نے بیان ہی نہیں کیا میں تو کہتا ہوں کہ محمد ﷺ ہونا یہ بھی اتفاقی چیز ہے بھئی سب حضور کو محمد ﷺ مانتے ہیں یا نہیں مانتے اور رسول ہونا بھی اتفاقی چیز ہے سب لوگ مانتے ہیں اب دیکھو محمد ﷺ مانتے ہو مگر یہ دیکھو کہ محمد ﷺ ماننے کے باوجود بھی جو اعتقاد تمہارا حضور کی بارگاہ میں ہے کیا وہ اعتقاد اس قابل ہے کہ ہم یہ کہہ سکیں تو حضور کو محمد ﷺ مانتے ہو زبان سے حضور کو محمد ﷺ کہنا یہ اور بات ہے دل سے حضور کو محمد ﷺ ماننا یہ اور بات ہے محمد ﷺ ماننے کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات پاک میں تمام قسم کے عیوب کی نفی کرو اور آپ کو بے عیب تسلیم کرو تب حضور کو محمد ﷺ مانو گے تو رسول ماننا بات یہ ہے رسالت ایک وصف ہے رسول کا رسول وصف رسالت سے متصف ہونے والے کو کہا جاتا ہے بتایئے

حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں یا نہیں؟

اللہ نے حضور ﷺ کو رسول بنایا اب کس کی طرف دیکھئے جب رسالت کا تصور پیدا ہوتا ہے تو کتنی باتیں ذہن میں آتی ہیں ایک وہ جو رسول بنائے ایک وہ جس کی طرف رسول بنایا گیا ایک وہ جس کو رسول بنایا جائے تو رسول بنانے والا کون ہے **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ** رسول بنانے والا کون ہے؟ اللہ نے کسی کی طرف رسول

(سورۃ فتح آیت 27)

بنایا ارشاد ہوتا ہے **تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا** اور ارشاد فرمایا **وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین** دوسری جگہ ارشاد فرمایا **ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا** ۔

ھوالذی ارسلت خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا جس نے رسول کا ارسال فرمایا کس کی طرف ارسال فرمایا اس کا ذکر نہیں فرمایا اس لئے کہ جب فعل یا شبہ فعل عام ہو تو اس کے متعلقات کو ذکر نہیں کیا جاتا اور متعلقات کا حذف اس فعل یا شبہ فعل کے عموم پر دلالت کرتا ہے تو ارسل کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ کس کی طرف اس لئے کہ معلوم ہو جائے کوئی ایک چیز ہو تو ذکر کیا جائے وہ تمام کائنات کے رسول ہیں اس لئے فرمایا **وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین** ماسوا اللہ ہے تو پتہ چلا کہ وہ ماسوا اللہ کیلئے رسول ہیں اللہ تو ان کو رسول بنانے والا ہے اللہ تعالیٰ تو مرسِل ہے وہ رسول ہیں اور ساری کائنات مرسَل الیہ ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا مسلم شریف کی حدیث ہے **قال رسول اللہ ﷺ ارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون** فرمایا میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور تمام نبیوں کو ختم کر دیا گیا میں آخری نبی ہوں اب میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ساری مخلوق میں کیا چیز آ گئی ہے کون کون سی چیزیں آ گئیں ۔

(سورۃ فرقان آیت 1) (سورۃ انبیاء آیت 106) (مسلم شریف)

اجمالی طور پر تفصیل کی جھلک

اب تفصیل تو نا بیان کر سکوں گا مگر اجمالی طور پر تفصیل کی جھلک پیش کر دوں دیکھئے جب یہ بات آپ کے ذہن میں آ گئی **ارسلت الی الخلق کافة** اور **وما ارسلنٰک الا رحمة للعٰلمین** اور **تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا** تو اب یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو کائنات کے ہر ذرے کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور **ارسلت الی الخلق کافة** اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا ہر ذرے کی طرف آپ رسول بن کر آئے جب ہر ذرے کیلئے رسول بن کر آئے تو ان خلائق کائنات میں مخلوقات میں کون کون سی چیزیں ہیں اب ایک ایک فرد کا اظہار تو ممکن نہیں ہے فرض کیجئے عالم خلق ہے عالم امر ہے عالم نوم ہے عالم یقظہ ہے عالم دنیا ہے عالم برزخ ہے عالم آخرت ہے اب اس عالم خلق میں تمام عنصریات ہیں تمام جواہر میں تمام اعراض ہیں تمام اجسام ہیں اور عالم امر کے اندر تمام ملائکہ تمام ارواح ہیں تمام عالم بالا کی مخلوقات ہے اور تمام لطیف حقیقتیں ہیں کوئی چیز نہیں جو عالم امر سے لطیف حقیقت خارج ہو نتیجہ یہ نکلا میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ ساری مخلوق کی طرف رسول بن کر آئے ساری مخلوق میں پہاڑ بھی ہے ساری مخلوق میں ریت کا ذرہ بھی ہے ساری مخلوق میں جبریل علیہ السلام بھی ہیں ساری مخلوق میں سدرہ بھی ہے ساری مخلوق میں چیونٹی بھی ہے ساری مخلوق میں چیونٹی کا سوراخ

بھی ہے میرا ایمان ہے کہ جس طرح میرے آقا ﷺ سدرہ پر رہنے والے جبریل کے رسول بن کر آئے تو سوراخ میں رہنے والی چیونٹی کیلئے بھی حضور ﷺ رسول بن کر آئے ذرے ذرے کیلئے رسول بن کر آئے پہاڑوں کیلئے سمندوں کیلئے دریاؤں کے لئے ہواؤں کے لئے فضاؤں کے لئے ستاروں کے لئے وہ جن کے رسول ہیں وہ ان کے رسول ہیں وہ موالید کے رسول ہیں اور وہ عناصر کے وہ جواہر واعراض کے رسول ہیں وہ عالم خلق کے عالم امر کے رسول ہیں۔ یقین کیجئے کہ وہ عالم یقظہ کے رسول ہیں عالم منام کے رسول ہیں وہ عالم برزخ کے رسول ہیں وہ عالم آخرت کے رسول ہیں اس دنیا کے رسول ہیں عقبیٰ کے رسول ہیں۔

حضور ﷺ کا سارے عالموں سے رابطہ ہے

یہ بات تو آپ سمجھ گئے لیکن اس کی حقیقت پر آپ نظر ڈالیں تو خدا کی قسم آپ کے ایمان ایسے تازہ ہو جائیں گے کہ میں کیا عرض کروں رسول کے معنی پر غور فرمائیے۔ رسول کے معنی ہیں وہ ذات جو بھیجنے والا اس کو بھیجتا ہے کس کی طرف بھیجتا ہے کس کی طرف اس کو بھیجا گیا ہے جب اس رسول کا رابطہ مرسل الیہ کے ساتھ نہ ہو رسالت کا کوئی مفہوم نہیں ہے یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے واضح بات ہے صاف ظاہر بات ہے یہ یہی بات ہے آپ نے کسی کو قاصد بنا کر بھیجا آپ نے کس کو رسول بنا کر بھیجا جو آپ کا قاصد جس کی طرف آپ نے اسے بنا کر بھیجا ہے پیغمبر اور قاصد جب تک مرسل الیہ کے ساتھ اس کا رابطہ نہیں

ہوگا ایمان سے کہنا اس کے رسول اور قاصد ہونے کے کیا معنی ہیں رابطہ تو ہوگا جب میرے آقا تاجدار مدنی ﷺ کائنات کے ہر ذرے کے رسول ہیں تو کہنا پڑے گا کہ حقائق کائنات کے ہر ذرے سے میرے آقا ﷺ کا رابطہ ہے اور وہ رابطہ دو قسم کا ہو سکتا ہے وہ رابطہ علمی ہے وہ رابطہ عملی ہے یوں کہئے وہ رابطہ ظاہری ہے وہ رابطہ باطنی ہے وہ رابطہ جسمانی ہے وہ رابطہ روحانی ہے وہ رابطہ حقیقی ہے وہ رابطہ ایسا رابطہ ہے جو کبھی منقطع نہیں ہو سکتا اگر وہ رابطہ منقطع ہو جائے تو رسالت ختم ہو جائے اور رسالت معدوم ہو نہیں سکتی رسالت منفی ہو نہیں سکتی وہ رابطہ منفی ہو نہیں سکتا تو کہنا پڑے گا میرے آقا جب ساری کائنات کی طرف رسول ہیں تو درختوں کے پتوں سے بھی حضور ﷺ کا رابطہ ہے خدا کی قسم بیابانوں کے جنگلوں سے بھی حضور ﷺ کا رابطہ ہے اور دریاؤں کی موجوں سے بھی حضور ﷺ کا رابطہ ہے اور سمندر کے قطروں سے بھی حضور ﷺ کا رابطہ ہے اور آسمانوں کے ستاروں سے بھی حضور ﷺ کا رابطہ ہے کہنا پڑے گا میرے آقا ﷺ کا زمینوں سے بھی اور آسمانوں سے بھی رابطہ ہے مجھے کہنا پڑے گا کہ عالم نوم سے بھی حضور ﷺ کا رابطہ ہے عالم یقظہ سے بھی حضور ﷺ کا رابطہ ہے برزخ سے بھی رابطہ ہے اور آخرت سے بھی رابطہ ہے جس عالم سے رابطہ نہ ہو اس عالم کے رسول ہو نہیں سکتے اور رسول ہیں سارے عالموں کے سارے عالموں کے رسول ہیں تو سارے عالموں سے رابطہ ہوگا یا نہیں؟

عالم برزخ میں ہوکر دنیا سے رابطہ رکھتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ جب وہ سوتے ہیں تو وہ سوتے میں بھی جاگتے ہیں کیونکہ عالم یقظہ سے رابطہ نہ رہے تو اس کے رسول نہیں رہیں گے جب وہ سوتے ہیں تو سوتے میں بھی جاگتے ہیں کیونکہ وہ نہ جاگیں تو عالم برزخ سے رابطہ نہ رہیگا جب رابطہ نہ رہے گا تو رسالت نہیں رہے گی اور رسالت منقطع ہونہیں سکتی لہٰذا اگر وہ سوبھی جائیں تو عالم یقظہ سے ان کا رابطہ منقطع نہیں ہوسکتا اگر وہ دنیا میں ہوں تو برزخ سے ان کا رابطہ رہے گا اگر برزخ میں ہوں تو دنیا سے رابطہ رہیگا آخرت میں ہوں تو برزخ و دنیا سے رابطہ رہیگا دنیا و برزخ میں ہوں تو آخرت سے رابطہ رہیگا اس کی وجہ کیا ہے دیکھئے ایک حدیث حضور تاجدار مدنی ﷺ رات کو تہجد پڑھتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں میں نے حضور ﷺ کے سونے کی آواز سنی اور اس کی حکمت یہی تھی کہ اگر آواز نہ ہوتی تو لوگ کہتے حضور ﷺ کو نیند نہیں آتی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے آواز سنی اصل میں نہیں سوئے تھے مگر حکمت یہ تھی کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ آواز سنیں اس کے بعد دلیل قائم ہو جائے گی حضور ﷺ نیند میں تھے حضور ﷺ اٹھے بغیر وضو کے نماز پڑھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ آپ تو سوگئے تھے فرمایا **تنام عینی ولا ینام قلبی** میں خواب سے بھی رابطہ رکھتا ہوں بیداری سے بھی رابطہ رکھتا ہوں۔

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

میرے آقا مکہ میں جارہے ہیں ایک جنگل میں تشریف لے جارہے ہیں تو وہاں فرمایا یہاں دو قبریں ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت حضور ﷺ کے ساتھ ہے حضور ﷺ وہاں ٹھہر گئے فرمایا قبروں والوں کی قبروں میں عذاب ہورہا ہے فرمایا میں عذاب کو بھی دیکھ رہا ہوں اور عذاب کے سبب کو بھی دیکھ رہا ہوں ایک کو عذاب اس لئے ہورہا ہے کہ وہ چغل خوری کرتا تھا اور دوسرے کو عذاب اس لئے کہ وہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا فرمایا میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ عذاب میں تخفیف کیسے ہوگی ایک ٹہنی منگوائی دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر ڈال دی فرمایا جب تک ان کی تسبیح کا اثر رہیگا اللہ تعالیٰ ان کے عذاب میں تخفیف فرمائیگا اللہ اکبر اب یہ حدیث ہزاروں بار سنی ہوگی لیکن میں آج اس کی فقہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں مقصد کیا تھا فرمایا میرے صحابہ کرام علیہم الرضوان تم میرے ساتھ ہو میں تمہارے ساتھ ہوں تم مجھے دیکھتے ہو میں تمہیں دیکھتا ہوں تم میری معیت میں ہو میں تمہاری معیت میں ہوں تم میرے قریب ہو میں تمہارے قریب ہوں لیکن یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہارے قریب ہوں اور کسی کے قریب نہیں ہوں میں تمہارا بھی رسول ہوں برزخ والوں کو بھی دیکھتا ہوں تم کو بھی دیکھتا ہوں ان کو بھی دیکھتا ہوں میں تمہارے بھی ساتھ ہوں ان کے بھی ساتھ ہوں تمہارا بھی رسول ہوں ان کا بھی رسول ہوں

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟

فرمایا تمہارا بھی رسول ہوں ان کا بھی رسول ہوں آپ کا بھی حال دیکھتا ہوں ان کا بھی

حال دیکھتا ہوں اور فرمایا میں تمہاری بھی تکلیف بھی دور فرماتا ہوں اور ان کی بھی تکلیف دور فرماتا ہوں اور جس طرح میں دنیا میں رہ کر ان برزخ والوں سے دور نہیں تو جب میں قبر میں جاؤں گا تو بھی رسول ہوں یہی وجہ ہے میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ جب معراج کو تشریف لے گئے ارے وہ آخرت کا سفر تھا وہ دنیا میں بھی تھے آخرت میں بھی تھے کیونکہ وہ دنیا کے بھی رسول ہیں وہ عقبیٰ کے بھی رسول ہیں؟ ایک بات کرتا ہوں اجازت دیجئے رسالت ایک عمل ہے کیونکہ رابطہ ہے رابطہ علمی عملی ہوتا ہے اگر رسول کچھ بھی نہ کرے تو رسول کا ہے کا تو رسول نے کچھ کرنا ہے اب پوچھتا ہوں وہ جو کریگا وہ کہاں کریگا بھئی جہاں کا رسول ہے وہاں کریگا اگر وہ خواب کا رسول ہے تو خواب میں کچھ کرے گا اگر بیداری کا رسول ہے تو عالم بیداری میں کچھ کرے گا اگر رسول ہے برزخ کا تو عالم برزخ میں کچھ کرے گا اگر رسول ہے دنیا کا تو دنیا میں کچھ کرے گا اگر رسول ہے آخرت کا تو آخرت میں کچھ کریگا اگر رسول ہے زمینوں کا تو زمینوں میں کچھ کرے گا اگر رسول ہے آسمانوں کا تو آسمانوں میں کچھ کرے گا پتہ یہ چلا رسالت تو ایک عمل کا نام ہے رابطہ ہے رسول نے کچھ کرنا ہے اگر کچھ نہ کرے تو رسول کا ہے کا؟ اور کرنے کیلئے **اذا ثبت الشيء ثبت جميع لوازمه** اب اگر کوئی چیز ثابت ہوگی تو اپنے جمع لوازم کے ساتھ ثابت ہوگی اب کرنے کیلئے قوت عملی کی ضرورت ہے کرنے کیلئے سمع کی ضرورت ہے کرنے کیلئے بصر کی ضرورت ہے کرنے کیلئے قوت کی ضرورت ہے کرنے کیلئے ارادہ کی

ضرورت ہے اور اسی کا نام حیات ہے۔

حضور ﷺ جیسی حیات کائنات میں کسی کی نہیں

اس لئے مجھے کہنا پڑیگا میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ جب تمام حقائق کائنات کے رسول ہیں تو ہر عالم کی حیات ہر وقت حضور کی ذات میں موجود ہے دیکھو عالم نوم کی حیات اور عالم بیداری کی حیات اور ہوتی ہے عالم برزخ کی حیات اور عالم دنیا کی حیات اور ہوتی ہے اور عالم آخرت کی حیات اور ہوتی ہے خوب یاد رکھئے کہ جب میرے آقا بیک وقت آخرت و برزخ و دنیا کے بھی رسول ہیں تو ایک ہی وقت میں ان کے اندر عالم آخرت کی حیات بھی موجود ہے ایک ہی وقت میں عالم برزخ کی حیات بھی موجود دنیا کی حیات بھی موجود ہے بیداری کی حیات بھی موجود ہے نوم کی حیات بھی موجود ہے کیونکہ جب وہ ہر عالم کے رسول ہیں انہوں نے اس عالم میں رسالت کا عمل کرنا ہے اور عمل رسالت حیات کے بغیر ممکن نہیں اس لئے کہنا پڑیگا ہر عالم کی حیات ۔۔۔۔محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں تو پتہ چلا کہ حضور ﷺ جیسی حیات کائنات میں کسی کی ہو نہیں سکتی۔

تو مردہ ہے مصطفیٰ ﷺ زندہ ہیں

آخر میں اس جملہ پر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معاذ اللہ ہم زندہ ہیں اور مصطفیٰ ﷺ مردہ ہیں تو وہ بڑے عجیب قسم کے لوگ ہیں یوں تو ان کی مثال یہ سمجھئے کہ کوئی بے وقوف کہے کہ بجلی بجلی گھر میں تو نہیں ہے مگر میرے گھر کے تمام بلب روشن

ہیں ۔اس کو کہا جائیگا خدا کے بندے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مرکز حیات میں حیات نہ ہو تو زندہ ہوارے بجلی گھر میں بجلی موجود نہیں تیرے گھر کے بلب روشن ہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تو ممکن ہے بجلی گھر میں بجلی موجود ہو اور تیرے گھر میں اندھیرا ہو کیوں اس لئے کہ تو نے بجلی لی نہیں تو اندھیرہ ہوگا یا یہ بھی ہوسکتا ہے اگر بجلی لی بھی ہو تو کنکشن نہ ملا ہو اگر کنکشن بھی مل گیا تو تو نے بلب نہیں لگایا اور اگر بلب تو نے لگا لیا ہے تو ہوسکتا ہے وہ بلب فیوض ہوگیا ہو تو ہوسکتا ہے کہ تو مردہ مصطفےٰ ﷺ زندہ ہوں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ مصطفےٰ ﷺ مردہ ہوں تو زندہ ہو۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

اللّٰھم صلِّ علیٰ سیدنا ومولانا

محمد

وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

باب نمبر 2

اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خطاب دلپزیر غزالی زماں رازی دوراں ضیغم اسلام محدث بے بدل امام

اہل سنت علامہ سید احمد شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بمقام: بلدۃ الاولیاء ملتان شریف بتاریخ ۲۹ رمضان المبارک بمطابق

۔۔۔ اگست ۷۸ء

دھنک — صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن
به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات
اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له
و نشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شريك له ونشهدان
سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا
ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم
قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفرلكم
ذنوبكم والله غفور الرحيم صدق الله العظيم و صدق
رسوله النبى الكريم الامين و نحن علٰى ذالك لمن
الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله
وملٰئكة يصلون على النبى يا ايها الذين اٰمنوا صلوا عليه
وسلموا تسليما اللهم صل علٰى سيدنا ومولانا محمد
وعلٰى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔
محترم حضرات رات بھی میں نے عرض کیا تھا کہ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
رحمتہ اللہ علیہ کی ذات مقدسہ کے فضائل وکمالات تو احاطہ بیان سے باہر ہیں اجمالی طور پر

(سورۃ آل عمران آیت 31)

اتنا عرض کیا جا سکے گا کہ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہ العزیز کی ذات مقدسہ اپنے علم
اور اپنے عمل کے اعتبار سے عشق رسول ﷺ میں غرق ہے اور عشق رسول ﷺ بنیاد
ہے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے علم کی اور عشق رسول اللہ ﷺ بنیاد ہے اعلیٰ حضرت ر
حمتہ اللہ علیہ کے عمل کی حضور ﷺ کے عشق ومحبت کا جو درس اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ
نے دیا درحقیقت وہ تجدید ہے دین کی اور احیاء ہے دین کا خدا کی قسم سارا دین حضور
ﷺ کی محبت میں منحصر ہے اور محبت رسول اللہ ﷺ کے بغیر دین کا کوئی تصور قائم نہیں
ہوتا اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا قل ان كنتم تحبون الله
فاتبعونى يحببكم الله میرے فاضل محترم حضرت قبلہ مولانا سید زاہد علی شاہ
صاحب دامت برکاتہم العالیہ اسی آیت کریمہ کے متعلق نہایت ہی فاضلانہ تقریر فرما رہے
تھے اور میں چاہتا تھا کہ حضرت کی تقریر جاری رہے قبلہ مفتی صاحب کے حکم کی تعمیل میں
میں حاضر ہو گیا اور میں نے چاہا کہ انہی کلمات کو میں حضرت ممدوح سید صاحب دامت
برکاتہم العالیہ کے تتمہ کلام کے طور پر عرض کر دوں درود شریف پڑھیئے ۔ اللهم صل
علٰى سيدنا ومولانا محمد وعلٰى آل سيدنا ومولانا
محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

اگر میری محبت چاہتے ہو تو میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا ان كنتم تحبون الله یہ شرط ہے

فاتبعونی یہ جزا ہے شرط و جزا دونوں کو ملالیں تو جملہ شرطیہ ہوا اور جملہ شرطیہ کے دو جز ہوتے ہیں پہلا جز شرط ہے اور دوسرا جز اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا کہ **ان کنتم تحبون اللہ** میرے محبوب ﷺ فرمادو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو اگر اللہ سے تمہیں محبت ہے اگر تم اللہ کی محبت کے دعویٰ میں سچے ہو تو پھر اس کی دلیل کیا ہوگی؟ اور اس کا ثبوت کیا ہوگا؟ **فاتبعونی** میری اتباع کرو تو قابل غور یہ بات ہے کہ شرط میں ہے **ان کنتم تحبون اللہ** اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو اور جزا یہ ہے کہ فاتبعونی میری اتباع کرو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محبت اور اتباع کا مرکز ایک ہونا چاہیے جس کی محبت ہو اتباع اسی کی ہونی چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تمہیں میری محبت ہے تو میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ اگر تمہیں میری محبت ہے تو تم میری اطاعت کرو لیکن یہ نہیں فرمایا یہ فرمایا کہ اگر تمہیں میری محبت ہے تو میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو محبت اللہ کی اور اتباع رسول اللہ ﷺ کی تو یہ بات بظاہر سمجھ نہیں آتی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے متعلق فرمایا کہ اگر تمہیں میری محبت ہے تو اللہ تعالیٰ یوں فرماتا کہ اگر میری محبت ہے تو میری اطاعت کرو لیکن نہیں فرمایا اور یہ کہ اگر میری محبت ہے تو میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو تو اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی محبت بلا واسطہ رسول کریم ﷺ کے ممکن نہیں ہے اگر حضور ﷺ کا واسطہ درمیان میں نہ ہو تو اللہ کی محبت کا تصور ممکن نہیں!

آپ کہیں گے کیوں؟

حسن و جمال کے مشاہدہ کے بغیر محبت پیدا نہیں ہوتی

میں عرض کروں گا اس لئے کہ محبت پیدا ہوتی ہے محبت کے حسن و جمال کے مشاہدے سے جب تک حسن کا مشاہدہ نہ ہو محبت پیدا نہیں ہوتی تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے حسن کا مشاہدہ یہ ممکن نہیں ہے بغیر جمال محمدی ﷺ کے اور بغیر آئینہ مصطفوی کے نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ آئینہ ہے جمال الوہیت کا تو جب تک رسول کریم ﷺ کی ذات مقدسہ کے آئینہ میں حسن الوہیت اور جمال خداوندی کا مشاہدہ نہ ہو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو ہی نہیں سکتی اسی لئے **قل ان کنتم تحبون اللہ** میں جو خطاب ہے یہ خطاب ایمان والوں کیلئے نہیں ہے مومنوں کیلئے خطاب نہیں بلکہ یہ خطاب اہل کتاب کیلئے ہے اور مخالفین اسلام کیلئے ہے اور کفار کیلئے ہے مشرکین کیلئے ہے دین سے دور رہنے والوں کیلئے ہے اور بتانا یہ ہے کہ اے یہودیو! اے نصرانیو! تمہارا دعویٰ یہ ہے کہ ہم اللہ کے احباء ہیں اللہ کے محبّ ہیں اللہ کے ساتھ محبت کرنے والے ہیں اے یہودیو تم خدا کے محبّ ہونے کے مدعی ہو اے عیسائیو تم خدا کے محبّ ہونے کے دعویدار ہو تو اے مشرکو تم بھی یہ کہتے ہو اگر تم سے پوچھا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ولئن سئلهم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن اللہ** اگر ان سے پوچھا جائے کہ زمین و آسمان کا خالق کون ہے تو یہ کہدیں گے کہ اللہ ہے اور تم بھی اللہ کو مان کر اللہ کی

(سورۃ عنکبوت آیت 61)

محبت کے مدعی ہو تو کوئی بھی فرقہ ہو جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہو اور جو یہ کہتا ہو کہ ہم اللہ
کے احباء ہیں ہم اللہ کے محب ہیں ہم اللہ کیساتھ محبت کرنے والے ہیں اللہ فرماتا ہے مدعی
محبت کو یہ کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو میرے محبوب ﷺ کی اتباع کر کے دکھاؤ کیا
مطلب تم اپنے دعویٰ محبت میں سچے ہو ہی نہیں سکتے!

مرکز اتباع بھی حضور ﷺ ہیں

اے یہودیو اے نصرانیو تم جو اپنے آپ کو اللہ کے احباء قرار دیتے ہو اپنے اس دعویٰ میں تم
سچے نہیں وہ اس لئے کہ محبت تو مشاہدہ حسن و جمال سے پیدا ہوتی ہے اور مشاہدہ حسن
جمال کا آئینہ تو میرے محبوب ﷺ کی ذات پاک ہے اور جب تک کہ تم ان پر ایمان
نہیں لاؤ گے اور ان کے آئینہ مقدسہ میں تم اللہ کے حسن و جمال کا مشاہدہ نہیں کرو گے تو
اس وقت تک تمہارے دل میں میری محبت ہو ہی نہیں سکتی معلوم ہوا کہ خدا کی محبت کے پیدا
ہونے کا جو بنیادی نقطہ ہے وہ ہے ذات محمدی ﷺ اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس
آیت کریمہ میں یہودیوں کو ان کے دعویٰ محبت میں جھوٹا قرار دیا اور آپ جانتے ہیں یہ
جملہ شرطیہ ہے اور شرط کیلئے تو وقوع ضرور نہیں ہے کیا مطلب یعنی اگر تم دعویٰ کرتے ہو کہ
ہمیں اللہ کی محبت ہے یہ تمہارا دعویٰ ہے تو ضروری نہیں ہے کہ یہ تمہارا دعویٰ سچا ہو اور اس
میں اللہ کی محبت واقع ہو یہ بات ضروری نہیں ہے اگر تم واقعی اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہو تو اس
دعویٰ کی دلیل یہ ہوگی کہ تم میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو تو اب **فاتبعونی** کو ان

(سورۃ عنکبوت آیت 61)

کنتم تحبون اللہ سے ملا کر دیکھئے جب خدا کی محبت کا مرکز مصطفیٰ ﷺ کی
ذات پاک ہے تو اس کی دلیل میں فاتبعونی پیش کرنا بالکل صحیح ہو گیا۔ کیا مطلب میرے
محبوب ﷺ کے آئینہ ذات پاک میں جب تم نے میرے حسن و جمال کا مشاہدہ کیا اور
تمہیں میری محبت پیدا ہو گئی تو اب یہ ہو نہیں سکتا کہ جس آئینہ مقدسہ میں تم نے میرے حسن
کا مشاہدہ کیا ہو تم ان کی اتباع نہ کرو اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارا وہ دعویٰ صحیح ثابت نہیں
ہوگا تو پتہ چلا کہ مرکز محبت بھی مصطفیٰ ﷺ ہیں اور مرکز اتباع بھی مصطفےٰ ﷺ ہیں مجھے
کہنے دیجئے کہ دعویٰ کی بنیاد بھی مصطفےٰ ﷺ ہیں اور دلیل کی بنیاد بھی مصطفےٰ ﷺ ہیں
حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ سے الگ ہو کر خدا کی محبت کا تصور ہی قائم نہیں ہوتا

محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت عین خدا کی محبت ہے

اب میں پوچھتا ہوں آپ سے کہ جب حضور ﷺ کے آئینہ جمال میں حضور ﷺ کے
آئینہ مقدسہ میں خدا کا حسن و جمال نظر آئیگا تو اب اس محبت کا پہلا تعلق کس کے ساتھ ہوگا
؟اس آئینہ کے ساتھ ہوگا جس آئینہ میں وہ حسن و جمال نظر آیا اسی کے ساتھ محبت کا پہلا
تعلق ہوگا تو اگر آئینہ ذات مصطفےٰ ﷺ سے ہٹ کر کوئی خدا کی محبت کا دعویٰ کرے وہ تو
درست ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ مشاہدہ حسن کے بغیر محبت کا تصور قائم نہیں ہوتا اور مشاہدہ حسن
کا تصور آئینہ ذات محمدی ﷺ کے بغیر قائم نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے آئینہ
میں جب خدا کے حسن و جمال کا مشاہدہ ہوگا تو سب سے پہلے محبت کا مرکز وہ آئینہ ہوگا

جس آئینہ میں خدا کے حسن و جمال کو اس نے دیکھا پتہ چلا کہ خدا کی محبت عین مصطفیٰ ﷺ کی محبت ہے جب تک رسول ﷺ کی محبت نہ ہو خدا کی محبت ہو ہی نہیں سکتی کیوں؟ اس لیئے کہ خدا کی محبت خدا کے حسن و جمال کے مشاہدہ کے بغیر ممکن نہیں ہے اور خدا کے حسن و جمال کا مشاہدہ بغیر آئینہ ذات مصطفیٰ ﷺ کے ممکن نہیں ہے تو جب آئینہ ذات مصطفیٰ ﷺ میں تم خدا کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرو گے تو تمہاری محبت کا پہلا مرکز وہ آئینہ ہو گا تو جس کو خدا کے رسول ﷺ سے محبت نہیں ہے اس کو خدا کی محبت ہو ہی نہیں سکتی جب یہ بات طے ہو گئی تو اب پتہ یہ چلا کہ اگر تمہیں اللہ کی محبت ہے کیا مطلب؟ اگر تمہیں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت ہے کیونکہ خدا کی قسم اللہ کے رسول کی محبت ہی کا نام اللہ کی محبت ہے اس کے علاوہ خدا کی محبت کا کوئی معنی نہیں ہے اس کے علاوہ خدا کی محبت کا کوئی مفہوم نہیں ہے۔جس کو خدا کے رسول کی محبت ہے اس کو خدا کی محبت ہے ابھی میں نے آپ کو بتایا کہ میرے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ آئینہ جمال حق ہیں اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **انا مرئۃ جمال الحق** میں جمال حق کا آئینہ ہوں جب میرے آقا آئینہ جمال حق ہیں تو اس آئینہ میں جو حسن و جمال نظر آئیگا تو ظاہر ہے کہ اس کی محبت کا پہلا مرکز وہی آئینہ ہو گا تو محبت رسول کے بغیر خدا کی محبت ممکن نہیں ہے تو خدا کی محبت عین محبت رسول ہے، اور جب خدا کی محبت عین محبت رسول ہے، تو گویا یہ فرمایا کہ جو محبت کا مرکز ہے جو محبت کا پہلا بنیادی نقطہ ہے جو دعویٰ کا پہلا بنیادی نقطہ ہے وہی دلیل کا پہلا بنیادی نقطعہ ہو گا۔

محبت خدا کے بغیر محبت مصطفےٰ ممکن نہیں ہے لہٰذا خدا کی محبت کا دعویٰ اتباع رسول کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اب **فاتبعونی** کے معنی بالکل سمجھ میں آ گئے اور پھر اتباع کا لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے مستعمل بھی نہیں ہوتا، کہیں نہیں آتا **اتبعوا اللہ** اتباع کا لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کیلئے مستعمل نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع کا لفظ جو ہے وہ اپنے وضعی معنی کے اعتبار سے یہ مفہوم رکھتا ہے کہ کسی کے قول یا فعل کا مشاہدہ کر کے اس کی پیروی کی جائے تو اللہ کے قول فعل کا مشاہدہ تو ہمارے لیئے ممکن ہی نہیں ہے **تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیر** لہٰذا خدا کی ذات پاک کیلئے لفظ اتباع کہیں وارد نہیں اللہ نے فرمایا کہ **اتبعوا اللہ** ہاں **اطیعوا اللہ** فرمایا ہے **اطیعوا اللہ** کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اللہ کی اطاعت ہوتی ہے اللہ کی اتباع نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم میری محبت کا دعویٰ کرو گے تو محبت رسول کے بغیر تو وہ تمہارا دعویٰ محبت درست ہو ہی نہیں سکتا اب اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ تم خدا کی اتباع کرو کیوں اس لئے خدا تعالیٰ جل مجدہ کے اقوال و اعمال کا نا تم مشاہدہ کر سکتے ہو نا اس کی تم پیروی کر سکتے ہو اگر خدا کی اطاعت ممکن ہے تو وہ رسول کی اداؤں میں ممکن ہے لہٰذا فرمایا **فاتبعونی** میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو اس لئے کہ ان کا کہنا ان کا کہنا نہیں ہے وہ میرا کہنا ہے اور ان کا کرنا ان کا کرنا نہیں ہے بلکہ وہ میرا کرنا ہے **وما ینطق عن الھوٰی ان ھوا لا وحی یوحٰی** وہ خود بولتے نہیں ہیں ان کا بولنا میرا فرمانا

ہے۔اور فرمایا **ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم** اللہ اکبر ان کی بیعت ان کی بیعت نہیں ہے، وہ تو میری بیعت ہے، ان کا ہاتھ ان کا ہاتھ نہیں ہے وہ تو میرا ہاتھ ہے اور فرمایا **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی** وہ رمیٰ کا فعل بظاہر مصطفیٰ ﷺ کی ذات مقدسہ سے صادر ہوا لیکن حقیقت میں وہ فعل میرا فعل تھا اللہ فرماتا ہے ہم نے وہ کنکریاں پھینکیں تو پتہ چلا ان کا فعل اللہ کا فعل ہے اور ان کا قول اللہ کا قول ہے اور جب ان کا قول اللہ کا قول ہوا اور ان کا فعل اللہ کا فعل ہوا تو آپ ہی بتائیں کہ یہ اتباع کس کی ہوگی اتباع تو حضور ﷺ کی ہو گی مگر اطاعت اللہ کی ہوگی پتہ یہ چلا کہ میرے حسن کا مشاہدہ بھی ان کے آئینہ میں ہوتا ہے اور میری اطاعت بھی ان کے آئینہ میں ہوتی ہے میرے محبوب ﷺ کو الگ کر دو تو نہ میرے حسن کا پتہ چلے گا اور نہ میری اطاعت کا تصور قائم ہوگا انہی کی ذات پاک معیار ہے۔ حسن الوہیت کے جلوؤں کا اور انہی کی ذات پاک معیار ہے اطاعت اللہ کا اللہ پاک نے حضور ﷺ کی زبان پاک سے ارشاد فرماتے ہوئے حضور ﷺ کے کلام کو اپنا کلام قرار دیا اور حضور ﷺ کی نطق مبارک کو اپنا کلام ارشاد فرمایا اور اسی لئے ہمارا ایمان ہے کہ زبان نبوت ﷺ سے غلطی نہیں ہوتی۔

حضور ﷺ نے زید بن ارقم رض اللہ عنہ کی تکذیب نہیں فرمائی

لوگوں نے کہا مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور

(سورۃ نجم آیت 3) (سورۃ فتح آیت 10) (سورۃ انفال آیت 17)

عبداللہ ابن ابی کا جو جھگڑا ہوا تھا یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکذیب فرما دی اور عبداللہ بن ابی کی حضور ﷺ نے تصدیق فرمادی حالانکہ خدا کی قسم عبداللہ بن ابی کی تصدیق کا کہیں حدیث میں لفظ وارد نہیں ہوا۔ اور سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملہ میں حضور ﷺ نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا درحقیقت وہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ کے ارشاد کی تعمیل کی تھی کیونکہ جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہ حضور ﷺ خود نہیں فرماتے بلکہ وہ اللہ کی بات ہوتی ہے اور اسی لئے میں نے عرض کیا کہ جب تک کہ کسی قول پر کسی دعویٰ پر بینہ یعنی دلیل نہ ہو اس وقت تک وہ قول و دعویٰ قابل قبول نہیں ہوتا اور قابل قبول نہ ہو اور بات ہے اور اس کا جھوٹا ہونا اور بات ہے تو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دعویٰ کو رسول اکرم تاجدار مدنی ﷺ نے معاذ اللہ جھوٹا قرار نہیں دیا اب یہ کہ حدیث میں آتا ہے کہ **فکذبنی رسول اللہ** ﷺ تو اس کذبنی کے معنی ان لوگوں نے نہیں سمجھے یہ بالکل ایسا ہے کہ **لم یکذب ابراھیم الاثلث کذبات** ابراہیم علیہ السلام کی وہ تین باتیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کذب کے ساتھ تعبیر فرمایا وہ حقیقتاً کذب نہیں ہے بلکہ وہ کذب جیسا معاملہ ہے صورتاً کذب ہے اور حقیقتاً وہ صدق ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت اتنا موقع نہیں ہے کہ میں ان کی تفصیل بیان کروں اہل علم جانتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ محترمہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ **ھذہ اختی** اور

اس سے مراد کیا تھا بظاہر یہ ایک پہلا کلام ہے اور یہ حقیقتاً کذب نہیں ہے بلکہ کذب کے مشابہ ہے اس لئے کذب کے ساتھ تعبیر فرمایا گیا اور حقیقتاً وہ دینی بہن تھی اس لئے کہ ہر مسلمان مرد کا ہر مسلمان عورت کیساتھ دینی اخوت کا رشتہ ہے تو انہوں نے ھذہ اختی فرمایا حقیقتاً تو بالکل سچی بات تھی اور اسی طرح **بل فعله کبیرهم هذا فاسئلوهم** یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات اس کے اندر بھی کسی قسم کی کوئی بات ایسی نہ تھی کہ جس کو معاذ اللہ کذب پر محمول کیا جائے اور ان کا یہ فرمانا یہ **بل فعله کبیرهم هذا فاسئلوهم** یہ جو بتوں کے توڑنے کا کام ہے تو یہ تو اس بڑے بت نے کیا ہے حالانکہ توڑا تو خود حضرت براہیم علیہ السلام نے تھا بتوں کو توڑنے والے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے مگر اس کی نسبت اسناد فرمادی کبیرہم کی طرف **بل فعله کبیرهم** کی طرف اسناد فرمادی تو اس کی وجہ آپ جانتے ہیں یہ کبیرھم کی طرف جو فعلہ کی اسناد ہے یہ مجاز عقلی ہے، کیا مطلب وہ سبب تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بتوں کو توڑنے کا تو کبھی فعل کی اسناد سبب کی طرف بھی ہو جاتی ہے جیسے **انبت الربیع البقل** موسم ربیع نے سبزی کو اگایا حالانکہ موسم ربیع نہیں اگاتی اللہ اگاتا ہے مگر موسم ربیع جو ہے وہ سبب ہے تو کبھی اسناد فعل کے سبب کی طرف ہو جاتی ہے۔

حضور کی پیشین گوئی ابوجہل یا اہل مکہ امیہ کے قاتل ہوں گے

یہ بالکل ایسی بات ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ایک مقام پر آیا حضور تاجدار مدنی

(سورۃ انبیاء آیت 63)

ﷺ کے صحابی حصرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب امیہ بن خلف کے پاس تشریف لائے کیونکہ جاہلیت کے زمانے کے آپس میں دوستانہ تعلقات تھے جب یہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو امیہ بن خلف کے مہمان ہوئے اور اس سے آپ نے فرمایا کہ کوئی موقع دے کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کرلوں چنانچہ اس نے کہا کہ دوپہر کے وقت چلیں گے جب گئے تو راستہ میں ابوجہل مل گیا اور اس نے جب دیکھا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف کے ساتھ ہیں تو یہ سمجھ گیا کہ یہ موقع پا کر خانہ کعبہ کا ان کو طواف کرانے لے جارہا ہے امیہ بن خلف یہ بھی بڑا سردار تھا مکہ کا بڑا سخت مشرک تھا کافر تھا اور یہ ابوجہل کا یار تھا تو جب اس نے دیکھا کہ امیہ بن خلف میرا یار ہو کر اور یہ سرداران قریش میں سے ایک عظیم سردار ہو کر یہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے جارہا ہے خانہ کعبہ کا طواف کرانے کیلئے تو بہت غصہ میں آیا اور ابوجہل نے کہا کہ اے سعد میں سمجھ گیا کہ امیہ بن خلف کے ساتھ تو جارہا ہے اور خانہ کعبہ کا تو طواف کرے گا اگر یہ امیہ تیرے ساتھ نہ ہوتا تو اے سعد تو زندہ واپس نہیں جاسکتا تھا میں تیرا سر قلم کر دیتا اور میں تجھے قتل کر دیتا مگر بات یہ ہے کہ امیہ تیرے ساتھ ہے اس لئے میں تجھے کچھ نہیں کہتا جب یہ بات ابوجہل نے کہی اللہ اکبر تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جلال آ گیا اور آپ نے فرمایا اے خبیث ابوجہل کیا بکتا ہے اگر تو نے میری طرف تیڑھی نگاہ کر کے دیکھا تو میں تیرا راستہ مدینہ سے بند کردوں گا اور تم جو شام کو جاتے ہو تجارت کرتے ہو اور وہاں سے کما

کرلاتے ہو سال بھر بیٹھ کر کھاتے ہو بھوکے مرو گے تم مدینہ کی طرف رخ نہیں کر سکتے ہو
اور شام کی طرف جا نہیں سکتے میں تمہاری تجارت کا راستہ کاٹ کے رکھ دوں گا دیکھوں گا
کون جاتا ہے شام کی طرف تجارت کرنے کیلئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے
بڑے جلال کے ساتھ فرمایا۔۔تو امیہ بن خلف ڈر گیا اس نے کہا کہ **یا سعد لا ترفع
صوتك علی سید اهل الوادی** اے سعد یہ کیا کرتے ہو اتنی بلند آواز نہ
اٹھاؤ اور اتنے زور سے اتنی اونچی آواز سے تم ابو جہل سے خطاب نہ کرو تم ایسا نہ کرو کیونکہ
یہ ان کی بے ادبی ہے اور یہ گستاخی ہے (اللہ اکبر) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو اور جلال آیا اور آپ نے امیہ بن خلف کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ **دعنی
عنك یا امیه** امیہ پرے ہٹ جا مجھے تیری کوئی حاجت نہیں ہے مجھے تیری مدد کی کوئی
ضرورت نہیں میں تیری حمایت کا بالکل محتاج نہیں ہوں اور میں نے خود رسول کریم ﷺ
کی زبان اقدس سے سنا ہے کہ **انه قاتلك** اور ایک اور روایت میں آتا ہے **انهم
قاتلوك** کہ یہ ابو جہل ہی تیرا قاتل ہو گا یا یہ کہ اہل مکہ تیرے قاتل ہوں گے تو جو تیرا
قاتل ہے اور وہ اہل مکہ جو تیرے قاتل ہیں ارے تو ان کی حمایت کر رہا ہے ان کی حمایت
میں میرے ساتھ زبان درازی کر رہا ہے پرے ہٹ جا کوئی مجھے تیری حاجت نہیں میں
نے زبان نبوت سے سنا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ **انه قاتلك** یہ
ابو جہل امیہ کا قاتل ہوگا۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کر رہی۔

اب یہ بات بڑی مشکل ہوگئی اور امیہ بن خلف نے جب یہ بات حضرت سعد بن معاذ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے سنی تو گھبرا گیا، لرز گیا، کانپ گیا اور پھر کہنے لگا حضرت سعد بن
معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ یہ بتاؤ حضور ﷺ نے کیا فرمایا ہے کیا یہ مکہ والے یا
ابو جہل مجھے مکہ میں قتل کریں گے یا کسی اور جگہ قتل کریں گے؟ کیا سنا ہے تو رسول کریم
ﷺ سے تو نے کیا سنا ہے یہ ابو جہل یا مکہ والے مجھے مکہ میں قتل کریں گے یا کسی اور جگہ تو
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ میں نہیں جانتا کہ کہاں کریں گے
میرے آقا ﷺ نے فرمایا ہے یہ ابو جہل یا مکہ والے تم کو قتل کریں گے یہ تیرا قاتل ہے
زبان نبوت نے فرما دیا ہے اس لئے اس پر میرا ایمان ہے کہ ضرور ضرور یہ تیرا قاتل ہو
گا۔

امیہ بن خلف سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر بہت گھبرایا آیا اپنی بیوی کے
پاس آ کر کہنے لگا کہ تجھے معلوم ہے کہ میرے یثربی بھائی نے میرے بارے میں کیا کہا
ہے؟ میرے یثربی بھائی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا ہے کہ **انه
قاتلك** کہ یہ ابو جہل تیرا قاتل ہوگا یا مکہ والے تیرے قاتل ہوں گے یہ میرے یثربی
بھائی نے مجھے کہا ہے تو اس کی بیوی نے کہا کہ دیکھ تو جانتا ہے کہ محمد ﷺ کی کوئی بات غلط
نہیں ہوتی تو اس لئے تو خیال کرنا اس بات کا سعد نے جو کچھ کہا ہے محمد ﷺ کی بات نقل

کی ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی تو خیال کرنا، اس نے کہا میں بہت خیال رکھوں گا چنانچہ جب بدر کا موقع آیا تو کیا صورت حال ہوئی صورت حال یہ ہوئی کہ ابو جہل نے تمام سرداران قریش کو کہا کہ تمہارا جو قافلہ تجارت کا شام سے واپس آ رہا ہے اور مسلمان اس کو ختم کرنے کے درپے ہیں تو اپنے قافلے کی مدد کیلئے چلو، اور مسلمانوں کیساتھ قتال کرو چنانچہ امیہ بن خلف کے پاس بھی آیا ابو جہل اور اس نے کہا کہ بھئی امیہ تو بھی چل تو اس نے کہا کہ میں تو نہیں جاؤں گا کیوں؟ اس لئے کہ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں میں قتل نہ ہو جاؤں مکہ والوں کے یا تیرے ہاتھ سے تو ابو جہل نے کہا کہ اگر تو نہیں جائیگا تو یہ بتا کہ پھر یہ اور لوگ بھی نہیں جائیں گے جب کوئی بھی نہیں جائیگا تو ہمارا جو قافلہ شام سے آ رہا ہے تو مسلمان اس کو ختم کر دیں گے ہمارا تو بیڑا غرق ہو جائیگا تو، تو سردار ہے مکہ کا تجھے چلنا پڑے گا تو غرض یہ ہے کہ بری مشکل سے امیہ بن خلف کو اس نے تیار کیا اب امیہ بن خلف آیا اور گھر آ کر اپنی بیوی سے کہا جہزینی میں تو اس کا ترجمہ کیا کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ میری تجہیز و تکفین کا اہتمام کر دے ہاں بیوی کو آ کر کہا جہزینی میرا سامان تیار کر دے اس نے کہا تجھے اپنے یثربی بھائی کی بات یاد نہیں رہی وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ کہا تھا اس کو تو بھول گیا ارے اس نے کہا وہ تو بھولنے والی بات نہیں ہے وہ تو میرے دل پر نقش ہے میں نہیں بھولا لیکن اب کیا کروں ابو جہل اب مجھے نہیں چھوڑتا تو اب میں ایسا کروں گا کہ ایک بڑا تیز رفتار اونٹ اپنے ساتھ رکھوں گا اور جہاں کہیں خطرے کا موقع پاؤں گا فوراً

میں اپنے اونٹ پر بیٹھ کر میں اپنی جان کو بچانے کی کوشش کروں گا اب ابو جہل نہیں چھوڑتا کیا کروں جانا تو پڑے گا مجھے چنانچہ اس نے کہا ایسا ہی کر لو تو اس نے ایک اچھا تیز رفتار اونٹ خریدا اور اپنے ساتھ رکھ لیا اور اس کے بعد نتیجہ یہ ہوا جب موقع آیا اس کے قتل کا تو آپ کو معلوم ہے لوگ یہ کہیں گے کہ امیہ بن خلف کو تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا ہے اور ابو جہل تو اس کا دوست تھا اور وہ خود مشرک تھا وہ کس طرح امیہ بن خلف کا قاتل ہو سکتا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا کافر کے ساتھ بھی ایفائے عہد

جب امیہ بن خلف کا لڑکا مسلمانوں کو نظر آیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر چند کوشش کی کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں اور امیہ بن خلف کی طرف ہمارے مسلمان مجاہدین متوجہ نہ ہوں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کوشش کی اس بات کی آپ یہ کہیں گے کہ ایک مشرک کو بچانے کی کوشش کی! نہیں یہ بات نہیں ہے۔ آپ اس کے پس منظر کو دیکھیں تو آپ کو ایک اور بات معلوم ہوگی اور وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ سعد بن معاذؓ مومن ہیں اور امیہ بن خلف کافر ہے یہ موحد ہیں وہ مشرک ہے یہ مومن ہیں وہ خبیث کافر ہے لیکن ایک کافر کے ساتھ بھی کوئی مسلمان بات کر لے اور کوئی وعدہ کر لے تو خواہ وہ دشمن بھی ہو مگر مسلمان اپنے دشمن کے ساتھ بھی وعدہ وفائی کرتا ہے اور یہ تعلیم ہے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس وقت تک کوئی اور حکم اس کے خلاف نہیں تھا تو حضرت

سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وعدہ کو ایفاء کرنا چاہا اور پہلے مجاہدین کو اس کے بیٹے کی طرف متوجہ کر دیا چنانچہ اس کے بیٹے کو مجاہدین نے پکڑ کر قتل کر دیا بوٹیاں بوٹیاں کر دیں اس کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا (امیہ بن خلف) کہ بھاگ جلدی چل جلدی اب وہ اتنا موٹا تھا بھاگ بھی نہیں سکتا اس نے کہا میں تو بھاگ نہیں سکتا انہوں نے کہا کہ بھاگ جا تو میں کیا کروں ۔ یہ تو تمام آ گئے میں نے تو بچانے کی بہت کوشش کی اور تو کہتا ہے میں بھاگ بھی نہیں سکتا غرض یہ ہے کہ مجاہدین آ کر اس پر پڑ گئے اور پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر بھی پڑ گئی کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو اس نے بڑے مظالم ڈھائے تھے آپ کو معلوم ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کے تو غلام تھے جاہلیت کے زمانے میں تو کتنے مظالم ڈھائے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کو دیکھا تو فرمانے لگے کہ اگر امیہ بچ کے چلا گیا تو پھر میں مارا گیا میرا کوئی حال نہیں میری نجات نہیں یہ اگر نجات پا گیا تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہکی نجات نہیں کیا مطلب دل میں وہ غم رہیگا کہ جس غم سے مجھے مرتے دم تک بھی نجات نہیں ملیگی تو میں تو کبھی اس غم سے چھٹکارا پا نہیں سکتا اگر یہ بچ کر چلا جائے تو اس لئے اس کو بچ کر جانا نہیں چاہیے نتیجہ یہ ہوا اس کو پھر گرا دیا امیہ بن خلف کو اور مجاہدین پڑ گئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو قتل کیا اور یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اس کو قتل کرنے لگے تو حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف کے اوپر لیٹ گئے اور کیوں لیٹ گئے؟ تا کہ یہ اپنے وعدے کو جہاں تک ان کے امکان میں ہے اس کے پورا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑیں اوپر لیٹ گئے تا کہ لوگ اس کو قتل نہ کریں مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا کیا؟ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس کے اوپر پڑے رہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نیچے سے تلواریں گھونپ گھونپ کر تمام پیٹ پھاڑ دیا اور تمام اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے فی النار ہو گیا مگر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن کیساتھ بھی جو وعدہ کیا تھا اس کا ایفاء کر دیا اور بتا دیا کہ مصطفیٰ ﷺ کے جو غلام ہیں وہ اپنے دشمنوں کیساتھ بھی ایفائے عہد کیا کرتے ہیں ۔ اب میں پوچھتا ہوں امیہ بن خلف کا قاتل کون ہے بتایئے؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہا تھا کہ اے امیہ ابوجہل تیرا قاتل ہوگا یا اہل مکہ تیرے قاتل ہوں گے تو نہ تو ابوجہل قاتل بنا اور نہ مکے والے قاتل بنے قتل کرنے والے تو انصاری تھے یہ مسلمان مجاہدین تھے اور یہ مومنین تھے جماعت مومنین نے قتل کیا اس کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تو اب ابوجہل کی طرف کیوں نسبت کی گئی؟ پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ تمام علماء نے یہ کہا کہ کیونکہ مکے والے اور ابوجہل خاص طور پر امیہ کے مکے کے باہر جانے کا سبب بنے ہوا وہی تو نکال کر لے گئے کہ چل چل تو اگر نہیں جائیگا تو کوئی بھی نہیں جائیگا اور ہمارا قافلہ لٹ پٹ کر ختم ہو جائیگا تو چونکہ وہ سبب بنا تو

(سورۃ آل عمران آیت 31)

فعل کی جو اسناد ہے وہ کبھی سبب کی طرف بھی ہو جاتی ہے جیسے کہ ابوجہل سبب تھا امیہ بن خلف کے قتل کا مگر زبان نبوت نے فرمایا ابوجہل تیرا قاتل ہوگا یا اہل مکہ تیرے قاتل ہوں گے تو پتہ چلا کہ کبھی اسناد فعل سبب کی طرف بھی ہو جاتی ہے اور اسی کو مجاز عقلی کہا جاتا ہے درود شریف پڑھیئے **اللھم صل علٰی سیدنا و مولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل علیه۔**

مصطفٰی ﷺ کی محبت عین خدا کی محبت ہے

بہر حال میں عرض کر رہا تھا اور میں آپ کو یہ بتا رہا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے پیارے محبوب تاجدار مدنی جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے کلام اور اپنے قول اپنے فعل مقدس کا معیار بنا کر بھیجا اور اعلان فرما دیا کہ **قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحبب کم الله** اگر تمہیں اللہ سے محبت کا دعویٰ ہے اور سچا دعویٰ ہے تو تم میرے محبوب ﷺ کی اتباع کر کے دکھاؤ تو اب **ان کنتم تحبون الله** کا تعلق حضور ﷺ کی ذات مقدسہ سے آپ کے ذہن میں آ گیا کہ خدا کی محبت حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر ممکن نہیں ہے بلکہ رسول کریم ﷺ کی محبت ہی عین خدا کی محبت ہوگی اور جب حضور ﷺ کی محبت عین خدا کی محبت ہے تو حضور ﷺ کی اتباع عین اس محبت کی دلیل قرار پائے گی درود شریف پڑھیئے **اللھم صل علٰی سیدنا و مولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا**

(سورۃ آل عمران آیت 31)

محمد وبارك وسلم وصل علیه

حقیقتاً ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جھوٹ نہیں بولا

بہر حال بات دور چلی گئی میں سلسلہ کلام بھی درمیان میں منقطع کر بیٹھا اور بات کہیں سے کہیں جا پہنچی میں یہ عرض کروں گا کہ حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کی محبت کے بغیر خدا کی محبت کا کوئی تصور ممکن نہیں ہے۔ ہاں تو بات یہاں تھی کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ **بل فعله کبیرهم** یہ بتوں کا توڑنا یہ بڑے کا کام ہے تو بڑے بت کو فاعل حقیقی قرار مت دو بلکہ وہ جو بڑا بت ہے وہ سبب ہے تو پتہ چلا کہ **بل فعله کبیرهم** هذا میں جو فعلہ کی اسناد کبیرھم کی طرف ہے وہ مجاز عقلی ہے اور چونکہ وہ بڑا بت سبب تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ابراہیم علیہ السلام کا یہ مقولہ نقل فرمایا تو بل فعلہ میں کوئی کذب کا تصور قائم نہیں ہوتا۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ کہہ دیا کہ یہ بڑے بت نے توڑے ہیں یہ جھوٹ ہے میں کہوں گا جھوٹ نہیں ہے بلکہ فعل کی اسناد کبیرھم کی طرف مجاز عقلی ہے جیسے کہ قتل کی اسناد ابوجہل کی طرف مجاز عقلی ہے اسی طرح فعلہ کی اسناد جو کبیرھم کی طرف ہے وہ بھی مجاز عقلی ہے نہ وہ کلام جھوٹا ہے نہ یہ جھوٹا ہے میرے آقا ﷺ بھی سچے ہیں ابراہیم علیہ السلام بھی سچے ہیں۔ اور بالکل اسی طرح کا وہ واقعہ کہ انی سقیم وہ بھی ظاہر ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قلب مبارک کے اندر تکلیف محسوس فرمائی اور اسی کو سقم سے تعبیر فرمایا مقصد کیا ہے کہ ظاہری طور پر کوئی

(سورۃ انبیاء آیت 63)

بیاری نہ تھی مگر جس حقیقت کو انہوں نے اپنے کلام میں ملحوظ رکھا وہ ایک حقیقت ثانیہ تھی اور وہ کلام عین واقع کے مطابق تھا لہٰذا انی سقیم فرمانا وہ بھی حق ہے اور بل فعلہ کبیرھم کہنا یہ بھی حق ہے اور ھذہ اختی فرمانا یہ بھی حق ہے مگر تینوں باتوں کو حدیث میں فرمایا کہ **لم یکذب ابراھیم الاثلث کذبات** کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹوں کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولا حالانکہ یہ تینوں باتیں جھوٹ نہیں ہیں پتہ چلا ان تینوں باتوں کو کذبات کے ساتھ تعبیر فرمانا یہ مشابہات صوریہ کی بنا پر ہے حقیقتاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کوئی بات بھی جھوٹ نہیں ہے جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا اور یہی بات ہے **عصٰی آدم ربہ فغوٰی** میں حضرت آدم علیہ السلام کا وہ فعل مبارک جو تھا وہ عصیان کے مشابہ تھا اس لئے کہ قصداً اگر کیا جائے بقصد معصیت تو وہ گناہ ہے اور اگر اس میں قصد نہ ہو بلکہ بھول کر کوئی کام کیا جائے تو وہ عصیان کے مشابہ ہوتا ہے وہاں بھی عصٰی کا لفظ مشابہت صوریہ کی بنا پر فرمایا تو میں عرض کر رہا تھا کہ **فکذبنی رسول الله** ﷺ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول جو مسلم شریف میں وارد ہوا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے موقف کو جھوٹا قرار دیا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب میں بینہ پیش نہ کر سکا تو حضور ﷺ نے میرے حق میں ڈگری نہیں فرمائی تو یہ ایسا ہوا جیسا کہ میرے آقا ﷺ نے میری تکذیب فرمادی حقیقتاً تکذیب نہیں فرمائی مگر حضور ﷺ کا جو معاملہ تھا وہ اسی تکذیب کے ساتھ اسی طرح مشابہت رکھتا

تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہ تینوں قول کذب کے ساتھ صورتاً مشابہت رکھتے ہیں نہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور ﷺ نے تکذیب فرمائی نہ ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ بولا مگر وہاں کذبنی کا لفظ موجود ہے اور یہاں ثلث کذبات کا لفظ موجود ہے اگر یہ تینوں باتیں ابراہیم علیہ السلام کی جھوت نہیں ہیں اور یقیناً جھوٹ نہیں ہیں تو فکذبنی رسول اللہ ﷺ کا یہ مفہوم لینا کہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہا کہ حضور ﷺ نے میرے موقف کو جھوٹا قرار دیدیا اور میرے دعویٰ کو غلط قرار دیدیا اور مجھے جھوٹا قرار دیدیا یہ بالکل غلط ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرے ساتھ ایسا معاملہ فرمایا کہ جو کسی جھوٹے کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اپنے دعویٰ پر بینہ پیش نہ کر سکے یہ نہیں کہ حضور ﷺ نے انکو کاذب کہا ہو یا ان کے دعویٰ کو جھوٹا قرار دیا ہو یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی طرف سے وہ دوسرا حکم آیا کیونکہ حضور ﷺ کی کوئی بات اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوتی یہ جو معاملہ زید بن ارقم کے ساتھ حضور ﷺ نے کیا خدا کی قسم یہ وحی الٰہی کے مطابق تھا اب اگر اس کو آپ برا سمجھتے ہیں تو پھر یہ برائی وحی الٰہی کی طرف منسوب ہوگی اور وحی الٰہی برائی سے پاک ہے لہٰذا میرے آقا ﷺ کا یہ معاملہ جو ہے ہر عیب اور ہر برائی سے پاک ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ وہ بھی خدا کے حکم کے مطابق تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچائی کا اظہار بذریعہ وحی فرمایا تو حضور ﷺ نے ان کا اعلان فرمادیا اور مسلمانوں کے اندر خوشی کی لہر دوڑ گئی تو جب حضور

ﷺ نے ان کے دعویٰ کے سچا ہونے کا اعلان فرما دیا وہ بھی وحی الٰہی کے مطابق تھا اور جب وہ معاملہ فرمایا جس کو وہ کذبنی کے ساتھ تعبیر فرما رہے ہیں وہ بھی وحی الٰہی کے مطابق تھا حضور ﷺ کی کوئی بات وحی الٰہی کے خلاف نہیں ہوتی اور لوگوں کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ سے زید بن ارقم کے معاملہ میں غلطی ہوگئی خدا کی قسم یہ جھوٹ ہے یہ جھوٹ ہے، یہ جھوٹ ہے وہ میرے آقا کی زبان پاک جو وحی الٰہی کی ترجمان ہے وہ غلطی سے پاک ہے پاک ہے پاک ہے۔

دہن مصطفیٰ ﷺ سے حق بات کے سواء کچھ نکلتا ہی نہیں

میں نے بے شمار دفعہ وہ حدیث آپ کو سنائی اور اب بھی وہ حدیث پاک سنا کر بات ختم کرتا ہوں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر حدیث کو لکھ لیا کرتا تھا فرماتے ہیں قریش کے کچھ لوگوں نے مجھے روکا اور یہ کہا کہ حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر حدیث لکھ لیتے ہو ہر حدیث تو لکھنے کے قابل نہیں ہوتی کبھی وہ غصہ میں بات کر جاتے ہیں کبھی بھول کر وہ بات کر جاتے ہیں کبھی خطاء وہ بات کہہ جاتے ہیں تو ہر بات تو لکھنے کے قابل نہیں ہوتی جو بات غصہ میں کہہ دی جائے وہ تو لکھنے کے قابل نہیں ہے جو نسیان یا خطا کے طور پر کہہ دی جائے وہ تو لکھنے کے قابل نہیں ہے **انــہ بشر** جیسے بشر سے نسیان ہوتا ہے جیسے بشر سے خطاء ہوتی ہے جیسے بشر کبھی غصے میں بات کر جاتا ہے

(سورۃ طٰہٰ آیت 121)

یہ ایسی باتیں حضور ﷺ سے ہو جاتی ہیں تو تم ہر بات کیوں لکھتے ہو؟ ۔۔۔۔قریش نے روکا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا حضور ﷺ میں تو آپ کی ہر حدیث لکھ لیا کرتا ہوں لیکن قریش کے کچھ لوگوں نے مجھے یہ کہا **انــہ بشر یتکلم فی الغضب والــرضـــی** تو میرے آقا میں کیا کروں حضور ﷺ آپ کی ہر حدیث لکھوں یا نہ لکھوں؟ ۔۔۔تو میں نہیں کہتا ابوداؤد کتاب العلم اٹھا کر دیکھیں جلد ثانی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا **اکتب یا عبداللہ** اے عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری ہر حدیث لکھ لیا کرو حضورر ﷺ نے خود ارشاد فرمایا **فــوالــذی نفسی بیدہ مایخرج منہ الا الحق و اشار الٰی فمہ اولسانہ** حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلمنے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے دست قدرت میں مجھ محمد ﷺ کی جان پاک ہے کہ اس دہن پاک سے حق کے سواء کچھ نکلتا ہی نہیں۔ پتہ چلا کہ **فکذبنی رسول اللہ** کا معاملہ وہ بھی عین وحی الٰہی کے مطابق تھا اور جو اعلان تھا انکی صداقت کا وہ بھی وحی الٰہی کے مطابق تھا **وما ینطق عن الھوٰی ان ھوالا وحی یوحٰی** وحی الٰہی کے بغیر تو کوئی بات فرماتے ہی نہیں تو میں عرض کر رہا تھا جب میرے آقا کی ہر بات وحی الٰہی کے مطابق ہے تو ان کا کہنا بھی خدا کا کہنا ہے ان کا کرنا بھی خدا کا کرنا ہے جب ان کا کہنا اور کرنا خدا کا کہنا اور کرنا

(سورۃ نجم آیت 3) (ابوداود کتاب العلم) (بخاری شریف)

ہوا تو بولو ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوئی کہ نہ ہوئی ؟ ہوئی اور ضرور ہوئی تو اللہ نے فرمایا فاتبعونی محبت میری اور اتباع رسول کی میری محبت کا مرکز چونکہ ذات رسول ہے تو جب دعویٰ کا مرکز مصطفیٰ ﷺ ہیں تو دلیل کا مرکز بھی مصطفیٰ ﷺ ہونگے یہ بات یہاں ختم ہوگئی۔

ایک شبہ اوراس کا ازالہ

اب یہاں ذرا سا شبہ باقی رہ جاتا ہے وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی اتباع یہ محبت کی دلیل ہے تو بہت سے لوگوں کو ہم نے دیکھا وہ حج کرتے ہیں مسجدیں بناتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ زبان نبوت ﷺ نے فرمایا کہ ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اوران کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو تم حقیر جانو گے مگر ان کا حال کیا ہوگا کہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جس جانور کو آپ شکار کر رہے ہیں شکار کے جانور میں تیر داخل ہوکر پھر باہر نکل جائے اوراس میں نہ کوئی خون کا نشان ہو نہ اثر ہو یہ لوگ دین میں داخل ہوکر دین سے اس طرح نکل جائیں گے کہ دین کا کوئی اثر ان پر نہیں ہوگا مگر حال ان کا یہ ہوگا کہ نمازیں پڑھیں گے اور بڑی لمبی نماز پڑھیں گے۔

لطیفہ

میرے ساتھ ایک دفعہ واقعہ ہوا حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کیلئے جارہا

تھا تو ایک مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے چلا گیا وہاں کوئی غیر مقلد نماز پڑھ رہا تھا خیر! ایک آدمی آیا تو اس بے چارے کو پتہ نہیں تھا وجع المفاصل کا بیمار تھا یعنی جوڑوں کے درد میں مبتلا اس نے بھی اس کے پیچھے نیت باندھ لی اوراس نے جناب سورہ یٰسین شروع کردی اور بڑی لے کیساتھ وہ سورہ یٰسین پڑھنے لگا اب یہ جو بیچارہ وجع المفاصل کا بیمار تھا اب کبھی وہ ادھر کروٹ لے کبھی ادھر کروٹ لے، کھڑا ہو نہ سکے بیمار بڑا مجبور ہوگیا پریشان ہوکر جب امام نے رکوع نہیں کیا تو وہ اور پریشان ہوگیا وہ نماز توڑ کر جلدی سے بھاگ گیا اور جب وہ بھاگ گیا ہم نے کہا یہ بڑا عجیب قسم کا آدمی تھا جو نماز میں شریک ہوا اور نماز توڑ کر بھاگ گیا، بہت عرصہ کے بعد کوئی مہینہ ہوگیا تو وہ آدمی ہم کو مل گیا ہم نے اس سے کہا بھئی تو نماز توڑ کر بھاگ گیا یا تو تو نے شروع نہیں کرنی تھی پھر توڑ کر کیوں بھاگا؟ مجھ سے کہنے لگا کہ صاحب یہ فرمایئے مولوی نے ابھی رکوع کیا ہے یا نہیں کیا؟ ارے میں نے کہا ابھی رکوع کیا ہے۔ ایک مہینہ ہوگیا کہنے لگا کہ ہم یہ سمجھتے تھے یہ نزع کا عالم ہے اور یہ تو رکوع نہیں کرے گا مولانا میں تو پریشان ہوگیا میں چھوڑ کر بھاگ آیا آپ بتائیں اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟ ارے میں نے کہا اللہ اکبر میرے آقا ﷺ نے سچ فرمایا کہ وہ ایسی لمبی نمازیں پڑھیں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے مگر حال کیا ہوگا دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر جس جانور کو آپ شکار کر رہے ہیں شکار کے جانور میں تیر داخل ہوکر پھر باہر نکل جائے اوراس میں نہ کوئی خون کا نشان ہو نہ

اثر ہو یہ لوگ دین میں داخل ہو کر دین سے اس طرح نکل جائیں گے کہ دین کا کوئی اثر
ان پر نہیں ہوگا

مسجدیں نمازیوں سے بھری مگر ہدایت سے ویران ہونگی

ایک روایت میں آتا ہے کہ مسجدیں نمازیوں سے بھرپور نظر آئیں گی مگر ہدایت سے
ویران ہونگی کیونکہ ہدایت تو حضور ﷺ کی محبت کا نام ہے جہاں حضور ﷺ کی محبت نہ
ہو ہدایت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تو اب آپ کو یہ شبہ ہوگا کہ فاتبعونی اللہ فرماتا ہے کہ
اگر تمہیں محبت ہے تو اس کی دلیل اتباع رسول ہونی چاہیے اور اتباع رسول میں اقامت
صلوٰۃ ہے اور نماز ہے اور مسجدیں ہیں اور یہ تمام نیک کام ہیں اب یہ جو سارے لوگ نیک
کام کر رہے ہیں تو فاتبعونی کا وہ مصداق نظر آتے ہیں اور جب فاتبعونی کا وہ مصداق نظر
آتے ہیں تو پھر وہ محبت کے دعویٰ میں بھی سچے ہونے چاہییں اور ان کے بارے میں ماننا
چاہیے کہ اللہ رسول کی محبت ان کے دل میں ہے یہ اتباع جو کرتے ہیں یہ اتباع تو دلیل
ہے تو جہاں دلیل ہو تو دعویٰ تو وہاں پایا جاتا ہے جب دلیل وہاں موجود ہے اور اتباع
سامنے ہے تو پتہ چلا کہ دعویٰ ہے کیونکہ دعویٰ کے اندر دلیل نہیں ہوتی مگر دلیل کے اندر
دعویٰ ہوتا ہے دلیل جہاں ہوگی دعویٰ ضرور ہوگا اگر دلیل میں دعویٰ نہ ہو تو پھر اس دلیل
سے دعویٰ کے ثبوت کا نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا تو کیونکہ دلیل کے اندر دعویٰ ہوتا ہے لہٰذا ماننا
پڑے گا کہ اتباع جب یہاں پائی گئی اور دلیل پائی گئی تو محبت رسول کا دعویٰ یہاں موجود

ہے تو کیا آپ ایسے لوگوں کو اللہ و رسول کی محبت کرنے والا تسلیم کریں گے؟ اور اگر نہیں
کریں گے تو پھر یہ کیا بات ہوگی؟

اتباع کے کیا معنی ہیں

فاتبعونی اس کا جواب یہ ہے کہ اتباع کے معنی نہیں سمجھے دراصل اتباع کے معنی تو ان
کنتم تحبون اللہ پر غور کرنے سے معلوم ہوں گے اور وہ میں نے ابھی آپ کو بتا
دیا کہ دعویٰ جب ہوگا تو بھئی بتاؤ دعویٰ کے ثبوت کیلئے آپ دلیل پیش کریں گے نا تو دعویٰ
میں تو آپ کو بتا چکا کہ آئینہ جمال محمدی ﷺ میں حسن الوہیت کا مشاہدہ کرو اور جب
وہاں آئینہ ذات مصطفےٰ تمہاری محبت کا مرکز بن جائے تو اب پھر اس کی دلیل میں کیا پیش
کرو؟ فاتبعونی معلوم ہوا اتباع اس پیروی کا نام ہے جو جذبہ محبت سے مجبور ہو کر کی جائے
جو محبوب ﷺ کے محبت کے جذبے سے مجبور ہو کر کی جائے اس پیروی کا نام اتباع ہے
اور اگر کسی کے کاموں کو خالی نقل کر لیا جائے تو بھئی یہ منافقین بھی نقل کرتے تھے نمازیں
بھی پڑھتے تھے مسجدیں بھی بناتے تھے بہت سے کام کرتے تھے مگر ایمان سے کہنا ان کے
دل میں رسول ﷺ کی محبت تھی؟ نہیں تھی۔ تو معلوم یہ ہوا کہ فاتبعونی تو برحق ہے مگر
اتباع جو ہے وہ کسی کی خالی پیروی کا نام نہیں ہے بلکہ اس پیروی کو اتباع کہتے ہیں جو کسی کی
محبت کے جذبے سے متاثر ہو کر اس کی پیروی کی جائے اس پیروی کا نام اتباع ہے اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے فاتبعونی میرے محبوب ﷺ کی اتباع کرو اور اتباع جبھی ہوگی جب ان

کے جذبہ محبت میں ڈوب کر اور ان کے جذبہ محبت سے مجبور ہو کر یوں کہیے کہ آپ شراب محبت مصطفوی ﷺ میں چور و مخمور ہو کر جب ان کے نقش قدم پر چلیں گے اور ان کے افعال مقدسہ کی اور ان کے اقوال مبارکہ کی پیروی کریں گے تو پھر اتباع ہوگی اور یوں کسی کے کام کو نقل کر لینا یہ اتباع نہیں ہے ورنہ سب منافقین کو متبعین کہنا پڑے گا حالانکہ وہ بالکل متبعین نہیں ہیں۔

شبہ

اب آپ کے دل میں یہ خیال ہوگا کہ یہ تو دل کی بات ہے کسی کے دل میں جذبہ محبت ہے یا نہیں، تو نماز پڑھنا اور یہ تمام دین کے کام کرنا بظاہر تو ہمارا اور ان کا معاملہ مشترک معلوم ہوتا ہے تو ہم نے ان کا دل تو چیر کے دیکھ نہیں لیا کہ ان کے دل میں جذبہ محبت ہے یا نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل میں ہے کیسے ان کو یہ کہیں کہ آپ کے دل میں نہیں ہے یہ کیسے ہوگا۔

شبہ کا ازالہ

اس کا جواب یہ ہے کہ محبت رسول ﷺ کے جذبہ سے متاثر ہو کر جب حضور ﷺ کی پیروی کی جائے یقیناً وہ حضور ﷺ کی اتباع ہے مگر اس کا بھی ایک معیار میرے آقا ہم کو دے گئے کہ کس کے دل میں میری محبت کا جذبہ ہے اور کون میرے جذبہ محبت سے مجبور اور متاثر ہو کر میری پیروی کرتا ہے اس کا بھی معیار میرے آقا ﷺ نے ہم کو دے دیا۔

محبت رسول ﷺ کا معیار

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تجھے کسی چیز کی محبت ہوگی جذبہ محبت سے جو پیروی ہوگی یقیناً اتباع ہے مگر جذبہ محبت کیلئے ایک معیار ہے اور وہ معیار یہ ہے کہ میں نے آپ کو بتا دیا کہ اگر کسی کے دل میں کسی کی محبت ہوگی تو وہ نہ محبوب ﷺ کا عیب سن سکے گا نہ محبوب ﷺ کا عیب وہ دیکھ سکے گا تو جو رات دن قرآن و حدیث میں حضور ﷺ کے عیب تلاش کریں بولو اس کے دل میں محبت کا جذبہ ہوگا نہیں ہوگا اور جب نہیں ہوگا تو پھر بات صاف ہوگئی کہ **قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله** محبت رسول کے بغیر خدا کی محبت محال ہے اور پھر اس محبت کے دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ رسول کی محبت کے جذبہ سے متاثر ہو کر رسول کی پیروی کی جائے یہی ہمارے اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام ہے، اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کو ہمیشہ زندہ رکھے اور اللہ تعالیٰ اہل سنت کی عظمتوں کو بلند فرمائے اللہ تعالیٰ اہل سنت کو سرخرو فرمائے اللہ اسلام کا پرچم ہمیشہ لہراتا رہے اور اللہ تعالیٰ تمام عالم اسلام کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اللہ تعالیٰ پاکستان کو بھی اپنے حفظ و امان میں رکھے اور دعا کرو اللہ تعالیٰ پاکستان کی سرزمین کو دین متین کا گہوارہ بنائے آمین۔

(سورۃ فاتحہ)

باب نمبر 3

لفظ ضال کی تحقیق وتشریح

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں ضیغم اسلام محدث بے بدل امام اہل سنت علامہ سید احمد شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بمقام: بلدۃ الاولیاء ملتان شریف بتاریخ ۲۹ رمضان المبارک بمطابق ۔۔۔ اگست ۸ ۷ ء میں یہ خطاب دلنواز فرمایا

دھنک — صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن
به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات
اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له
و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان
سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا
ومولانا و ملجانا وماونا محمد عبده و رسوله اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم
الحمد لله رب العٰلمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين
اياك نعبدو اياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم صراط
الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين
صدق الله العظيم و صدق رسوله النبی الكريم الامين و
نحن علٰی ذالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله
رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون علی النبی يا
ايها الذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل
علٰی سيدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سيدنا و مولانا
محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

الحمد للہ علیٰ احسانہ آج رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے فضل سے محض اپنے کرم سے یہ سب روزے ہم کو رکھوا دیئے اور آج بھی الحمد للہ ہم روزے سے ہیں اللہ تعالیٰ روزے دار بندوں کے روزے قبول فرمائے اب یہ آج کی تاریخ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج رات اگر چاند ہوگیا تو پھر یہ رمضان شریف کا سلسلہ ختم ہو جائیگا اور اس کی جدائی حقیقت یہ ہے کہ قلب مومن پر شاق ہے رمضان کی آمد کا انتظار ہوتا ہے اور یہ مبارک مہینہ اتنا جلدی گزر جاتا ہے کہ پتہ نہیں لگتا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر بہر حال یہی دعا ہے کہ ساری برکتیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہمارے شامل حال رکھے گذشتہ رات مسجدوں میں قران پاک کا ختم بھی ہوگیا اور اس مسجد میں بھی قرآن پاک کا ختم ہوگیا آپ کو معلوم ہے کہ رات بارہ بجے تک یہ سلسلہ رہا اور میری حالت کل ایسی تھی کہ میں روزہ افطار کیا محض پانی سے اس لئے مجھے کافی کمزوری ہو چکی ہے میں اس قابل نہ تھا مگر الحمد للہ یہاں کے روح پرور پروگرام میں شریک ہوگیا اور آنے والے احباب الحمد للہ الحمد للہ خوش ہو گئے اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے اور محمد میاں صاحب اللہ ان کو بھی خوش رکھے ان کے ختم قرآن کی شرکت سے بھی محروم رہا اس لئے کافی تاخیر ہوگئی اور پھر حالت میری یہ تھی اب تو رمضان شریف بھی ختم ہو رہا ہے اور تمام مساجد میں ختم قرآن کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا ہے بس ایک دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنی برکتیں شامل حال رکھے آمین۔

سورۃ فاتحہ سارے قرآن مجید کا دیباچہ ہے

میں نے عرض کیا تھا کہ سورۃ فاتحہ مقدسہ مبارکہ سارے قران مجید کا دیباچہ ہے اور قرآن مجید میں جو مضامین ہیں وہ سب اجمالی طور پر اس میں پائے جاتے ہیں اور آج آخری دن ہے رمضان شریف کا تو میں اس بحث کو بہت مختصر لفظوں میں سمیٹنے کی کوشش کروں گا جس کی طرف کل میں نے اشارہ کیا تھا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا کہ میرے بندو تم منعم علیہم کی راہ پر چلنے کی مجھ سے دعا کرو اور جو مغضوب علیہم اور ضالین ہیں ان کی راہ سے بچنے کی مجھ سے دعا کرو تو اب یہ بات اتنی روشن اور اتنی واضح ہے کہ جو منعم علیہم میں ہوگا وہ مغضوب علیہم میں نہیں ہوسکتا اور جو منعم علیہم میں ہوگا وہ ضالین میں نہیں ہوگا کیونکہ منعم علیہم کی راہ پر چلنے کی ہم نے دعا کی ہے اور مغضوب علیہم اور ضالین کی راہ سے بچنے کی دعا کی ہے تو بالکل واضح اور روشن بات ہے کہ جن پر اللہ نے انعام فرمایا نہ وہ مغضوب علیہم ہوسکتے ہیں نہ ضالین ہوسکتے ہیں اور جن پر اللہ نے انعام کیا ان میں سب سے پہلے النبین ہیں اور النبین میں سے پہلے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں جو سید الانبیاء ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ النبین بلکہ سید الانبیاء اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دامن اقدس پر معاذ اللہ ضال کا دھبہ لگایا جائے اور ان کو ضالین میں شمار کیا جائے العیاذ باللہ یہ کس طرح ممکن ہے تو میں نے کل اس پر گفتگو کی تھی اور بتایا تھا کہ جن لوگوں کو وہم پیدا ہوا آیت کریمہ **ووجدک ضا لا فھدیٰ** سے انکا وہ وہم بالکل بے معنی ہے کیونکہ وہ ایک خاص واقع تھا حضور ﷺ کے بچپن کا اس واقعہ میں اللہ نے ذکر فرمایا اور یہ حضور ﷺ کی

(سورۃ والضحیٰ آیت 7)

عظمت کو ظاہر کرنے کیلئے ذکر فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ آپ کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ بچپن میں آپ چلتے پھرتے راہ بھول گئے تو ہم نے فوراً جبریل علیہ السلام کو بھیج کر آپ کو راہ پر لگا دیا تو وہ حضور ﷺ کی عظمت کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو بتایئے اب کہاں حضور ﷺ کی عظمت حضور ﷺ کی شان کا بیان اور کہاں حضور ﷺ پر معاذ اللہ ضلال کا الزام ۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک دونوں باتوں میں کوئی مناسبت ہی نہیں ہے تو میری جو تحقیق تھی وہ قطعی طور پر وہ میں نے آپ کے سامنے بیان کر دی کہ میں نے بتا دیا کہ **ووجدک ضا لا فھدیٰ** میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اللہ اللہ اللہ یہ میں نے بیان کیا آپ سے حضور علیہ السلام کا ایک واقعہ راستہ بھول جانا اور جبریل علیہ السلام کو اللہ نے بھیجا اور حضور ﷺ کو پھر راستہ پر لگا دیا وہ حضور کے بچپن کا واقعہ کی طرف اشارہ ہے قطعاً یہی بات ہے دوسرے کسی معنیٰ کا یہاں وہم بھی نہیں ہے۔

انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں

بہر نوع اب لوگوں نے جو باتیں کی ہیں انکو سامنے رکھنا تو پڑے گا تو لوگوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سے گمراہی سرزد ہو جاتی ہے معاذ اللہ اگر چہ وہ اس پر قائم نہ رہیں لیکن گمراہی ان سے سرزد ہو جاتی ہے خواہ وقتی طور پر ہو وہ گمراہ ہو سکتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک قبطی کو قتل کیا تھا تو انہوں نے فرمایا **وانا من الضالین** میں نے جو قبطی کو قتل کیا تو وہ قتل کا مستحق نہ تھا تو میں نے قتل کیا تو میں ضالین میں سے تھا تو دیکھئے موسیٰ علیہ

(سورۃ والضحیٰ آیت 7)

السلام تو خود اپنے آپ کو ضالین میں شمار کر رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ انبیاء ضالین سے ہو سکتے ہیں خواہ وقتی طور پر ہوں مگر ہو سکتے ہیں اس کے متعلق اور قرآن پاک کی دوسری آیت **ووجدك ضالا فهدى** ہم نے آپ کو ضال پایا تو ہم نے آپ کو ہدایت فرمائی تو اس سلسلے میں مجھے ایک بات عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ ضلال شدید قسم کی معصیت ہے اصل ترین معصیت ہے ضال ہے العیاذ باللہ العیاذ باللہ کوئی بھی گناہ اور کوئی بھی معصیت اس وقت تک معصیت نہیں ہے کہ جب تک کہ اس کا مرتکب بقصد معصیت اس کا ارتکاب نہ کرے جب تک قصد نہیں پایا جائیگا معصیت کا اس وقت تک معصیت ہی نہیں ہو گی یہ آپ خوب یاد رکھیں معصیت کا قصد ہو گا تو معصیت ہو گی لیکن اگر معصیت کا قصد نہیں ہے کوئی فعل ایسا سرزد ہو گیا کہ اگر کوئی قصداً ایسا کام کرے تو یقیناً وہ عاصی ہوا اور گمراہ ہوا تو اگر کسی شخص سے بغیر قصد کے ایسا کام سرزد ہو جائے تو وہ حقیقتاً نا عاصی ہے نا حقیقتاً وہ ظالم ہے نا حقیقتاً وہ ضال ہے وہ ایک ایسا کام کرنے والوں میں شامل ہے کہ اس جیسا کام کرنے والے ضال ہو سکتے ہیں اس جیسا کام کرنے والے ظالمین ہو سکتے ہیں اور اس جیسا کام کرنے والے عاصی اور گنہگار ہو سکتے ہیں۔ وہ کون؟ وہ وہی ہیں جنہوں نے وہ کام معصیت کے ارادے سے کیا وہ عاصی ہوں گے وہ ظالم ہونگے وہ ضال ہونگے لیکن جس نے کوئی ایسا کام بغیر ارادے کے کیا بغیر قصد کے کیا تو اس کا فعل ضلال کے مشابہ تو ضرور ہو گا مگر ضلال نہیں ہو گا ظلم کے مشابہ تو ضرور ہو گا مگر ظلم نہیں ہو گا معصیت کے

مشابہ تو ضرور ہو گا مگر معصیت نہیں ہو گا کیوں؟ معصیت گمراہی اور ظلم تو اس وقت تک ہوتا ہی نہیں جب تک کہ کرنیوالا گناہ کے ارادے سے وہ کام نہ کرے اگر گناہ کے ارادے سے کام کر رہا ہے تو بے شک حقیقتاً وہ ضال ہے وہ حقیقتاً ظالم ہے حقیقتاً وہ عاصی ہے لیکن جس نے معصیت کا قصد کیا ہی نہیں اور اس سے ایسا فعل سرزد ہو گیا جو مشابہ ہے معصیت سے بس وہ حقیقتاً عاصی نہیں حقیقتاً وہ ضال نہیں حقیقتاً وہ ظالم نہیں بلکہ اس کا یہ فعل معصیت ضلال ظلم کے مشابہ ہے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق قرآن میں آپ نے پڑھا کہ آدم علیہ السلام نے بھی اپنے ظلم کا اقرار کیا قرآن میں آیت موجود ہے **ربنا ظلمنا انفسنا** اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کوئی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کو ظالم کہہ سکے کیا ان کو ظالم کہا جا سکتا ہے؟ نہیں کہا جا سکتا تو آپ کہیں گے کہ وہ تو کہتے ہیں **ربنا ظلمنا** اس کا جواب یہی ہے جو میں دے چکا ہوں کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اماں حوا سلام اللہ علیہا کو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کے پاس جانے سے روکا تھا اور وہ اس درخت کے پاس چلے گئے اور ان کا یہ جانا یہ ایک ایسا فعل تھا جو ظلم کے مشابہ تھا تو لہٰذا چونکہ یہ ایک ایسا کام ہوا جس کو ہم ظلم کے مشابہ کہہ سکتے ہیں حقیقتاً ظلم نہیں کہہ سکتے اس سے آدم علیہ السلام کو معاذ اللہ ظالم کے خطاب سے مخاطب نہیں کر سکتے ظالم کے لقب سے ملقب نہیں کر سکتے اور ظالم کے لفظ سے ہم ان کو یاد نہیں کر سکتے کیونکہ انکا جو فعل تھا وہ ظلم کے ارادے سے نہیں تھا اور معصیت کا ارادہ نہیں تھا۔

(سورۃ اعراف آیت 23)

سب پر آپ ان کو منطبق کرتے چلے جائیں

تو آپ کہیں گے کہ ارادہ کا آپ کو کیسے پتہ چلا تو میں کہوں گا کہ وہ قرآن سے پتہ چلا قرآن نے فرمایا اقرآ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ہم نے آدم سے ایک عہد لیا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا تو آدمؑ بھول گئے اور جب وہ درخت کے پاس گئے تو ہم نے ان کا کوئی ارادہ نہیں پایا کیا مطلب یعنی درخت کے قریب تو ضرور گئے مگر بالقصد نہیں گئے معلوم ہوا جہاں معصیت کا قصد نہ ہو وہ معصیت نہیں ہوتی لہٰذا ان کے لئے یہ فرمایا **وعصٰی آدم ربہ فغوٰی** یہ عصیان نہیں بلکہ یہ ایسا فعل جو عصیان کے مشابہ ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کا حال حقیقتاً غوایت نہیں ہے بلکہ مشابہ اس فعل کے جو غوایت ہے یہ غوایت نہیں یہ غوایت کے مشابہ ہے اس کی مثال قرآن میں ہے برائی کا بدلہ اس کی مثل جو برائی ہے برائی کا بدلہ تو حقیقتاً برا نہیں ہوگا اگر برا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ناجائز قرار دے برے کام کو تو اللہ جائز قرار نہیں دیتا لیکن برائی کا بدلہ دینا تو اللہ نے جائز قرار دیا ہے یہ فرمایا جیسی برائی ہے ویسا بدلہ لے لو تو بدلہ حقیقتاً برا نہیں ہے بلکہ جو بدلے والا کام جو ہم بدلہ لیں گے تو جیسی برائی اس نے کی تھی تو ہمارا وہ بدلہ اس کے مشابہ ہوگا اس کی برائی کے مشابہ ہوگا تو اس کی برائی کے مشابہ ضرور ہے مگر حقیقتاً وہ برائی نہیں ہے بس آپ یقین فرمائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو قبطی کو قتل کیا تھا تو اس کو طمانچہ تو ضرور مارا انہوں نے لیکن قصد قتل سے نہیں مارا ان کا ارادہ قتل کرنے کا نہیں تھا اور وہ تاب نہ لا سکا اور وہ

مقتول ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ضال ہوتے جب انہوں نے با ارادہ قتل اس کو مارا ہوتا اور قتل کا ارادہ تو موسیٰ نے کیا ہی نہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل کا نہ تھا اس طرح حضرت آدم علیہ السلام کا ارادہ بھی معصیت کا نہ تھا اور جب یہ ارادہ نہیں تھا تو حضرت آدم علیہ السلام کا فعل معصیت ہوگا نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فعل ظلم ہوگا اور گمراہی ہوگی وہ گمراہی سے پاک ہیں ظلم سے پاک ہیں جو ان پاک لوگوں پر گمراہی کا الزام لگاتے ہیں وہ خود گمراہ ہیں اور خود ظالم ہیں تو یہ جواب میں نے آپ کو دیدیا اصولی طور پر یہ میرا جواب ہے جتنے جزئیات اس میں ملیں گے ان سب پر آپ ان کو منطبق کرتے چلے جائیں اس کے بعد اس طرف یہ کہ رسول اکرم ﷺ کے متعلق اللہ نے ارشاد فرمایا۔ **ووجدک ضالاً فھدٰی** ہم نے آپ ﷺ کو ضال پایا تو ہم نے آپ کو ہدایت دی تو اس سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ نبی ضال ہو سکتا ہے جب سید الانبیاء ﷺ کو اللہ نے ضال فرمایا تو پھر اور کون باقی رہیگا تو ایک جواب تو میں بیان کر چکا اور وہ جواب قطعی جواب ہے اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

کئی مہینے بھی اس کے لئے کافی نہیں ہونگے

لیکن دوسرے پہلو کو میں واضح کرنا چاہتا ہوں دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہم **ووجدک ضالاً فھدٰی** میں اس واقع سے قطع نظر کر لیں اس واقع سے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو راستے پر لگایا اس واقع سے بالکل قطع نظر کر لیں اور اس کا بالکل تصور بھی نہ لائیں

(سورۃ والضحیٰ آیت 7)

اور پھر اس واقع سے خالی الذھن ہو کر ہم یہ کہیں کہ بھئی یہ تو اللہ حضور ﷺ کو فرماتا ہے **ووجدك ضالاً فهدٰى** ہم نے آپکو گمراہ پایا یہ تو بڑی عجب سی بات ہے اس واقع سے تعلق نہ ہوا ہمارا تو پھر ہم کیا جواب دینگے تو اس کے جواب کے بارے میں اگر میں آپ کو تمام تفصیلات کے ساتھ بیان کروں آپ یقین فرمایئے کہ کئی مہینے بھی اسکے لئے کافی نہیں ہوں گے میں اس کو بہت مختصر لفظوں میں سمیٹ کر بیان کروں گا اس واقع سے تعلق نظر قطع کر لی جائے اور **ووجدك ضالاً فهدٰى** کے معنی یہ لیئے جائیں کہ ہم نے آپ کو گمراہ پایا تو ہم نے آپ کو ہدایت کی تو پھر اس کا مفہوم کیا ہوگا اور حضور ﷺ کے دامن سے یہ الزام ضلالت کس طرح دور ہوگا تو اس بات کو سمجھنا ہے تو اس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں آپ سے بات یہ ہے کہ جس ضلالت کو ثابت کرنے کیلئے یہ آیت پڑھی گئی اسی ضلالت کی اللہ نفی کر چکا ہے اپنے حبیب ﷺ سے جسے میں نے کل عرض کیا **ماضل صاحبكم وما غوٰى** (سورۃ النجم آیت 2) تو جب اس گمراہی سے اللہ نے نفی کر دی تو اب تم اس گمراہی کو اس آیت سے ثابت کر ہی نہیں سکتے اب یہ ضلال تو ضرور ہے ضلال تو ہے لیکن وہ ضلال نہیں جو تمہارے ذہن میں ہے ہاں وہ ضلال نہیں جو تمہارے ذہن میں ہے۔

حضور ﷺ راہ حق سے کبھی گم نہیں ہوئے

بات یہ ہے کہ ضلال کا مادہ ہے ضل ضلالہ اور لام لام میں مدغم ہو گیا تو ضل ہو گیا تو ضل

(سورۃ والضحیٰ آیت 7) (سورۃ نجم آیت 1)

کے معنی ہیں لغت عرب میں عرب میں کہا جاتا ہے **ضل الماء فی اللبن** پانی دودھ میں گم ہو گیا اگر کوئی پانی دودھ میں ڈالے جیسے لوگ پانی دودھ میں ڈالتے رہتے ہیں تو عرب کے لوگ کہتے ہیں کہ **ضل الماء فی اللبن** پانی دودھ میں گم ہو گیا تو معلوم ہو گیا کہ ضل کے معنی ہیں گم ہونے کے اب بات کیا ہے بات یہ ہے کہ گم ہونا معترض کے خیال میں تو راہ حق سے گم ہونا ہے تو راہ حق سے گم ہونے کا ذکر تو قران میں نہیں ہے راہ حق سے گم ہونیکا ذکر قرآن میں کہاں ہے اپنی طرف سے تو پھر لگائے تو قرآن میں تحریف ہو گی قرآن نے کہاں کہا ہے کہ **ووجدك ضالاً عن طريق الحق** کب کہا قرآن نے؟ اگر قرآن نے نہیں کہا تو تم کو کیا حق ہے کہنے کا قرآن میں اس کی نفی کی گمشدگی تو ضرور ہے گم ہونا تو ضرور ہے مگر راہ حق سے گم ہونا ممکن نہیں یہ کیسی گم شدگی ہے۔

ووجدک ضالا فھدٰی کا صحیح معنٰی ومفہوم

دیکھئے جس کسی کو کسی سے کمال کی محبت ہوتی ہے تو محبت والا محبوب میں گم ہو جاتا ہے اور اس کی شدید محبت کو ضلال سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ بھی لغت عرب ہے بلکہ میں عرض کروں گا کہ قرآن میں بھی یہ استعمال موجود ہے سیدنا یوسف علیہ السلام کے والد ماجد سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں کمال وارفتگی کا مظاہرہ فرمایا تو ان کے بیٹوں نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا **انك لفی**

ضلالك القديم اباجان آپ تو اپنے اسی پرانے ضلال میں ہیں تو کیا یعقوب
علیہ السلام کے بیٹوں نے یعقوب علیہ السلام کو ضال عن طریق الحق کہا تھا کہ آپ پہلے ہی
سے راہ حق سے گمراہ ہیں **لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم** یہ
بات تو نہیں تھی وہ تو آپ کو پہلے نبی مانتے تھے اور رسول مانتے تھے وہ ان کو نبی مانتے تھے
یعقوب علیہ السلام کو ان کے بیٹے ان کا ایمان کہ وہ نبی بلکہ مفسرین نے تو یہ لکھا کہ یہ سب
بھی انبیاء تھے یہ بحث الگ ہے اس بحث کے چھیڑنے سے بہت سے مسائل ابھر آئیں
گے ان مسائل کا موقع نہیں ہے تو کم از کم اتنا تو آپ کو ماننا ہی پڑے گا کہ یعقوب علیہ
السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کو نبی مانتے تھے تو جو نبی ہو تو اس کے بارے میں کہنا کہ
انك لفی ضلالك القديم (سورۃ یوسف آیت) آپ تو پرانی گمراہی میں ہیں
تو آپ قدامت سے قدیم الایام سے وہ گمراہ ہی چلے آ رہے ہیں یہ مفہوم تو نہیں ہے
اس لئے سب لوگوں نے کہا کہ ان کا مطلب یہ تھا کہ **انك لفی ضلالك القديم** اے اباجان یوسف علیہ السلام کی جو آپ کو پرانی محبت ہے اس پرانی محبت میں
آپ گم ہیں انہوں نے کہا **انك لفی ضلالك القديم** اسی پرانی محبت میں وہی
پرانی محبت جو چلی آ رہی ہے یوسف کی اسی یوسف کی پرانی محبت میں آپ گم ہیں تو ضلال
کے معنی ہوئے پرانی محبت میں گم ہونا کیوں اس لئے کہ جب کسی کو محبت ہوتی ہے تو اس
میں کوئی شک نہیں کہ محبت والا محبوب محبت میں واقعی گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہ ان لوگوں سے

(سورۃ یوسف آیت 95)

پوچھئے جو اللہ کی محبت کی راہوں میں چلنے والے ہیں اور اللہ کی محبت کو اختیار کرنیوالے ہیں
تو میں عرض کر رہا تھا **انك لفی ضلالك القديم** یہ قران کی آیت ہے یہاں
ضلال کے معنی وہ گمراہی نہیں جو جس کو طریق حق سے گمراہی کہا جاتا بلکہ یہاں ضلال سے
مراد محبت ہے کہ آپ تو یوسفؑ کی محبت میں ہیں اور پرانی محبت میں ہیں جو پہلی محبت ابتداء
سے چلی آ رہی ہے اسی میں ہیں آپ گم ہیں تو جس طرح یہاں ضلال کے معنی پرانی محبت
میں گم ہونے کے ہیں اسی طرح **ووجدك ضالا فهدیٰ** کے معنی ہیں پیارے
محبوب ہم نے تو تجھے اپنی پرانی محبت میں گم پایا اور اب چالیس سال کی عمر شریف میں
میرے محبوب ﷺ تو اسی پرانی محبت کے اندر ایسا وارفتہ ہے کہ اب تیری محبت کا تقاضہ
یہ ہے کہ وہ راہیں مجھ پر واضح ہو جائیں کہ جن راہوں سے محبوب حقیقی کی بقاء اور محبوب
حقیقی کی محبت اور اس کے قرب کے تقاضے تکمیل پذیر ہوں تو میرے محبوب ﷺ آپ کو
ہم نے اپنی پرانی محبت میں وارفتہ پایا تو پھر کیا ہوا فهدیٰ ہم نے آپ ﷺ کو اعلان
نبوت کا حکم عطا فرما کر وہ سب راہیں کھول دیں کہ جن راہوں کیلئے آپ انتظار میں تھے
آپ جن راہوں کے انتظار میں تھے ہم نے سب راہیں کھول دیں تو اب اس کا مفہوم
بالکل واضح ہو گیا **ووجدك ضالا فهدیٰ** کہ آپ ﷺ ہماری پرانی محبت میں
وارفتہ تھے اور آپ ﷺ ان راہوں کے انتظار میں تھے کہ جن راہوں پر چل کر آپ ان
محبت کے تقاضوں کی تکمیل فرما سکیں تو فرمایا فهدیٰ ہم نے آپ ﷺ کو اعلان نبوت کا حکم

عطا فرما کر اے محبوب ﷺ ان سب راہوں کو آپ ﷺ کے لئے کھول دیا کہ جن
راہوں کیلئے آپ ﷺ بے قرار تھے اور آپ وارفتہ محبت تھے۔

یہ درخت ایسا ہے کہ راہ دکھلانے والا

اب بتایئے رسول کریم ﷺ کا اللہ کی محبت میں وارفتہ ہونا یہ طریق حق ہے گمراہی ہوسکتا
ہے اللہ کی محبت ہی تو تمام دین کا خلاصہ ہے ہر چیز کی جو حقیقت ہے وہ تو اللہ کی محبت ہے تو
اللہ نے فرمایا **ووجدك ضالاً فهدىٰ** ہمارے حبیب ﷺ ہم نے آپ ﷺ
کو اپنی محبت میں وارفتہ پایا فھدیٰ ان راہوں کو کھول دیا جن راہوں کو اختیار فرما کر آپ
اپنی محبت کے تقاضوں کی تکمیل فرما سکیں یہ معنی بالکل واضح ہیں اور روشن ہیں اس کے بعد
امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی انہی معنی کو اپنی تفسیر کبیر میں لکھا اور علامہ سید محمود الوسی حنفی
بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر روح المعانی میں انہی معنی کو لکھا جو میں آپ حضرات
کے سامنے بیان کرتا ہوں وہ معانی کچھ عربی گرائمر کیساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے ان کا سمجھنا
کچھ دشوار ہے لیکن میں کہہ دیتا ہوں اللہ کرے دوست سمجھ لیں تو مجھے خوشی ہوگی۔ بات یہ
ہے کہ قرآن کریم میں بھی اور کلام عرب میں بالعموم یہ استعمالات موجود ہیں کہ ایک لفظ
جس معنی میں وضع کیا گیا ہے وہ اس کے ان معنی میں وہ حقیقت ہے اور کہیں ایک لفظ ایسے
معنی میں بولا جاتا ہے کہ وہ لفظ ان معنی کیلئے وضع نہیں کیا گیا تو ان معنی میں وہ مجاز ہے میں
سمجھا دوں آپ کو جیسے کہ لفظ اسد ہے عرب کی لغت عربی زبان میں اردو میں ہم اس کا معنی

کرتے ہیں شیر تو ظاہر ہے شیر تو ایک حیوان ہے پھاڑنے والا تو لفظ اسد جس نے وضع کیا
اس نے اس حیوان کے مقابلے میں وضع کیا جو حیوان مفترس ہے پھاڑنے والا یہ اسد کا لفظ
اور شیر کا لفظ فارسی اردو میں جس نے وضع کیا کسی حیوان مفترس کیلئے وضع کیا کہ جو جنگل کا
جانور ہے اور جنگل کے جانوروں کا اسے بادشاہ کہتے ہیں اور وہ پھاڑ کھانے والا جانور
ہے اور بڑا درندہ ہے خونی قسم کا درندہ ہے تو جب لفظ اسد لفظ شیر یا اور ایسے بہت سے
الفاظ میں لغت عرب بہت وسیع ہے جیسے لفظ غضنفر ہے لیث ہے یہ تمام الفاظ شیر کے معنی
میں وضع ہوئے اور جب ہم کہیں گے شیر تو اس کے حقیقی معنی تو وہی جانور جنگل کا جو جنگل
کے جانوروں کا بادشاہ ہے پھاڑ کھانے والا حقیقی معنی تو وہی ہوں گے اس میں شک نہیں
لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہزاروں مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ آپ لفظ اسد کو یا لفظ شیر کو
اس کے اصلی معنی میں استعمال نہیں کرتے جس کے لئے وہ وضع کیا گیا ہے بلکہ ایک اور معنی
میں استعمال کر لیتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ان معنی کی حقیقی معنی سے کوئی مناسبت ہو کوئی علاقہ
ہو علماء نے پچیس ۲۵ علاقے لکھے ہیں مجاز کے تو ان علاقات مجاز کا ذکر یہاں بے سود ہے
میں مثال ایسی دونگا کہ وہ علاقہ سمجھ جائیں گے آپ مثلاً فرض کیجئے کہ شیر کا لفظ تو اسی جنگل
کے جانور کیلئے بولا گیا تو جنگل کا جانور تو اس کے حقیقی معنی ہوں گے لیکن اگر کوئی نہایت ہی
قوی ہیکل اور جرات مند بہادر شخص آپ کے سامنے آئے اور آپ کہتے ہیں کہ بھائی وہ تو
شیر آ گیا تو اب جو آپ شیر اس کو کہہ رہے ہیں لیکن آپ ایمان سے کہیں کہ شیر کا جو لفظ

آپ نے استعمال کیا ہے حقیقی معنی میں استعمال کیا ہے یا مجازی معنی میں؟ مجازی معنی میں
استعمال کیا ہے مناسبت یہ ہے کہ جیسے وہ بڑا قوی جانور ہے یہ بھی قوی ہے جیسے وہ بڑا
جراتمند ہے جانور جنگل کا تو ہے یہ بھی جرات مند ہے جیسے وہ بڑا بہادر ہوتا ہے ویسے یہ بھی
بڑا بہادر ہے تو اس مناسبت کیوجہ سے شیر کا لفظ جو ہے وہ مجازی معنی میں استعمال کیا ہے تو
اسی طرح لفظ ضلال جو ہے ایک اس کے حقیقی معنی ہیں اور ایک اس کے مجازی معنی ہیں لفظ
ضلال جو ہے عربی میں ایک معنی اسکے حقیقی ہیں ایک معنی میں مجازی حقیقی معنی کیا ہیں؟ حقیقی
معنی تو یہی ہیں گم ہو جانا گم ہونا اور مجازی معنی کیا ہیں؟ مجازی معنی ہیں یہ ادب عربی کے
ان بارہ فنون پر جو حاوی ہوگا۔صحیح معنی میں اس کا جواب وہ سمجھے گا مگر میں جواب دیئے دیتا
ہوں کوئی سمجھ جائے تو بہتر ہے اگر نہ سمجھے تو بھئی اللہ معاف کرے وہ یہ ہے علاقات مجاز
میں تضاد بھی ایک علاقہ ہے تضاد کے معنی یہ ہیں کہ مجاز حقیقت کی ضد ہے اور حقیقت مجاز کی
ضد ہو یہی ایک علاقہ ہے تو اب یہاں پر ضلالت ضد ہے ہدایت کی اور ہدایت ضد ہے
ضلالت کی تضاد علاقہ ہے مجاز کا جہاں تضاد کا علاقہ پایا جائے وہ مجازی معنی لئے جا سکتے
ہیں تو اسی علاقہ تضاد کی بنیاد پر وہ علماء نے فرمایا عرب کی زبان میں یہ استعمال کیا جا سکتا
ہے کہ میں آپ کو پوری بات بتادوں وہ بات یہ ہے کہ عرب میں یہ قاعدہ تھا کیونکہ وہاں
لق ودق بیابان ہوتے تھے اور درختوں کی بڑی کمی ہوتی تھی تو ایسا ہوتا تھا کہ کوئی ایسی
وادی ہے کہ جس وادی سے گذر کر کئی ملکوں کی طرف راستے نکلتے ہیں کوئی راستہ یمن کی

طرف جارہا ہے کوئی شام کی طرف جارہا ہے کوئی مصر کی طرف جارہا ہے مثال کے طور پر تو
اب وہ ان راہوں کیونکہ وہ راہیں خاص جگہ سے منسوب ہوتی ہیں اور پھٹتی ہیں تو ایسا ہوتا
تھا کہ کسی ایسی جگہ میں کوئی درخت ہو یا مضبوط قسم کا درخت تو اس درخت کا نام عرب کے
لوگ رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ **هذه الشجرة الضالة** یہ درخت ایسا ہے جو لوگوں
کو راہیں دکھانیوالا ہے کہتے تھے ضالہ معنی ہوتے تھے ہادیہ کے اس علاقہ تضاد کی بناء پر
اور یاد رکھیئے ہدایت کے معنی ہیں کسی کو راہ پر لانا اور ہدایت جب راہ پر لانے کے معنی
ہوئے تو اس سے پہلے ضروری ہوگا کہ وہ راہ پر نہ ہو تبھی تو اس کو راہ پر لائیں گے تو لہٰذا یوں
کہیے کہ ہدایت کیلئے ضلالت لازم ہے کیونکہ جس کو کبھی ضلالت ہوئی نہیں اس کو ہدایت
دینے کا کوئی مفہوم ہی نہیں ہے ہدایت کے معنی تو راہ پر لانا جو پہلے گم ہوگا اس کو راہ پر لائیں
گے تو یہ لہٰذا ہدایت وضلال میں علاقہ لزوم کا ہوا اور مجاز کے علاقوں میں جہاں تضاد کا
علاقہ ہے وہاں لزوم کا بھی علاقہ ہے۔

اے محبوب ﷺ اپنے ملک توحید میں میں نے تجھے تنہا پیدا کیا

تو سنیئے اب عرب کے لوگ کہا کرتے تھے **هذه الشجرة الضالة** یہ درخت کو کہا جو
ایسی جگہ واقع ہے اس جگہ جہاں سے مثلاً ایک راستہ یمن کو جاتا ہے ایک راستہ شام کو جاتا
ہے ایک مصر کو جاتا ہے مثال کے طور پر اس جگہ ایک درخت ہے تو عرب کے لوگ اس
درخت کو کہا کرتے تھے کہ **هذه الشجرة الضالة** یہ درخت ایسا ہے جو لوگوں کو

راہ دکھانے والا ہے جواس درخت کے پاس آجائے اسے پتہ ہوگا کہ بھائی اس کے جانب مشرق مصرکوراستہ جاتا ہے اور جانب عرب شام کوراستہ جاتا ہے اور جانب جنوب مثال کے طور پر یمن کوراستہ جاتا ہے تو یہ درخت ایسا ہے جولوگوں کوراہ دکھاتا ہے لوگوں کیلئے ہدایت کرتا ہے یہ لوگوں کیلئے ھادی ہے تو اس ہدایت کرنے والے درخت کو کہتے تھے کہ **هذه الشجرة الضالة** مگر وہ درخت ایسی جگہ ہوتا تھا کہ اس کے آس پاس کوئی ایسا درخت نہ ہوتا کہ لوگوں کوشبہ نہ ہوجائے وہ درخت اس وادی میں ایک ہی ہواور آس پاس کوئی نہ ہو وہ جگہ ایسی ہو جہاں سے مختلف ملکوں کی طرف راہیں نکلتی ہوں تو پھر اس درخت کولوگ کہتے تھے **هذه الشجرة الضالة** یہ درخت ضالہ ہے یعنی وہ لوگوں کو مختلف ممالک کی طرف مختلف مقامات کی طرف راہ دکھاتا ہے یہ درخت ھادی ہے یہ درخت ہدایت کرتا ہے تو وہ درخت ہوتا ہے کہ اس کے آس پاس اور کوئی درخت نہیں ہوتا اور ایسے مقام پر ہوتا ہے جس مقام سے مختلف راہیں نکلتی ہیں اور مختلف مقامات کو جانے والے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جل مجد نے ارشاد فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ جس طرح وادی میں ایک درخت ایسے مقام پر ہو کہ جہاں سے راہیں پھوٹتی ہوں اور وہ اس درخت کے پاس جاکر ہی سمجھ سکے گا کہ ادھر سے جانا ہے تو فلاں ملک جاؤں گا ادھر جانا ہے تو فلاں ملک کی طرف جاؤں گا تو میرے پیارے محبوب تیری ذات پاک ایسی ہے کہ اس درخت کے قریب کوئی اور درخت نہیں ہوتا وہ اکیلا ہوتا ہے میرے پیارے محبوب ﷺ

میں نے تجھے اپنے ملک توحید میں تنہا پیدا کیا اکیلا پیدا کیا تو اکیلا ہے کیا مطلب تجھ جیسا ہے ہی کوئی نہیں تو اب تو ایسے مقام پر واقع ہے میں نے تجھے ایسے مقام پر واقع کیا ہے کہ میرے پیارے محبوب ﷺ کوئی جہنم کو جانا چاہے تو اس کا راستہ بھی وہاں سے نکلتا ہے اگر کوئی جنت کو جانا چاہے تو اس کا راستہ بھی وہاں سے نکلتا ہے کوئی شیطان کی طرف جائے تو اس کا راستہ بھی وہاں سے نکلتا ہے رحمٰن کی طرف جائے تو اس کا راستہ بھی وہاں سے نکلتا ہے تو میرے محبوب ﷺ میں نے تجھ کو شجرۃ ضالہ بنایا یعنی تمام کائنات کو تو ہی راہ بتاتا ہے کہ اس میں راہ ہے نجات کی جنت کی تو **ووجدك ضالاً فهدىٰ** کے معنی ہوئے **ووجدك هاديا فهدىٰ اى فهدهم** ساری کائنات کو میرے پیارے میں نے تیرے ہی راستے ہدایت عطا فرمائی اور یہ وہ معنی ہیں کہ قرآن خود اسی کی تائید کرتا ہے اور جس معنی کی تائید قرآن کرے اس سے بہتر اور کون سے معنی ہوسکتے ہیں قرآن نے کہا **انك لتهدى الى صراط مستقيم** میرے پیارے محبوب ﷺ صراط مستقیم کی طرف تو ہی تو راہ دکھانے والا ہے تو قرآن نے خود حضور ﷺ کو فرمایا **انك لتهدى الى صراط مستقيم** رہی وہ دوسری آیت کہ **انك لاتهدى من احببت** کے معنی وہ میں نے ہزاروں مرتبہ بیان کیے **انك لاتهدى** کے معنی ہیں **انك من تخلق الهداية داء لمن احببت** میرے محبوب خالق اھتدٰی تو نہیں ہے خالق اھتدٰی میں ہوں اور جس کے لئے میں نے

(سورۃ شوریٰ آیت 52)(سورۃ قصص آیت 56)

اھتداء کو پیدا کر دیا اس کے لئے ہدایت اور اھتداء کو تقسیم کرنے والا تو ہے یہ بات اسی مقام پر ختم ہو چکی ہے۔

ہم نے آپکو وارفتہ محبت پایا تو آپ ﷺ پر وہ راہیں کھول دیں

میں نے عرض کیا **ووجدك ضالاً فهدٰى** اس کے معنی کیا ہوئے۔اس کے معنی یہ ہوئے میرے محبوب ﷺ میں نے اپنے میدان توحید اور اپنے اس ملک توحید میں کہ جس ملک توحید میں لوگ مختلف راہوں کی طرف بھاگ رہے ہیں کوئی جہنم میں گر رہا ہے اور کوئی کہیں جا رہا ہے اللہ نے فرمایا میرے پیارے محبوب ﷺ جس طرح اس وادی میں ایک ہی درخت ہوتا ہے اور اس سے راہیں ملتی ہیں میرے محبوب ﷺ میں نے اپنے ملک توحید میں تجھے اکیلا ہی بنایا ہے تجھی سے راہ ملے گی **ووجدك ضالاً فهدٰى** کے یہ معنی ہیں اور وہ معنی بھی حق ہیں ہم نے آپکو وارفتہ محبت پایا تو وہ راہیں آپ ﷺ پر کھول دیں کہ جن راہوں پر چل کر آپ تقاضہ محبت کی تکمیل فرما سکیں یہ دو باتیں تھیں اب اللہ سے دعا کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ہمارے عقیدے کو صحیح رکھے اور ہمارے ایمانوں کو اللہ سالم رکھے اور ایسے ظالم لوگوں سے اللہ ہمیں بچائے جو ہمارے آقا ﷺ کے حق میں ہمیں بدعقیدہ کرنے کی فکر میں ہیں اے اللہ کچھ رہے نہ رہے مگر دلوں میں تیرے محبوب ﷺ کی تعظیم رہ جائے حضور ﷺ کی عظمت اور محبت رہ جائے الٰہی اسلام پر زندگی ہو ایمان پر خاتمہ ہو شاید یہ درس اس سال کا آخری درس ہو۔

میں آپ لوگوں کیلئے دعا گو ہوں کہ آپ حضرات بڑی دور دور سے اسی ذوق اسی شوق کو لیکر آتے رہیں اور آپ حضرات کمال محبت کے ساتھ آپ نے درس سنا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ الٰہی آپ کو اس کے اس ذوق وشوق کی بہترین جزائے خیر عطاء فرمائے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمتوں سے نوازے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی برکتوں سے نوازے آپ کے تمام مقاصد حسنہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے رمضان المبارک کی برکتیں اب بھی نصیب ہوں آئندہ بھی نصیب ہوں

وآخر دعوٰنا ان الحمد لله رب العلمين

باب نمبر 4

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تقریر دل پذیر برموضوع حیات النبی ﷺ بمقام دار العلوم امجدیہ کراچی
برموقع عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ
خطاب ضیغم اسلام محقق بے بدل غزالئی زماں رازیء دوراں امام اہلسنت
علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن
به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات
اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له
و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان
سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رخيمنا
ومولانا وملجانا وماونا محمد عبده و رسوله اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم
فلنحيينه حيوة طيبة صدق الله العظيم و صدق رسوله
النبى الكريم الامين و نحن على ذالك لمن الشاهدين
وا شاكرين والحمد لله رب العلمين ان الله وملئكة
يصلون على النبى يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا
تسليما اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آل
سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

برادران اہلسنت یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی آخری نشست ہے اعلیٰ حضرت
رحمۃ اللہ علیہ نے جن عقائد و اعمال کی تعلیم دی ہے وہ کتاب وسنت کی روح ہے وہ اسلام
کی حقیقت و مغز ہیں اور دین کا عطر ہیں لوگوں نے غلط اعتراضات کیے اور کہا کہ اعلیٰ

(سورۃ النحل آیت 97)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی خاص دین لوگوں پر مسلط کیا اور اپنے ماننے والوں کو کیا
وصیت کی کہ جو میرا دین ہے میری کتابوں سے ظاہر ہے یعنی مخصوص دین اسلام تمام
فرائض سے اہم فرض اس پر قائم رہنا ہے کتنا بڑا بہتان ہے کس قدر اشتباہ ہے۔اللہ ہمیں
اس بہتان سے بچائے۔اب مختصر سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں چند دن کی بات ہے مکہ
مکرمہ مدرسہ صولتیہ کا ایک شخص میرے پاس آیا اس نے کہا کہ میں سعودی ہوں پاکستان
کے دورہ پر سعودیہ سے آیا ہوں دورہ کا مقصد یہ ہے کہ میں جائزہ لینا چاہتا ہوں کہ
پاکستان کا مذہبی ماحول کیا ہے اور کہا کہ پاکستان میں لوگ قبر پرستی کرتے ہیں اور کہا کہ
یہاں شرک ہوتا ہے بدعتیں ہوتی ہیں کہا کہ میں نے سب سے پہلے ملتان میں آکر دیکھا
کہ یہاں قبروں کی عبادت کی جارہی ہے حضرت شاہ رکن عالمؒ کے ہاں حضرت غوث
بہاوالحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں گیا ہوگا
اور دیکھا ہوگا کہ لوگ بڑے ادب واحترام کے ساتھ حاضری دیتے ہیں اس نے کہا کہ
میں نے دیکھا یہاں قبروں کی پوجا ہوتی ہے اور کہا کہ میں نے سنا ہے جس قبر کی سب سے
زیادہ پوجا ہوتی ہے وہ (داتا حضور رحمۃ اللہ علیہ کی قبر) لاہور میں ہے۔اب میں وہاں جا
رہا ہوں اور پورے پاکستان کے مذہبی ماحول کا جائزہ لیکر وہاں سعودیہ جاکر رپورٹ پیش
کروں گا اور مقصد یہ ہوگا کہ وہ حکومت جو ہے وہ اصلاح حال کے لیے متوجہ ہوگی اور
یہاں عقائد و اعمال کی اصلاح کریگی کہ جو یہاں شرک و کفر پر مشتمل عقائد ہیں اور جو

شرک و بدعت

کے اعمال پاکستان میں ہو رہے ہیں وہ سعودی حکومت اس بات کی کوشش کریگی کہ شرک و
کفر کو دور کرے اور بدعات کو مٹانے اور اپنے مسلک کے مطابق پاکستان میں کام کریگی
۔اس نے کہا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ما انکے وصال
کے بارے میں آپ کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ میں نے کہا **رسول اللہ ﷺ حی** تو
فوراً غضبناک ہو کر کہنے لگا **الرسول فی القبر میت میت** معاذ اللہ ثم
معاذ اللہ مجھے بڑا دکھ ہوا تو وہ کہنے لگا آپ یہ بتائیں کہ رسول ﷺ کی روح کہاں ہے
اور یہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم جنکو آپ زندہ کہتے ہیں انکی رو
حیں کہاں ہیں؟ دو ہی مقام ہیں یا اعلیٰ علیین ہے یا اسفل السافلین ہے سجین ہے آپ یہ بتا
یئے کہ مقربین کی روحیں اعلی علیین میں ہوئیں تو انکے اجسام میں نہیں ہوئیں نا کافر مرنے
کے بعد زندہ ہے جسمانی طور پر نا کوئی نبی مرنے کے بعد زندہ ہے جسمانی طور پر انکی رو
حیں اعلی علیین میں اور انکی روحیں سجین اسفل السافلین میں ہیں پھر بتایئے آپ کس طرح
حیات کا قول کرسکتے ہیں؟ یا پھر آپ یہ کہیں کہ انکی روحیں انکے اجسام میں ہیں اگر یہ کہیں
تو پھر اعلی علیین میں کیا مانیں گے اور ارواح صالحین تو اعلیٰ علیین میں ہیں تو پھر قبر میں انکی
حیات کا قول کیسے معتبر و صحیح ہوگا (یہ اس نے کہا)

روح آفتاب کی طرح ہے

میں نے کہا روح آفتاب کیطرح ہے آفتاب کہیں بھی ہو اسکی شعائیں زمین پر پڑتی ہیں رو
شنی ہوتی ہے حرارت کا احساس ہوتا ہے سورج کی جو چیزیں اللہ نے اس میں ودیعت رکھی
ہیں اور جو خاصیتیں سورج میں امانت رکھی ہیں وہ اسکی شعاعوں کے ذریعے زمین کی سطح
تک آتی ہیں اور زمین میں پیوست ہوتی ہیں حرارت و روشنی آتی ہے وہ لطیف حقیقتیں جو
سورج کی شعاعوں کے ذریعے اللہ زمین تک پہنچاتا ہے وہ زمین تک پہنچتی ہیں اور زمین
ان کو لیتی ہے تو ارواح تمام آفتاب کی مثل ہیں آفتاب کی طرح ہیں تو سمجھ لیجیے کہ ارواح
انبیاء کرام علیہم الصلوۃ السلام جنکو اللہ تعالی نے آفتاب ھدٰی بنایا وہ آفتاب ھدٰی بنکر
آئے بیشک ہم ان ارواح کو اعلیٰ علیین میں تسلیم کرتے ہیں لیکن انکے اجسام کریمہ جس
مقام اور جس جگہ ہیں اللہ تعالی نے انکی ارواح کا جو تعلق اعلی علیین کیساتھ رکھا وہی انکے
اجسام کیساتھ رکھا ارواح انبیاء کا جو تعلق اعلیٰ علیین سے ہے انکے اصل مستقر کیساتھ ہے۔
بالکل وہی تعلق انکے اجسام کریمہ کے ساتھ ہے اور اس تعلق کی بناء پر میں پوچھتا ہوں اگر
وہ اعلی علیین میں ہیں تو اجسام کریمہ میں بھی ہیں اور ان کے لیے کوئی زمان و مکان کی قید
نہیں۔

حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل

اگر یہ بات نہیں مانتے ہو تو میں پوچھتا ہوں۔ ایک حدیث میں نے پڑھی ادریس کا
ندھلوی نے ایک کتاب لکھی ہے اور اسی حدیث کے لیے میں نے وہ کتاب رکھی ہوئی ہے

اس نے لکھا رسول اللہ ﷺ طواف فرمارہے تھے خانہ کعبہ کا یہ بات بعد کو ہوگی یاد آیا
پہلے تو میں نے مسلم کی حدیث پڑھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں وادیءِ اجرک سے گزر
رہا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اونٹنی پر سوار ہیں اور حضور ﷺ نے
فرمایا کہ وہ تلبیہ فرمارہے ہیں جبشہ پہاڑی پر سرکار ﷺ نے گذرتے ہوئے ارشاد فرمایا
کہ میں نے یہاں انبیاء کرام علیہ السلام کو میں ملاحظہ فرمارہا ہوں وہ جبشہ کی پہاڑی اللہ کی
زمین پر ہے۔ اور وہ وادی اجرک اللہ کی زمین پر ہے حضرت یحییٰ کو حضور ﷺ ملاحظہ
فرمارہے ہیں حضرت موسیٰ علیہم السلام کو حضور ﷺ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ خود حضور
ﷺ نے فرمایا یہ بھی مسلم کی حدیث پاک ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا **مررت علی
الکثیب الاحمر بقبر موسٰی فاذا ھو قائم یصلی فی قبرہ**
کثیب احمر سے میں گزرا میں نے دیکھا کہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر موسیٰ علیہ السلام نماز
پڑھ رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ مجھے بتا جب ارواح انبیاء اعلیٰ علیین میں ہیں تو موسیٰ کا قبر
میں نماز پڑھنے کا کیا مطلب وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں انکی روح کے جسم میں آنے کے تم منکر
ہو قبروں کے اندر وہ زندہ ہیں نہیں تو وہ اعلیٰ علیین میں ہیں اور قبروں میں انکے جسموں
سے انکا کوئی تعلق نہیں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں **رائیت موسیقائم یصلی
فی قبرہ** میں نے خود دیکھا اے نگاہ محمدی ﷺ تجھ پر کروڑوں سلام دنیا کی نگاہیں
غلط ہوسکتی ہیں حضور ﷺ کی نگاہ غلط نہیں ہوسکتی یہ زبان نبوت کا فرمان ہے۔ راءیت

(مسلم شریف)

موسیٰ قائما یصلی فی قبرہ اب بتاؤ وہ اعلیٰ علیین میں ہیں مگر حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو قبر میں حضور ﷺ نے اس شان کے ساتھ دیکھا، مبارک آنکھوں سے دیکھا
اور زبان اقدس سے فرمایا اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا پھر آپ کیسے حیات انبیاء علیہم
السلام کا انکار کریں گے۔ پھر وادی اجرک میں حضور ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کو ملاحظہ
فرمایا یہ مسلم کی حدیث ہے یہ ایسی حدیث نہیں ہے کہ جسکو لوگ کہدیں کہ غلط ہے یا ضعیف
ہے قابل اعتماد نہیں ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے وادی اجرک میں حضور ﷺ نے کیا
دیکھا وہ کہنے لگے بتاؤ کیا دیکھا اگر انکی روحیں اعلیٰ علیین سے باہر نہیں جاتیں وہ وہاں مقید
ہیں تو اجسام سے اور کسی امر سے انکا کوئی تعلق نہیں ہے تو سرکار ﷺ نے وادی اجرک
میں کس چیز کو ملاحظہ فرمایا حضرت یحییٰ علیہ السلام دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھا اور
انبیاء کرام علیہم السلام کو حضور ﷺ نے دیکھا موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا
اور پھر یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر اٹھائے گئے سب جانتے ہیں اور یہ بھی مانتے
ہیں تسلیم کرتے ہیں۔

دوران طواف عیسیٰ علیہ السلام کا حضور ﷺ سے مصافحہ کرنا

میں نے ابن عدیؓ کی روایت پیش کی ادریس کاندھلوی کی کتاب سے روایت پیش کی اس
نے بھی اسکو لکھا ہے فقط اسلئے میں نے اس کتاب کو رکھا ہوا ہے میں نے کہا یہ بتاؤ عیسیٰ علیہ
السلام کی حیات ثابت کرنے کے لیے وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے حالانکہ میں اس سے حوا

لنہیں لے رہا میں تو اپنے مفسرین محدثین کی کتابوں سے حوالہ دے رہا ہوں اور ہمارے محدثین نے اس حدیث کومختلف مقامات پر صحت اور اعتماد کے ساتھ نقل فرمایا چنانچہ روح المعانی میں بھی یہ حدیث موجود ہے جو میں پڑھوں گا۔ سنئے حضور ﷺ خانہ کعبہ کا طواف فرمارہے ہیں حضور ﷺ نے طواف ختم کیا مقام ابراہیم علیہ السلام پر حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے ایسے معلوم ہوا جیسے حضور ﷺ کسی کا انتظار فرما رہے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ماتے ہیں ہم نے دیکھا ایک صاحب سفید چادر اوڑھے ہوئے کعبہ کا طواف کرر ہے ہیں اُنہوں نے طواف کعبہ ختم کیا وہ حضور ﷺ کے پاس آئے حضور ﷺ کوسلام کیا اور چادر سے ہاتھ نکال کر حضور ﷺ سے مصافحہ کیا۔ مصافحہ کے بعد وہ چلے گئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ سرکار ﷺ یہ کون بزرگ تھے سرکار ﷺ نے فرمایا **ذالک اخی عیسٰی ابن مریم** یہ میرے بھائی عیسی ابن مریم تھے جو مجھے سلام کرنے آئے تھے۔ مرزائیت کے مقابلہ میں عیسی علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث پیش کر سکتے ہیں اور پیش کی ہے یہ جبکہ نہیں دیکھتے کہ اور کیا ثابت ہوا میں بتانا چاہتا ہوں حضرت عیسی علیہ السلام آسمانوں پر جلوہ گر ہیں ابھی تک ان کا نزول نہیں ہوا سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا قرب قیامت میں عیسٰی علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس رفع کے بعد وہ نزول موعود ہے یا نہیں؟ ابھی نزول نہیں ہوا وہ قرب قیامت میں نازل ہونگے لیکن خود

(تفسیر روح المعانی)

حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں حضور ﷺ کی موجودگی میں حضور ﷺ کے سامنے عیسٰی علیہ السلام طواف کر رہے ہیں حضور ﷺ سے مصافحہ کر رہے ہیں تو کیا کہا جائیگا معلوم ہوا کہ اللہ نے انبیاء کرام کو وہ قوت عطاء فرمائی ہے کہ انکی روحانیت اتنی عظیم ہے کہ وہ اجساد مثالیہ یا اجساد صوریہ یا وجود مثالی کے ساتھ وجود صوری سے وہ جہاں چاہیں تشریف فرما ہو جائیں اور ایک آن میں کئی مقامات پر جلوہ افروز ہو جائیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام جو اللہ کے فرشتے ہیں جب وہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں یا انسانی شکل میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے تو علماء نے کہا **لا یفارق سدرۃ المنتہٰی** وہ سدرۃ المنتہیٰ میں بھی موجود ہوتے تھے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں بھی آتے تھے۔ پتہ چلا اللہ نے ان کو مثالی صورتیں دی ہیں مثالی وجود دیئے ہیں اجساد مثالیہ وہ انکی روحانی قوت ہے اور روحانی صورتیں ہیں اور روحانی جسم ہیں روحانی اجساد ہیں روحانی وجود ہیں انکی روحانی ذاتیں ہیں اللہ تعالی نے انکو ظاہر فرمایا۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ بے شک وہ اعلی علیین میں ہیں مگر انکی روحانیت اتنی قوی ہے کہ انکا جو تعلق اعلی علیین سے ہے وہی تعلق انکا اس دنیا کیساتھ ہے جو تعلق اعلی علیین سے ہے وہ تعلق ان کی قبور کیساتھ انکی ارواح کا تعلق ہے اور جو تعلق انکا اعلی علیین سے ہے وہ تعلق انکا اجساد کریمہ کے ساتھ ہے لہذا میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ وہ اعلی علیین میں زندہ ہیں اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنی قبروں میں بھی زندہ ہیں اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ وادیء اجرک میں نگاہ

مصطفٰے ﷺ انکو ملاخطہ فرمارہی ہے۔ یہ کیا ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ حضور ﷺ ایک آفتاب ہیں اسکی شعائیں جہاں پڑیں گی وہیں انکا تعلق پیدا ہو جائے گا۔ ارواحِ انبیاء کی شعائیں اعلی علیین پر بھی پڑتی ہیں۔ اسی طرح ارواح انبیاء علیہ السلام کی شعاعیں ان کے اجسام میں بھی پڑتی ہیں ان کی قبور میں بھی پڑتی ہے۔ اس عالم شہادت میں بھی پڑتی ہیں اس عالم دنیا میں بھی پڑتی ہیں عالم برزخ میں بھی پڑتی ہیں عالم آخرت میں بھی پڑتی ہیں ان کی وہ شعائیں زمینوں پر بھی پڑتی ہیں آسمانوں پر بھی پڑتی ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے ایسا عظیم روحانی وجود عطاء فرمایا حالانکہ اپنے جسد عنصری کیساتھ آسمانوں پر اُٹھائے گئے ہیں مگر انکی روحانیت اتنی قوی ہے کہ وہ آسمانوں پر بھی اسی وجود میں جلوہ گر ہیں زمین پر بھی وہ اسی مثالی وجود کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مسلک ہے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے **الانبیاء احیاء فی قبورهم** انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں اعلی علیین میں انکی ارواح کا ہونا اس عقیدے کی نفی نہیں کرتا بلکہ اسکو ثابت کرتا ہے کہ وہاں بھی زندہ ہیں اور یہاں بھی زندہ ہیں اور انکی ارواح کو اللہ نے وہ قوت عطاء فرمائی ہے۔ اور پھر عرض کروں کہ بڑے افسوس کا مقام ہے ان سے پوچھا جائے کہ تم قبر میں تعذیب وتنعیم کے قائل ہو یا نہیں ہوا؟ ارے کافر کو تعذیب ہے مومن کو تنعیم ہے۔ قبر کے بارے حدیث میں آتا ہے

القبر روضة من رياض الجنة اوحفرة من حفر النار کہ قبر جو ہے وہ جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا ہے مومن کی قبر جنت کا باغ ہے اور کافر کی قبر دوزخ کا گڑھا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کافر کی روح سجین میں ہے اور مومن کی روح اعلی علیین میں ہے پھر جنت کا باغ ہونا اور گڑھا ہونا دوخ کا اسکا کیا مطلب ہے؟۔ ارے جب روحیں وہاں ہیں تو قبر کا باغ یا دوزخ کا گڑھا ہونا اسکا کیا مطلب ہے، اس کا کیا مفہوم ہے؟

ہر شخص کی روح قبر میں جسم سے تعلق رکھتی ہے

معلوم ہوا کافر کی روح سجین میں ہو کر بھی اپنی قبر سے تعلق رکھتی ہے اور کافر کی روح کا جورابطہ ہے وہ اجزاء اجسامیہ کیساتھ رہتا ہے کیونکہ عذاب جسم پر مرتب ہوتا ہے اور عذاب اصل میں روح کو ہوتا ہے مگر روح کا تعلق اجزاء جسم کے ساتھ ہے اسلئے اس عذاب کا ترتب بھی جسم کے اجزاء پر ضرور ہوتا ہے اسلئے حضور تاجدار دو جہاں محمد مصطفٰی ﷺ نے فرمایا بخاری شریف میں ہے کہ سرکار ﷺ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں جنکو انکی قبروں میں عذاب دیا جارہا تھا یہ بخاری کی حدیث ہے۔ جی ہاں کوئی ایسی بات آجائے یہ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ معاذ اللہ شیطان کی آواز تھی۔ اعرابی کا واقعہ آپ نے سنا ہوا ہے۔ حضور ﷺ قبر میں جلوہ فرما ہیں تو حضور ﷺ کی قبر انور سے لپٹ گیا بے ساختہ اسنے کہا کہ حضور میں تو بخشش کے لئے حاضر ہوا تھا۔ قبر انور سے آواز آئی کہ اللہ نے تجھے

بخش دیا ان وہابیوں نے کہا کہ ابن تیمیہ نے کہا کہ یہ جو قبر سے آواز آئی یہ شیطان کی آواز
تھی۔ آپ بتائیے کہ مسلمان اس کو برداشت کرے گا سوچنے کا مقام ہے اور دلیل کیا ہے
کہ وہ تو یہاں ہیں ہی نہیں وہ تو اعلی علیین میں ہیں تو اعلی علیین میں ہونے کے بعد تو پھر قبر
سے آواز آنیکا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ارے میں پوچھتا ہوں کافروں کی جو روح تھی
وہ سجین میں تھی سرکار ﷺ کافروں کی قبروں سے جو آواز سنتے ہیں۔ بخاری کی حدیث
ہے حضور نے دو انسانوں کی آواز سنی جنکو انکی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا اب میں
پوچھتا ہوں آپ سے انکی روح تو سجین میں تھی تو قبر میں عذاب کا کیا مطلب ہے معلوم ہوا
کافر کی روح اگر سجین میں ہو تو خیر اور وہ اجزاء جسم سے ضرور تعلق رکھتی ہے تو اگر کافر کی رو
ح سجین میں ہو کر قبر اور اپنے اجزاء سے متعلق ہو سکتی ہے تو مومن کی روح اعلی علیین میں
ہو کر اپنی قبر اور اپنے جسم سے متعلق کیوں نہیں ہو سکتی؟

مبشر بشیر مومن کی قبر میں آتے ہیں

سوچنے کا مقام ہے ورنہ تنعیم وتعذیب کا کوئی سوال ومقصد نہیں رہتا تنعیم وتعذیب مذہب
اہلسنت کے بنیادی عقائد میں سے ہے کوئی ان کا انکار نہیں کر سکتا سوائے اسکے کہ چند
معترضین نے انکار کیا ہے۔ معترضین میں بھی سب منکر نہیں ہیں۔ بعض جنہوں نے دیکھا
کہ تنعیم وتعذیب ایسی چیز ہے کہ فقط حدیث میں ہی نہیں قرآن میں بھی موجود ہے تو وہ
مجبور ہو گئے تسلیم کرنے پر قرآن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **یثبت اللہ**

الذین آمنوا بالقول الثابت قول ثابت ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے گا
اور مومن کا ثابت قدم رہنا ہے قبر کے اندر، سنو منکر نکیر ان فرشتوں کو کہتے ہیں جو کافروں
کی قبر میں آتے ہیں اور جو مومن کی قبر میں آتے ہیں انکا نام منکر نکیر نہیں بلکہ مبشر بشیر ہے۔
اللہ تعالیٰ ہماری قبروں میں منکر نکیر کو نہ بھیجے مبشر بشیر کو بھیجے۔ تو وہ مبشر بشیر مومن کی قبر میں
آتے ہیں وہ اس سے سوال کرتے ہیں کہ **ما علمك بهذا الرجل** بتا اس رجل
مقدس کے متعلق تیرا کیا علم ہے؟ وہ کہتا ہے **هو محمد رسول الله** اس مقام پر ان
لوگوں نے کہا کہ یہ ھذا جو ہے وہ وجود ذھنی کے لیے ہے موجود فی الذہن کے لیے اور
حضور وہاں موجود نہیں ہوتے دلیل یہ ہے کہ ھو لفظ خود غائب کی ضمیر ہے اور الرجل جو ہے
وہ بھی غائب کے معنی میں تو اگر اس سے تم ثابت کرتے ہو تو کیا مطلب ہوگا؟۔ ھو کی بجا
ئے ھذا کہنا فرشتوں نے ھذا کہا وہ تو محسوس مبصر کے لیے نہیں تھا وہ تو موجود ذھنی کے
لیے تھا میں کہتا ہوں غلط ہے میرا دعویٰ ہے تمام نحو کی کتابیں اُٹھا کر دیکھ لو کہ ھذا جو ہے وہ
اسم اشارہ ہے اسکی اصل وضع محسوس مبصر کے لیے ہے ہاں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے
کہ کوئی لفظ اصل کے خلاف استعمال ہو جاتا ہے تو وہ مجاز ہوتا ہے۔ ھذا کا استعمال محسوس
مبصر کے لیے حقیقت ہے حقیقت ہے حقیقت ہے اور ھذا کا استعمال موجود فی الذھن کے
لیے خلاف اصل ہے خلاف اصل ہے۔ یاد رکھو اصل محتاج دلیل نہیں ہے خلاف اصل پر
دلیل کی حاجت ہوتی ہے تو لفظ ھذا جو محسوس مبصر کے لیے ہے وہ تو اپنی اصل پر ہوا محسوس

(سورۃ ابراہیم 27)

مصر کے لیے وضع کیا گیا ہے وہ اپنی اصل پر ہے ۔ اصل کے خلاف کہاں ہو گا جہاں حقیقت متعذر ہو تو تم دنیا پر قیاس کرتے ہو برزخ کا اور اپنے اوپر قیاس کرتے ہو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا تو تمہارا خود قیاس باطل ہے قیاس مع الفارق ہے ۔ میں کہوں گا یہ قیاس ہو نہیں سکتا ۔ جب تک وہاں حقیقت کا تعذر ثابت نہ کرو ۔ ممکن نہیں ہے اور خلاف اصل پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے ۔ نہیں میں کہتا ہوں ھذا کا مشار الیہ محسوس مبصر حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے حضور ﷺ کی شکل انور ہے حضور ﷺ کی صورت مبارکہ ہے وہی خارج میں نظر آرہی ہے ۔ اسلئے کہ ہذا کی وضع ہی محسوس مبصر کے لیے ہے اور جس مقام پر ھذا کسی موجود فی الذھن کے لیے استعمال ہوا ہے وہ اسلئے ہوا ہے کہ وہاں حقیقت متعذر ہے جب تک حقیقت کا تعذر ثابت نہ ہو آپ محسوس مبصر سے عدول نہیں کر سکتے اور مجاز کی طرف آپ نہیں جا سکتے رہا یہ کہ وہ کون **ما عـــــلـــــمك بھذا الرجل** آپ بتایئے یہ رجل مشار الیہ ہوا کہ نہیں ہوا ھذا کا اور وہ محسوس مبصر ہو گا جب ہی تو مشار الیہ قرار پائیگا ۔ حقیقت تو یہی ہے اصل وضع تو یہی ہے حقیقت متعذر ہو تو مجاز کی طرف جائیں گے ۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ حقیقت کے تعذر پر قیامت تک کوئی دلیل قائم ہو نہیں سکتی لہذا یہاں الرجل محسوس مبصر ہے اور آپ کہیں گے ضمیر تو غائب کی ہے اور حضور ﷺ تو غائب ہوئے ۔ ۔ ۔ کیسے بیوقوف لوگ ہو یہ بتاؤ اس ھو کی ضمیر کا مرجع کون ہے؟ ارے مرجع تو الرجل ہے اور جب الرجل ہوا محسوس مبصر تو ھو کے غائب ہو

نے سے تمہیں کیا فائدہ ہوا تم خود ہی غائب ہو گئے ۔ بھئی ھو کا مرجع تو الرجل ہے وہ ہے محسوس مبصر کیونکہ ھذا کی وضع ہی محسوس مبصر کے لیے ہے جب وضع اس کی محسوس مبصر کے لیے ہے اور یہاں اس حقیقت کا تعذر تم قیامت تک نہیں ثابت کر سکتے ھو کا مرجع الرجل ہے اور الرجل محسوس مبصر ہے تو تمہارا یہ کہنا کہ ھو ضمیر غائب کی ہے اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا کیونکہ مرجع اس کا الرجل ہے اور وہی محسوس مبصر ہے ۔

حضور ﷺ کی روح پاک کا تعلق کائنات کے ہر ذرہ سے ہے

عزیزان محترم: یہ بات آپ بتایئے کہ سرکار ﷺ تو اعلیٰ علیین میں ہیں تو سرکار ﷺ کیسے قبر میں نظر آتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ اعلیٰ علیین میں اُسطرح ہیں کہ ہر عالم سے انکی روح اقدس کا انکی ذات مقدسہ کا جو آفتاب ہے وہ اتنا قوی ہے کہ ان کا تعلق اعلیٰ علیین سے بھی ہے اور انکا تعلق اپنی قبر انور سے بھی ہے اپنے جسد کریم سے بھی ہے بلکہ مجھے کہنے دیجیئے کہ انکا تعلق اقوام عالم کے ذرے ذرے سے ایسا ہی ہے جیسے آفتاب کی شعاعوں کا تعلق سطح زمین سے ہے ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اُنہوں نے یہ جو چال چلی ہے اور اب یہ منصوبہ بنایا ہے کہ پاکستان کے دورے ہو رہے ہیں اور کہاں کہاں مشرکانہ عقائد ہیں اور کہاں کہاں مشرکانہ اعمال ہیں ہم سو رہے ہیں ہم پر افسوس ہے ان تمام عقائد واعمال کی رپورٹیں وہاں لے جا کر پیش کرتے ہیں اور پھر نجدیت کو مسلط کرنے کے لیے وہ جو کوشش کر رہے ہیں وہ آپکو معلوم ہے تو بیدار ہو جاؤ ۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ہم پر انتہائی

احسان ہے کہ اُنہوں نے ہمیں نور بصیرت عطا فرمایا عقائد کے بارے میں بھی اعمال کے بارے میں بھی انکی راہوں کو ہم نے چھوڑ دیا غیر ہم کو تباہ کر رہے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ دل کھیتی کو برباد کر رہے ہیں اسکی کوشش میں لگے ہوئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی لگائی ہوئی کھیتی کو سرسبز و شاداب رکھے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 5

حضور اکرم ﷺ اللہ کے نور کا جلوہ ہیں

مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت پر حضرت آفتاب ولایت قطب زماں غزالئی دوراں امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ 31 مارچ 1984ء کو قاسم باغ قلعہ کہنہ پر مسئلہ نورانیت کے موضوع پر اپنے منفرد انداز میں یہ علمی تحقیقی معرکۃ الآراء خطاب فرمایا۔

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و ستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان يدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم قد جاء كم من الله نورو كتاب مبين صدق الله العظيم و صدق رسوله النبى الكريم الامين و نحن علٰى ذٰالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملئكة يصلون على النبى يا ايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰى سيدنا ومولانا محمد وعلٰى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

محترم حضرات میں بالکل عاجز و ناکارہ آدمی ہوں جن حضرات نے محبت کے کلمات میرے حق میں فرمائے بس میں یہی دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ مجھے انکا اہل بنادے میں تو کچھ بھی نہیں ہوں مولا تو جانتا ہے مدرسہ انوار العلوم ۴۴ء سے قائم ہے اور الحمد اللہ اس وقت

(سورۃ مائدہ آیت 15)

تک مدرسہ نے علوم دینیہ کی جو خدمت سرانجام دی ہے اور دے رہا ہے۔ میں آپ حضرات سے یہی التجاء کروں گا کہ آپ یہی دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سے کہ مدرسہ انور العلوم ہمیشہ اپنے فیوض و برکات سے امت مسلمہ کے تشنگان علم کو منور کرتا رہے۔ یہ مدرسہ درحقیقت یہ ایک روحانی مرکز ہے اللہ تعالیٰ مدرسہ انوار العلوم کو قائم رکھے اور حضرت قبلہ مخدوم سید صدر الدین رحمتہ اللہ نے اسکا سنگ بنیاد خود اپنے ہاتھوں سے رکھا تھا میں خود حاضر ہوا حضرت سے عرض کی اور حضرت تشریف لائے اور حضرت نے سنگ بنیاد رکھا میں حضرت کا ہمیشہ ممنون و شکر گزار رہونگا اور آپ کی عنایات و مہربانیوں کا اور آپ کے نورانی خاندان کی جو عنایات مجھ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو ہمیشہ خوش رکھے چونکہ حضرت مولانا عبدالقادر سعیدی (آپ کے تلمیذ رشید جو اسٹیج سیکرٹری تھے) نے اعلان فرما دیا چند باتیں عرض کروں گا بس آپ حضرات کی محبت ہے کچھ عرض کرنے کے قابل ہوا سب حضرات ایک بار درود شریف پڑھ لیں۔

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آل سیدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل علیه۔

تمام مفسرین کا یہی عقیدہ ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **قدجاء کم من الله نوروکتاب مبین** بے شک تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب آئی یہ اللہ کا کلام ہے کسی انسان کا کلام نہیں ہے اللہ کا

(سورۃ مائدہ آیت 15)

کلام ہے اللہ فرماتا ہے **قدجاء کم من الله نور** لوگو اللہ کیطرف سے نور آیا **وکتاب مبین** اور کتاب آئی وہ نور کیا ہے؟ میں نہیں کہتا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لیکر امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ تک تمام مفسرین کی کتابیں آپ دیکھ لیں سب کا یہی عقیدہ ہے **قدجاء کم من اللہ نورای محمد الرسول الله** ﷺ کہ وہ نور محمد الرسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ہے اور میں آپکو بتا دینا چاہتا ہوں کہ جس نور عظیم کا ذکر اس آیت میں ہے یہ وہی نور عظیم ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے پہلے پیدا فرمایا ساری کائنات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (ﷺ) کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور یہ ایک حدیث میں بھی آیا ہے **خلقت من نوراللہ** حضور ﷺ نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے **یاجابر اول ماخلق الله نور نبیك من نورہ** اے جابر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اللہ نے اپنے نور سے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا **امنا وصدقنا** ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے اپنے نور سے اپنے نبی ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا یہ بات لوگوں کے ذہن میں نہیں آتی اور وہ مختلف قسم کے شکوک و شبہات ابھارتے ہیں اور ان میں مبتلاء ہو جاتے ہیں کہتے ہیں اللہ نے اپنے نور سے حضور ﷺ کے نور کو کیسے پیدا فرمایا۔ اللہ نے اپنے نور سے اپنے حضور ﷺ کا نور پیدا کیا میرے دوستو میرے محترم عزیزو میں

(تفسیر جلالین) (مصنف عبدالرزاق)

آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ **کان اللہ لم یکن معہ شیا** اللہ تعالیٰ کے سواء تو کچھ تھا ہی نہیں تو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو ایسا تو نہیں ہوا کہ اللہ نے خارج سے کوئی چیز لیکر اس ایک چیز کو بنا دیا ہو۔ کیونکہ خارج تھا ہی نہیں نہ خارج میں کوئی چیز تھی فقط اللہ تھا اور اللہ کے سوا کچھ نہ تھا تو اس لئے میں کہوں گا کہ اللہ نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا وہ اسی کے نور کا ظہور ہے اور اپنی ذات پاک کی تجلیات ہی سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور مقدس کو پیدا فرمایا یہ کہنا کہ اللہ نے جب اپنے نور سے پیدا فرمایا تو اللہ کے نور میں کمی آگئی ہوگی یہ بہت غلط ہے۔ اسلئے غلط ہے کہ کمی اور بیشی یہ تو ایسی چیزوں سے تعلق رکھتی ہے کہ جو چیزیں کسی اندازے میں آسکیں ناپ اور تول میں آسکیں، گنتی میں آسکیں، اللہ تو گنتی سے پاک ہے اللہ تعالیٰ تو ناپ وتول اور وزن سے پاک ہے **تعالی اللہ عن ذٰالک علو کبیرا** اللہ کمی اور بیشی سے پاک ہے کمی اور بیشی کا تعلق وہاں ہوگا جہاں مقدار ہو کمیت ہو اللہ مقدار نہیں ہے اللہ تعالیٰ کمیت سے پاک ہے تو وہاں کمی بیشی کا کوئی تصور ہی قائم نہیں ہوتا جن لوگوں نے کمی بیشی کا تصور ذہن میں قائم کیا تو انہوں نے اللہ کا قیاس اپنے اوپر کرلیا اور اللہ کا قیاس اپنے اوپر کرنا یہ بہت غلط بات ہے۔ میں آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے نور سے اپنے حبیب ﷺ کا نور جسطرح پیدا فرمایا وہ تو ہمارے وہم وگمان سے بھی بالاتر ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے کام یہ سب ہمارے وہم وگمان سے بالاتر ہیں مگر ہمارے سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے

اس عالم دنیا میں وہ چیزیں پیدا فرمادیں ہیں جنکو دیکھ کر ہم حقیقتوں کو سمجھ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں فرمایا **سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق** (سورۃ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اپنی قدرت کی نشانیاں انکو آفاق عالم میں دکھائیں گے اور انکی جانوں میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر حق ظاہر ہو جائے جو میرے محبوب ﷺ فرمارہے ہیں آفاق عالم میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں جو ہمارے پیش نظر ہیں آپ ان پر ایک نظر ڈالیں تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ یہ شک وشبہ کوئی بنیاد نہیں رکھتا یہ دیکھیے کہ یہ کہنا کہ اللہ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا تو اللہ کے ہاں کمی آگئی یہ غلط ہے۔ حضور ﷺ اللہ کا جلوہ ہیں حضور ﷺ اللہ کا جزو ہوں تو کمی آئے حضور ﷺ اللہ کا حصہ ہوں تو کمی آئے حضور ﷺ اللہ کا کوئی جزو قرار پائے ہوں تو کمی آئے اللہ اس سے پاک ہے کہ اسکا کوئی جزو ہو کوئی حصہ ہو اللہ اس سے پاک ہے حضور ﷺ جزو نہیں ہیں اللہ کا حصہ نہیں ہیں اللہ تقسیم سے پاک ہے تجزی سے پاک ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنا جزو قرار نہیں دیا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کا جزو نہیں ہیں بلکہ اللہ کا جلوہ ہیں اور یاد رکھیے اللہ نے اپنے نور سے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا وہ جزئیت کی حثیت سے نہیں بعضیت کی حثیت سے نہیں بلکہ جلوہ کی حثیت سے ہیں اللہ نے اپنے نور کی تجلی فرمادی اور اللہ نے اپنے نور کے جلوے کو نور محمدی ﷺ قرار دیا آپ جزو اور جلوہ کا فرق سمجھنا چاہیں تو اسکے لیے اس دنیا کے اندر بھی مثال موجود ہے۔

(سورۃ آیت 53

دیکھے ایک چراغ روشن ہے آپ اس چراغ سے ہزار ہا چراغ روشن کر سکتے ہیں پہلے چراغ میں کوئی کمی نہیں آئیگی ایک چراغ سے آپ نے دوسرا چراغ روشن کر دیا۔تیسرا کیا چوتھا کیا، کروڑوں چراغ روشن کیے تو پہلے چراغ میں کوئی کمی نہیں آئے گی کیوں؟ اس لیے کہ یہ چراغ اس پہلے چراغ کا جز نہیں ہے جلوہ ہے۔حسن اول کا نام نور محمدی ﷺ ہے۔ میں عرض کروں گا یہ آفتاب کا عکس آپ اس دنیا میں دیکھتے ہیں تو آپ سے کوئی اگر پوچھے کہ یہ شیشہ میں آفتاب کا عکس جو نظر آرہا ہے یہ کیا ہے؟ تو ہم یہی کہیں گے کہ یہ آفتاب کا نور ہے لیکن کوئی اگر یہ کہے کہ بھائی اگر شیشے میں آفتاب کا نور ہے تو آفتاب کے نور میں کمی آگئی تو یہ اسکا کہنا غلط ہے کیونکہ یہ نور آفتاب کا ہمیں شیشہ میں نظر آرہا ہے یہ آفتاب کا جز نہیں ہے بلکہ جلوہ ہے۔ہزاروں شیشے آپ رکھ دیں ایک آفتاب کا جلوہ شیشوں میں اسی طرح نظر آئیگا مگر آفتاب میں کوئی کمی نظر نہیں آئے گی تو اگر ایک آفتاب کا جلوہ کروڑوں شیشوں میں نظر آئے اور آفتاب میں کمی نہ آئے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ کے نور کا جلوہ نور محمدی ﷺ کی شکل میں چمکے اور اللہ کے نور میں کمی آجائے اسلئے ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن اول کی پہلی تجلی جو فرمائی اس حسن اول کا نام نور محمدی ﷺ ہے اور اسی نور محمدی ﷺ کے لیے حدیثوں میں آتا ہے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ **اول ما خلق اللہ نوری** اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا یعنی اپنے نور کی

تجلی فرمائی تو میرا نور پیدا ہو گیا تو حضور ﷺ اللہ کے نور کی تجلی ہیں اور سب سے پہلی تجلی حضور ﷺ کا نور ہے حضور ﷺ کے نور کی تجلی سے تمام کائنات روشن ہوئی اور جو چیز ظاہر ہوئی خواہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوں رسل اکرم علیہم السلام ہوں اولیا اللہ ہوں مومنین ہوں یہاں تک کہ لوح وقلم عرش وکرسی ملائکہ تمام عناصر نباتات و جمادات موالید واجسام ارواح تحت وفوق۔۔ ساری کائنات کا ظہور کیا ہے۔درحقیقت حضور ﷺ اللہ کے نور کا جلوہ ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ حضور ﷺ کے نور کا جلوہ ہے۔ساری کائنات اللہ کے نور کا جلوہ ہے اللہ ہے باقی کچھ نہیں یہ کائنات اللہ نہیں بلکہ اللہ کے نور کی تجلیات ہیں تجلی اول نور محمدی ﷺ ہے اور نور محمدی ﷺ کی تجلیات کائنات کا ہر ذرہ ہے یہ تمام ساتوں زمینیں ساتوں آسمان یہ سب اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے نور اور اسکی تجلیات کا ظہور ہیں اور یہ میں آپکو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں یکتا ہے وحدہ لاشریک ہے اللہ کی ذات ازلی ہے ابدی ہے وہ واجب الوجود ہے اسکی ذات واجب ہے اور اسکی کوئی ابتدا نہیں اور اسکی کوئی انتہا نہیں اور وہ ایک ہے اسکا ایک ہونا بتقاضاء ذات ہے کسی نے اسکو ایک نہیں بنایا کسی کے ایک کرنے سے وہ ایک نہیں ہوا وہ ازل سے ایک ہے وہ ایک ہے یہ اسکی ذات کا تقاضا ہے۔

کائنات میں اللہ کی شان کے سواء کسی کا ظہور نہیں

اب یہ بات آپکے ذہن میں آگئی اب میں عرض کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کی پہلی
شان ہے کہ اللہ کی تمام صفات تو صفات ذاتیہ ہیں وہ سب صفات جلالیہ ہوں یا صفات
جمالیہ وہ سب ازلی ہیں اور جسطرح رحمت اللہ کی صفت ہے، غضب بھی اللہ کی صفت ہے یا
نہیں؟ جلال بھی اسکی صفت ہے اور جمال بھی اسکی صفت ہے اور جب دونوں باتیں آپ
کے ذہن میں آگئیں تو اب میں آپکو بتادوں کہ کائنات میں جو چیزیں موردِ غضب ہیں وہ خدا
کی صفت غضب کا ظہور ہیں اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی رحمت کا مورد ہیں
تو وہ اللہ کی صفت رحمت کا ظہور ہیں رحمت بھی اسکی ہے غضب بھی اس کا ہے کوئی غضب کا
ظہور ہے کوئی رحمت کا ظہور ہے اب وہ تمام شکوک وشبہات یہاں رفع ہو جانے چاہییں
جو کسی کے ذہن میں پیدا ہوں کہ وہ ابوجہل ہے وہ ابولہب ہے وہ یزید ہے وہ شمر ہے وہ
نمرود ہے اور وہ ہامان ہے اور وہ فرعون ہے یہ کیا ہیں۔ ارے تم کہو گے حضور ﷺ کے
نور کی توہین ہوگئی۔ یہ توہین نہیں ہے، حضور ﷺ اللہ کے نور کی کامل تجلی ہیں اور اللہ کے
نور میں اللہ کی صفت رحمت کا بھی ظہور ہے اسکی صفت غضب کا بھی ظہور ہے اسکی صفت
جلال کا بھی ظہور ہے اور اسی کی صفات کمال کا بھی ظہور ہے، کوئی غضب کا مظہر ہے کوئی
مظہر جلال ہے کوئی مظہر جمال ہے میں کہوں گا دوزخ بھی اسی کی صفت کا ظہور اور جنت
بھی اسی کی صفت کا ظہور کہیں رحمت کا ظہور ہے کہیں غضب کا ظہور ہے، کہیں ظہور جلال
ہے اور کہیں ظہور جمال ہے۔ کفار ہوں مشرکین ہوں منافقین ہوں کوئی بھی ہوں بتاؤ یہ

موردِ غضب ہیں یا نہیں ہیں۔ غضب اللہ کی صفت ہے یا نہیں ہے۔ اس لیے یہ کہوں گا کہ
ساری کائنات میں اللہ کی شان کے سوا کسی کا ظہور نہیں ہے، اب رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ
نے تمام کائنات کو اپنے کمالات اور اپنی تجلیات کا ظہور قرار دیا۔

جنت و دوزخ دونوں کو پیدا کرنا اللہ کی خوبی ہے

میرے پیارے دوستو اور میرے عزیزو! یہ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کسی موردِ غضب
کو برا کہنا اور کسی موردِ رحمت کو اچھا کہنا یہ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ جس کے غضب کا
ظہور ہے اور جسکی رحمت کا ظہور ہے، موردِ غضب کا برا ہونا یہ اسی کی طرف سے ہے اور
موردِ رحمت کا اچھا ہونا یہ اسی کی طرف سے ہے اس لیے جسکو اللہ اچھا کہے ہم اسے برا نہیں
کہہ سکتے اور جسے اللہ برا کہے اسے ہم اچھا نہیں کہہ سکتے کسی کو اچھا یا برا کہنا یہ تو اللہ کی
ترجمانی ہم کرتے ہیں اور ہم کچھ بھی نہیں ہیں موردِ غضب کا برا ہونا اللہ کی رحمت کا اچھا ہونا
ہم نہیں کہتے اللہ نے موردِ رحمت کو اچھا کہا موردِ غضب کو اس نے برا کہا یہ اللہ کی ترجمانی
ہے ہم اللہ کی ترجمانی کرتے ہیں ہم کون ہیں اچھا اور برا کہنے والے؟ اور یہی میں آپکو بتا
دینا چاہتا ہوں کہ یہ اچھائی اور یہ برائی اب یہ مسئلہ ایسا ہے کہ شاید عام دوستوں کے ذہن
میں نہ آئے لیکن میں اسکو واضح طور پر بیان کئے دیتا ہوں سن لیجئے ایک مرتبہ درود شریف
پڑھیں۔۔۔ دیکھئے اچھائی اور برائی کا جو تعلق ہے وہ اللہ کی ذات کے ساتھ نہیں ہے اللہ تو
اچھا ہی ہے حسن کے ساتھ خیر کے ساتھ اور اچھائی کے ساتھ حمد کے ساتھ ثناء کے ساتھ اللہ

متصف ہے اللہ کی کوئی بات ایسی نہیں جو حمد کے خلاف ہو ثناء کے خلاف ہو خوبی کے خلاف ہو میں قسم اٹھا کر کے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا یہ جہنم کو پیدا کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خوبی ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا یہ بھی اللہ کی خوبی ہے اور جب اللہ نے جنت و دوزخ دونوں کو پیدا کیا تو یہ دونوں کا پیدا کرنا یہ اللہ کی خوبی ہے تو میرے پیارے دوستو میرے محترم عزیزو! میں آپکو بتا دینا چاہتا ہوں کہ دوزخ اور جنت میں رہنے والوں کو پیدا کرنا یہ بھی اللہ کی خوبی ہے میں مثال نہیں دیتا مسئلہ بتاتا ہوں دیکھیے اگر ایک حاکم جیل خانہ بناتا ہے اور ایک حاکم ایک شاہی مہمان خانہ بناتا ہے شاہی مہمان خانے میں عزت و عظمت کے ساتھ لوگوں کو رکھا جاتا ہے یا نہیں؟ اور قید خانہ جیل خانہ بنایا جائے اس میں بھی اسی بادشاہ کی سلطنت اور مملکت کے رہنے والوں کو رکھا جاتا ہے۔ جیل خانہ بھی بادشاہ بناتا ہے اور اس میں رہنے والے اسی کی سلطنت کے لوگ ہوتے ہیں اور شاہی مہمان خانہ بھی بادشاہ بناتا ہے اور اس کے اندر بھی اسی شہنشاہ کے مہمان رکھے جاتے ہیں تو میں آپکو بتانا چاہتا ہوں کہ جنت شاہی مہمان خانہ ہے اور دوزخ ابدی قید خانہ ہے اور جب یہ دونوں اللہ کیطرف سے ہیں تو سمجھ لو اگر یہاں کسی کی اچھائی یا برائی کا تصور ذہن میں آیگا تو وہ اس کی ذات کی طرف منسوب ہوگا اللہ کی طرف کوئی برائی منسوب نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہ اچھا کرتا ہے وہ خیر ہی کرتا ہے اگر کوئی بادشاہ اپنے ملک میں جیل خانہ نہ بنائے اور مجرموں کو قید کرنے کا انتظام نہ کرے تو لوگ تنگ آجائیں گے ان لوگوں سے جو

جرائم کے عادی ہیں اس لیے ان کو جرائم کے عادی لوگوں کو سزا دینے کے لیے انکو قید میں رکھنا یہ بھی اسکی بہتری ہے اور یہ بادشاہ کی دانش مندی کا کمال ہے اور شاہی مہمان خانہ بنانا یہ بھی اسکی شاہی عظمت کا نشان ہے اس لیے میں کہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر جہنمیوں اور جہنم کو بنایا دوزخ اور دوزخیوں کو بنایا جنت یا جنتیوں کو بنایا۔ واللہ باللہ ثم تاللہ یہ دونوں کام جب اللہ کی طرف منسوب ہوں گے تو خیر ہی خیر ہے اور جب اب برائیوں کی نسبت جو جیل خانے کے مستحق ہیں انکی طرف کیجائیگی تو انکی نسبت کرنے سے برائی کا پہلو نکلے گا اللہ کی کیطرف نسبت کرنے سے برائی کا پہلو نہیں نکلے گا یہ مسئلہ اپنی جگہ پر طے ہو چکا ہے کہ برائی کا پیدا کرنا برا نہیں ہے بلکہ برائی کا کرنا برا ہے برائی کا پیدا کرنا برائی نہیں کیونکہ پیدا کرنے میں برائی ہوتی ہی نہیں اسکو برائی جب ہی کہا جائیگا جب کوئی اسکو عمل میں لائے عمل میں لائے بغیر وہ برائی ہوتی ہی نہیں۔

میں مثال نہیں دیتا مسئلہ بتاتا ہوں پستول بنانے والے نے پستول بنایا اور جو پستول بنانے والے نے بنا دیا تو جسکو وہ پستول ملا چنانچہ اس سے معاہدہ ہے کہ تو اسکو غلط استعمال نہیں کریگا لیکن تو کسی کے بناتے پستول کو باوجود معاہدہ کرنے کے کوئی غلط استعمال کرے اور کسی کو بے قصور اس پستول سے قتل کر دے تو بولئے مجرم بنانے والا ہوگا یا چلانے والا ہوگا، چلانے والا ہوگا۔ تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ نے خیر و شر کی قوت پیدا کی اور انسان کو عطا فرمائی اور بتا دیا **وھدینٰہ النجدین** کہ دونوں راہیں ہم تجھے بتا رہے ہیں یہ راہ ہے

(سورۃ بلد آیت 10)

جنت کی یہ راہ ہے دوزخ کی اگر تو نے ادھر رخ کرلیا تو جنت میں چلا جائیگا اور ادھر رخ کرلیا تو دوزخ چلا جائیگا کسی شر کا شر ہونا کسی برائی کا برائی ہونا کسی جرم کا جرم ہونا یہ کرنے سے تعلق رکھتا ہے بنانے سے تعلق نہیں رکھتا بنانے والا جو کچھ بناتا ہے اس کا بنانا اچھا ہے اچھا ہے، اچھا ہے، اگر کسی نے پستول بنایا تو بھی اچھا ہے اگر کسی نے چھری بنائی وہ بھی اچھی ہے اگر کسی نے دوا بنائی وہ بھی اچھی ہے اور اگر اس نے کوئی کشتہ بنایا وہ بھی اچھا ہے۔ میرے عزیزہ! میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ بنانا برا نہیں ہوتا بلکہ بنی ہوئی چیز کو اسکے خلاف استعمال کرنا اور عمل میں لانا یہ برا ہوتا ہے لہذا برائی اللہ کی طرف منسوب نہیں ہوگی اللہ نے انکو برا کہا جو اللہ کے غضب کے مورد ہوئے انکو اللہ نے برا کہا ہم اللہ کی ترجمانی کرتے ہیں کہ وہ لوگ برے ہیں اور برے کیوں ہیں؟ وہ برے اسلئے ہیں کہ وہ ایسی چیز کو کسب میں لائے جس سے بچنے کا جس کے کسب سے محفوظ رہنے کا اللہ سے وہ معاہدہ کر چکے تھے اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ یہ دوزخ کا راستہ ہے یہ جنت کا راستہ ہے یہ خیر ہے یہ شر ہے ادھر جاؤ گئے تو تمہارے لئے نجات ہے ادھر جاؤ گئے تو تمہارے لیے ہلاکت ہے تو بس میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کوئی دوزخی ہو کوئی جنتی ہو کوئی اچھا ہو کوئی برا ہو یہ جتنے بھی ہیں سب اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت اور صفت غضب کی تجلیات ہیں اور ساری کائنات میں اللہ کی شان کے سوا کسی کا ظہور نہیں ہے، جب بات آپ سمجھ گئے تو اب میں آپکو یہ بتاؤں کہ مرکز ظہور تجلیات محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ کی تجلیات کا ظہور انبیاء علیہم

السلام صدیقین شہداء صالحین تمام مومنین مخلصین سب اولیاء سب اسی مرکز عظیم کے ظہور کا ظہور ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نبی کا نور ظاہر فرمایا اپنے نور سے ظاہر فرمایا یعنی اپنے نور کا جلوہ کر کے ظاہر فرمایا حضور ﷺ اللہ کا جز نہیں ہیں اللہ کی تجلی ہیں اللہ تعالیٰ نے تجلی نور محمدی ﷺ کی صورت میں ظاہر فرمائی اور پھر ساری کائنات کو اسی نور محمدی ﷺ کی تجلی سے مخلوق فرمایا اب یہاں یہ اعتراض نہیں پیدا ہوسکتا کہ تم نے اللہ یا رسول کے نور کی توہین کی ہے اس لیے کہ اس میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی ہیں کافر بھی ہیں منافق بھی ہیں یہ اعتراض ختم ہوگیا کیونکہ یہ تمام برائیاں اللہ اور رسول کی طرف منسوب نہیں ہوتیں بلکہ انکا وجود ان برائیوں کا ظہور ان برائیوں کا پیدا ہونا یہ کسب سے متعلق ہے کرنے سے متعلق ہے تو جنہوں نے وہ کسب کیا وہ برے قرار پائے اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کسی کو برا کر کے پیدا نہیں کیا اللہ نے پیدا کرنے میں کوئی برائی نہیں کی وہ ہر برائی سے پاک ہے وہ ہر برائی سے پاک ہے ہر عیب سے پاک ہے اس لیے ہم کہیں گے اللہ تعالیٰ کے نور کا ظہور اول نور محمدی ہے اور نور محمدی کا ظہور یہ ساری کائنات ہے۔ مسئلہ مشکل نہیں آسان ہوگیا یہ کسی صاحب نے پوچھا کہ آپ کہتے ہیں **اول ما خلق اللہ نوری** حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا حالانکہ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے ترمذی شریف میں بھی ہے **اول ما خلق اللہ القلم** کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا تو اب ہم کیا کہیں نور محمدی پہلے ہوا یا

قلم پہلے پیدا ہوا؟ میں عرض کروں گا کہ صرف قلم کو پہلے پیدا کرنے والی حدیث ہی نہیں ہے اور بھی حدیثیں ہیں ایک حدیث میں آتا ہے **اول ما خلق اللہ نوری** اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا ایک حدیث میں آتا ہے **اول ما خلق اللہ القلم** اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا ایک حدیث میں آتا ہے **اول ما خلق اللہ اللوح** اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے لوح کو پیدا کیا ایک حدیث میں آتا ہے **اول ما خلق اللہ الروح** اللہ نے سب سے پہلے روح کو پیدا کیا ایک حدیث میں آتا ہے **اول ما خلق اللہ العقل** اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا تو آپ کہیں گے کہ یہ تو اور بھی معاملہ مشکل ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ مسئلہ مشکل نہیں ہوا بلکہ آسان ہو گیا آسان اس لیے ہو گیا کی جب یہ بات طے ہو گئی کہ رب العزت نے اپنے حسن ازل کی ایک تجلی نور محمدی ﷺ کی شکل میں پیدا فرمائی تو اصل تو وہی ہے، اولیت حقیقیہ تو اسی کے لیے ہے اولیت حقیقیہ اسی کے لیے ہے۔ لیکن یاد رکھو اسی نور محمدی کے لے اگر قلم کا لفظ فرما دیا گیا تو وہ قلم استعارہ ہے نوری محمدی ﷺ کے لیے لفظ قلم استعارہ ہے نور محمدی ﷺ کے لیے اگر یہ آیا **اول ما خلق اللہ العرش** اللہ نے سب سے پہلے عرش کو پیدا کیا یہ لفظ عرش بھی استعارہ ہے نور محمدی ﷺ کے لیے اگر یہ آیا **اول ما خلق اللہ القلم** تو لفظ قلم استعارہ ہے نور محمدی ﷺ کے لیے اگر یہ آیا **اول ما خلق اللہ اللوح** سب سے پہلے اللہ نے لوح کو پیدا کیا تو یہ

(مشکوۃ شریف) (ترمذی شریف)

لفظ لوح بھی استعارہ ہے نور محمدی ﷺ کے لیے اگر یہ آیا **اول ما خلق اللہ الروح** سب سے پہلے اللہ نے روح کو پیدا کیا یہ لفظ روح بھی استعارہ ہے نور محمدی ﷺ کے لیے۔ کئی صفات ہیں کئی کمالات ہیں کئی خوبیاں ہیں کئی اوصاف ہیں کسی صفت کے اعتبار سے کوئی لفظ اس کے لیے بولا یا کسی اور صفت کے لحاظ سے کوئی لفظ اس کے لیے تعبیر کر دیا کسی اور کمال کے اعتبار سے کوئی اور لفظ اس کے لیے اطلاق کر دیا چیز ایک ہی ہوتی ہے حقیقت ایک ہی ہوتی ہے اسکو مختلف الفاظ سے تعبیر کرنا یہ دلیل ہے کہ اس میں یہ بھی صفت ہے یہ بھی کمال ہے یہ بھی خوبی ہے مثال نہیں دیتا مسئلہ سمجھاتا ہوں ایک انسان ہے مثلاً اس کا نام عبدالرحمٰن ہے اب وہ عبدالرحمٰن اپنے باپ کا بیٹا ہے اور اپنے بیٹے کا باپ ہے تو اگر بیٹا اسکو ابا کہے تو بھی ٹھیک ہے اور اگر اسکا باپ اسکو بیٹا کہے تو بھی ٹھیک ہے یہ بیٹا بھی ہے اور باپ بھی یہ اپنے بھائی کا بھائی ہے اور اپنے دوست کا دوست ہے یہ بھائی بھی ہے دوست بھی ہے اپنی بیوی کا خاوند ہے اور اپنے سسر کا داماد ہے تو یہ داماد بھی ہے خاوند بھی ہے پھر اپنی اولاد کی جب شادی کرے گا تو سسر ہو گا اور جب کسی کی بیٹی کو بیاہ کر یہ لایا تو اسکا داماد ہو گا یہ داماد بھی ہے سسر بھی ہے یہ بھائی بھی ہے دوست بھی ہے بیٹا بھی ہے باپ بھی ہے جب یہ پڑھنے جائیگا تو شاگرد ہے جب کسی کو پڑھائے گا تو استاد ہے جب خود کسی کے ہاتھ پر بیعت کریگا تو یہ مرید ہے اور جب کوئی اس کے ہاتھ پر بیعت کریگا تو یہ پیر بھی ہے اگر یہ معالج اور ڈاکٹر ہے تو کسی مریض کا علاج کریگا تو یہ ڈاکٹر اور

حکیم ہے اور اگر یہ خود مریض ہو کر علاج کے لیے کسی معالج کے پاس جائے تو مریض بھی ہے اگر یہ اپنی دوکان پر بیٹھا ہے تو دوکاندار ہے اور کسی دوکان پر جا کر سودے لیگا تو یہ گاہک بھی ہے دوکاندار بھی ہے مرید بھی ہے استاد بھی ہے شاگرد بھی ہے بھائی بھی ہے، بیٹا بھی ہے باپ بھی ہے، ہے تو یہ ہے ایک، مگر مختلف جہات سے مختلف ناموں سے تعبیر کیا گیا جب حضور ﷺ کی نورانیت کا اظہار فرمایا تو **اول ماخلق اللہ نوری** سے تعبیر فرمایا۔

محبوب ﷺ لیتے وقت تو لوح ہے دیتے وقت تو قلم ہے

جب حضور کی عظمت کا لحاظ فرمایا عظمت کی بلندی کا تو **ورفعنا لك ذكرك** سے تعبیر فرمایا تو اسی نور محمدی ﷺ کو عرش بھی فرمایا۔ **اول ما خلق اللہ العرش** جب اسکی صفت عقل کا اظہار فرمایا تو اسی نور محمدی کو عقل سے تعبیر فرمادیا اور پھر جب اسی نور محمدی کو اللہ نے دو صفتیں دیں ایک قوت افعال ہے اور ایک قوت انفعال ہے قوت افعال کے معنی ہیں اثر کرنا انفعال کے معنی ہیں کسی کے اثر کو قبول کرنا قلم جب تختی پر کاغذ پر لکھتا ہے تو اپنا اثر دیتا ہے نقش دیتا ہے حرف دیتا ہے تختی اور کاغذ اس نقش کو قبول کرتے ہیں تو جب یہ اللہ کی بارگاہ میں اللہ کی لوح بنکر حاضر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا اسکو قبول کیا۔ **فاوحی الی عبدہ ما اوحی** بارگاہ الوہیت میں حاضر ہوئے تو اللہ نے جو کچھ دیا اسکو قبول کیا۔ بارگاہ الوہیت میں حاضر ہیں تو عبدیت کی لوح بن گئے

(سورۃ الم نشرح آیت 4) (سورۃ نجم آیت 10)

اول ما خلق اللہ اللوح۔ بندوں میں آئے تو **یا ایھا النبی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك** فرمایا میرے محبوب جب تو میری بارگاہ میں حاضر ہوگا تو جو میں دوں گا وہ تو لے گا اور جب تو میرے بندوں کے پاس جائیگا تو جو تو دے گا میرے بندے لیں گے لیتے وقت تو لوح ہے، دیتے وقت تو قلم ہے اور میرے محبوب ﷺ تو تو اپنی عقل کیساتھ موصوف ہے جب اسکا اعتبار ہوگا تو اے محبوب ﷺ تو عقل کل ہے تو ساری کائنات کی عقل تیری عقل کے سامنے ذرہ کی مقدار بھی نہیں ہے۔ **اول ما خلق اللہ الروح** میرے محبوب روح کی شان یہ ہے کہ جسم کی حیات روح سے وابستہ ہوتی ہے ٹھیک ہے؟ میرے محبوب ﷺ تو وہ ہے کہ ساری کائنات کی حیات تیرے دامن میں ہے ساری کائنات کی حیات تیرے دامن سے وابستہ ہے اے محبوب ﷺ جب تیری صفت حیات کا اعتبار فرماتے ہیں تو تجھے لفظ روح سے تعبیر فرماتے ہیں اسی لئے فرمایا **اول ما خلق اللہ الروح**۔ وہ روح کائنات ہیں اس لیے وہ سب سے اول ہوئے سارے عالم میں وہ سب سے بلند و بالا ہیں اس لیے عرش کی عظمت نے انہیں جھک کر سلام کیا عقل و خرد کا مرکز وہی ہیں اس لیے انکو عقل بھی فرمایا اللہ سے لینے والے ہیں اس لیے لوح فرمایا کائنات کو دینے والے ہیں اسلئے قلم بھی فرمایا۔

کوئی چیز حکمت الٰہی کے خلاف نہیں

عزیزان محترم کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ساری کائنات اللہ کے حسن و جمال کا مظہر ہے اللہ کی شانوں کا ظہور ہے اللہ ہے اور اللہ کی شانیں ہیں اور اللہ کی شانوں کا ظہور ہے اسکے سوا کائنات میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ حقیقت جس پر واضح ہوگئی جسکی آنکھ کھل گئی تو اس نے اس حقیقت کو پا لیا اللہ کی قسم وہ کامل ہوگیا نور بصیرت اسکو نصیب ہوگیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا **من شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ** اللہ فرماتا ہے ہم جس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتے ہیں وہ اپنے رب کیطرف سے ایک نور عظیم پر ہوتا ہے اور جب وہ نور عظیم اسکو نصیب ہوجاتا ہے تو پھر حقائق کائنات کی کوئی چیز اس پر مخفی نہیں رہتی یہ الگ بات ہے کہ عبدیت کے تقاضے اپنے مقام پر رہتے ہیں اور وہ اپنے اپنے مقام پر پورے ہوتے ہیں اللہ جب چاہتا ہے کسی چیز کیطرف اپنے محبوب ﷺ کو متوجہ فرما دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اپنے محبوب ﷺ کی توجہ کو ہٹا دیتا ہے یہ اللہ کی حکمتوں کے تقاضے ہیں لوگ کسی چیز کو جبکہ اللہ حضور کی توجہ اسطرف مبذول نہ کرائے اور کسی چیز سے حضور ﷺ کی توجہ کو ہٹائے تو لوگ اسکو لاعلمی سے تعبیر کردیتے ہیں ارے یہ لاعلمی نہیں ہے بلکہ یہ عدم التفات ہے اور اگر یہ نہ ہو تو اللہ کی حکمتیں پوری نہیں ہوسکتیں اللہ کی حکمتیں پوری نہیں ہوسکتیں اس لیے میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جسکو نور عظیم عطا فرمایا اس پر حقائق کائنات کا انکشاف ہوگیا اور وہ انکشاف اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کیساتھ ہوتا ہے کیونکہ کوئی چیز حکمت الٰہی کے خلاف نہیں ہوسکتی اللہ حکیم ہے اسکا ہر

(سورۃ زمر آیت 22)

کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے یہ بات اپنے ذہن میں رکھ لیں۔

جو میرے محبوب ﷺ تک پہنچ گیا وہ مجھ تک پہنچ گیا

اور آخر میں اتنی بات عرض کردوں کہ بات یہ ہے اگر یہ بات نہ ہو تو پھر حقائق کائنات کو نہ اللہ کی توحید کی دلیل بنایا جاسکتا ہے نہ اللہ کی معرفت کی نشانی قرار دیا جاسکتا ہے کائنات کا ہر ذرہ اللہ کی معرفت کی دلیل فقط اس لیے ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ اس خالق کائنات کی شانوں کا ظہور ہے اور اسکا ظہور جو مرکز اول ہے وہ نور محمدی ہے اور نور محمدی کا ظہور اللہ کی ذات سے ہے جزو ہوکر نہیں بلکہ جلوہ ہوکر ہے یہ تو ایک مختصر بات تھی جو میں نے کہہ دی اور آخر میں یہ ایک بات کہتا ہوں کہ۔ میرے دوستو یہی وجہ سے کہ ہمارا تعلق اولیاء کرام سے وابستہ ہے اور اولیاء کرام کے اندر بھی مراتب ہیں اولیاء کے اندر بھی بہت سے مراتب ہیں غوث ہیں اغواث ہیں اقطاب ہیں ابدال ہیں نجباء ہیں نقباء ہیں اور کئی ایسے ہیں جن سے براہ راست ہمارا تعلق ہوسکتا ہے مرید اپنے پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے یہ کیا ہے؟ یہ اسکا براہ راست تعلق ہوتا ہے۔ اسکا تعلق پھر آگے چلتا ہے یہاں تک کہ وہ تعلق منتہٰی ہوتا ہے بارگاہ نبوت میں اور جب بارگاہ نبوت میں وہ تعلق منتہٰی ہوتا ہے تو پھر بارگاہ نبوت کے بعد پھر شروع ہوتا ہے معاملہ بارگاہ الوہیت کے قرب کا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ تک جسے پہنچنا نصیب ہوگیا بس وہ مطمئن ہوجائے جو میرے محبوب تک پہنچ گیا سمجھ لو کر وہ مجھ تک پہنچ گیا **ان الذین یبایعونک انما یبایعون**

(سورۃ فتح آیت 10)

اللہ اللہ کی بارگاہ تک اسکی رسائی ہوگئی۔

خدا کے سواء کسی کو سجدہ جائز نہیں

عزیزان محترم ہم تو اولیاء کرام کیساتھ اپنے روابط کو اسی لئے اپنے لئے سعادت کا موجب سمجھتے ہیں اور یہ روابط ہمیں آگے پہنچاتے ہیں بارہ گاہ نبوت تک پہنچاتے ہیں اگر اولیاء سے رابطہ نہ ہو نبوت کی بارہ گاہ تک پہنچنا محال جو نبی تک نا پہنچا وہ خدا تک پہنچ نہیں سکتا یہ ملتان تو بلدۃ الاولیاء ہے اولیاء کا شہر ہے خوش نصیب ہیں وہ لوگ ملتان کی سرزمین میں رہ کر حضرات اولیاء کرام سے حسن اعتقاد رکھتے ہیں اور انکی نسبتوں کے حامل ہیں آج اس دور میں بہت پریشانیاں ہمارے سامنے آرہی ہیں کوئی کہتا ہے یہ قبے گرادو کوئی کہتا ہے یہ قبریں گرادو کوئی کہتا ہے بند کردو مزارات پر جانا کوئی کہتا ہے یہ شرک ہورہا ہے کوئی کہتا ہے یہ کفر ہورہا ہے کوئی کہتا ہے یہ سجدے ہورہے ہیں حالانکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو سجد جائز نہیں سجدہ عبادت تو اللہ کے علاوہ کسی کے لیے ممکن ہی نہیں اگر کوئی کسی کو سجدہ کریگا تو وہ مشرک اور کافر ہو جائے گا۔ اور سجدہ تعظیم اگر چہ کفر نہیں ہے اگر چہ شرک نہیں ہے مگر ہمارا مذہب ہے کہ سجدہ تعظیمی بھی کسی بزرگ کیلئے کرنا جائز نہیں ہے پہلے جائز تھا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ ہوا اور پھر ابتداء میں حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے فرشتوں سے سجدہ کرایا اب لوگ کہتے ہیں کہ وہ سجدہ انحنا کیساتھ تھا تو انحنا سجدہ میں حکم کے اعتبار سے تو کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ انحنا سے مراد سجدہ نہیں ہے بلکہ انحفا کا مطلب

ہے حد رکوع تک جھکنا تو اگر کسی کے سامنے سجدہ کرنا جائز نہیں تو کسی کے سامنے رکوع کرنا بھی جائز نہیں ہے رکوع اور سجدہ کا تو ایک حکم ہے تو مطلب تھا کہ اگر سجدہ تعظیمی شرک ہوتا تو حضرات آدم علیہ السلام کے لیے نہ کرایا جاتا کیونکہ شرک ہمیشہ شرک ہے، شرک تو کبھی جائز ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک کام پہلے جائز تھا اب ناجائز ہوگیا یہ ہوسکتا ہے لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک کام پہلے جائز تھا اور اب شرک ہوجائے یہ نہیں ہوسکتا شرک ہمیشہ شرک رہیگا اسی لیے میں عرض کروں گا سجدہ تعظیمی اگر چہ ناجائز ہے اولیاء کے لیے کسی بزرگ کے لیے سجدہ تعظیمی ناجائز ہے مگر فقط سجدہ تعظیمی کو شرک کہنا یہ بہت بڑا ظلم ہے اگر اسکو مشرک کہتے ہو تو پھر شرک کو تم نے جائز قرار دیدیا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں اور جو شرک کو کسی زمانہ میں جائز کہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

تعظیم کا انکار کرنے والا شیطان ہے

بہر حال الحمد اللہ ہم مشرک نہیں ہیں ہم تو موحد ہیں اور موحد کے معنی یہ ہیں کہ ایک اللہ کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں اور جہاں تک ہماری توحید کا جو اعتقاد ہے کہ تم ان چیزوں کو بھی وجود میں مستقل تسلیم کرتے ہو درخت بھی زمین بھی آسمان بھی ہے ہم تو کہتے ہیں کہ وجود مستقل کسی کا ہے ہی نہیں ہم تو کہتے ہیں کہ اگر مستقل وجود اگر ہے تو فقط اللہ کا ہے اللہ نے اپنے وجود مستقل کی تجلی نور محمدی ﷺ کی شکل میں ظاہر فرمائی اور نور محمدی ﷺ کی

تجلیات سے تمام عالم وجود میں آ گیا اس لیے الحمد للہ ہمارا اعتقاد بالکل واضح ہے روشن ہے اگر کوئی حضور ﷺ کو نور کہنا شرک سمجھتا ہے تو وہ بھی قرآن کے خلاف جا رہا ہے اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ معاذ اللہ ان حضرات کے لیے تم جو یہ عقیدہ رکھتے ہو یہ شرک ہے وہ بھی قران کے خلاف جا رہا ہے کیونکہ ابھی میں نے آپکو بتایا کہ انبیاء کی تعظیم ہوئی حضرت آدم کی تعظیم ہوئی اور سجدہ کی صورت میں ہوئی اگر چہ آج سجدہ جائز نہیں کسی ولی کے لیے مگر تعظیم ہوئی سجدے کی شکل میں تو میں عرض کر رہا تھا کہ اولیاء کی تعظیم ہمارا ایمان ہے انبیاء کی تعظیم ہمارا ایمان ہے اور جس نے سب سے پہلے تعظیم کا انکار کیا وہ شیطان ہے اور اس نے انکار کی وجہ سے اسکا نتیجہ پالیا اور دنیا کو معلوم ہو گیا اللہ نے فرمایا کہ اے شیطان میں نے جب تجھے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کر تو تو نے کیوں نہیں کیا تو اس نے صاف کہہ دیا **انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین** (سورۃ ص) اللہ کے خلیفہ سے اللہ کے نبی سے اپنے آپکو بہتر کہنا اور اسکے مقابلہ میں تکبر و غرور کی راہ اختیار کرنا یہ اللہ کے نبی کی توہین ہے اللہ کے نبی کی تنقیص ہے اللہ کے نبی کی تنقیص کفر ہے اللہ نے فرمایا **فخرج منها فانك رجيم ان عليك لعنتي الى يوم الدين** اللہ کے ولیوں کی تعظیم اللہ کے محبوبوں کی تعظیم اور اللہ کی عبادت یہ ہمارا بنیادی عقیدہ ہے اور ہم ساری کائنات کو اللہ ہی کے حسن الوہیت کی جلوہ گاہ سمجھتے ہیں اور ہم اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ کی پرستش کرو اللہ کے سامنے جھکو اللہ کو مانو اللہ کے احکام پر چلو اللہ کی

(سورۃ ص آیت 76)

عبادت کرو اور تم سب اپنے آپکو اس بات پر مستقیم کر لو کہ اللہ ہی ہے اللہ ہی ہے مستقل وجود اللہ کے سوا کسی کا نہیں ہے کائنات میں جو کچھ ہے اللہ کی تجلیات کا ظہور ہے نور محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ عزیزانِ محترم میں نے یہ چند کلمات عرض کر دیئے ہیں اگر چہ میں اس وقت ان کلمات کے کہنے کے قابل نہ تھا لیکن آپکی محبت نے کہلوائے میں دعا کروں گا اللہ جل جلالہ و عم نوالہ قبول فرمائے۔ **و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین**

باب نمبر 6

علم غیب و اختیارات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بیہقی عصر رئیس المحققین غزالئی زماں رازی ء دوراں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ نے یہ خطاب دلنواز سالانہ جلسہ دستار فضیلت و عرس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر دار العلوم امجدیہ کراچی پاکستان میں ہزاروں لوگوں کے اجتماع سے فرمایا۔

دھنک — صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن
به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات
اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له
و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان
سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا
ومولانا و ملجانا وماونا محمد عبده و رسوله اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم
ما كان الله ليذر المومنين علٰى ما انتم عليه حتٰى
يميز الخبيث من الطيب و ما كان الله ليطلعكم على
الغيب ولٰكن الله يجتبى من رسله من يشاء صدق الله
العظيم و صدق رسوله النبى الكريم الامين و نحن علٰى
ذالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب
العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون على النبى يا ايها الذين
اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰى سيدنا
ومولانا محمد وعلٰى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك
وسلم وصل عليه۔

(سورۃ آل عمران آیت 179)

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری دامت برکاتہم العالیہ حضرت قبلہ
مفتی ظفر علی صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ حضرت علامہ مفتی وقار الدین صاحب
دامت برکاتہم العالیہ جمیع علماء اہلسنت و برادران ملت فقیر درحقیقت اس قابل نہیں کہ اس
نوعیت کیساتھ مدعو فرما کر ممبر پر بیٹھنے کا شرف عطا فرمایا جائے یہ ان حضرات کا کام ہے اور
ان حضرت کی بے پایاں میرے ساتھ اسقدر نوازشیں عنایتیں مہربانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان
حضرات علماء اہل سنت کو زندہ وسلامت رکھے حضرت شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ
ازہری کو اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ صحت عاجلہ عطا فرمائے اور دارالعلوم امجدیہ انکے فیوض و
برکات کو جاری رکھے مجھے حکم ہوا سعادت سمجھ کر حاضر ہوا اور اس قابل نہیں ہوں محض
اظہار عقیدت کیلئے چند کلمات عرض کروں گا اللہ تعالیٰ کلمۃ الحق کہنے کی توفیق عطا فرمائے
یہاں اس موقع پر دو تقریبیں ہوتی ہیں اصل تقریب تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
عرس مبارک کی ہوتی ہے اور اس عرس مبارک کے موقع پر دارالعلوم امجدیہ کے فارغ
التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی تقریب بھی ہوتی ہے اور یہ دونوں تقریبیں مل کر بڑی عظمت و
اہمیت کی حامل ہو جاتی ہیں اور اسی اہمیت اور عظمت کے پیش نظر یہ حضرات فقیر کو دعوت
دیتے ہیں اور فقیر حاضر ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ خوش نصیب
ہیں وہ لوگ جنہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت وعقیدت اور نسبت
حاصل ہوئی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مقدسہ اپنے دور میں ظلمت اور تاریکیوں

کیلئے ایک نور تھی اور اس نور نے تاریکیوں کو روشن کر دیا جن لوگوں نے گمراہی پھیلا کر
مسلمانوں کے اعتقادات کو تباہ کر دیا تھا اور بارگاہ الوہیت اور بارگاہ رسالت میں کھلی
گستاخیاں کیں تھیں اگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود
گرامی نہ ہوتا تو شاید آج ہم بھی اہل سنت کے مذہب اور عقائد سے ناآشنا ہوتے اعلیٰ
حضرت رضی اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل سے جدا فرمایا اور یہی ایک امتیازی شان تھی میں
سمجھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کا مظہر اتم تھے۔

مسلمان اہانت رسول ﷺ کو برداشت نہیں کر سکتا

عزیزان محترم یہی وہ بات ہے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان
فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایمان والو اللہ تمہیں اس حال پر نہیں چھوڑے گا جس حال پر تم
اب ہو وہ حال کیا ہے منافق اور مومن آپس میں ملے ہوئے ہیں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ منافق
کون ہے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ مومن کون ہے اگر چہ منافق دینی قلبی بیماری کیوجہ سے
وہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں لیکن ان پر نفاق کا جو حکم ہے وہ قطعی طور پر کوئی لگا نہیں سکتا اور
قطعیت کے ساتھ کوئی کہہ نہیں سکتا کہ یہ منافق ہی ہے، مسلمانوں میں رہتے ہیں نمازیں
بھی پڑھتے ہیں مسجدیں بھی بناتے ہیں اور انکی شکل وصورت بھی مسلمانوں جیسی ہے جہاد
میں بھی شریک ہوجاتے ہیں سب کام کرتے ہیں لیکن ان کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا

بغض ہے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ سے عناد ہے۔ نفاق ہے۔ اور وہ مسلمانوں
کیساتھ ملے ہوئے ہیں ایمان والوں کو اس بات سے بڑی تکلیف تھی کہ ان کا نفاق جب
ظاہر ہوتا تھا تو ان کے منافق ہونیکا حکم لگانا یہ ہمارا کام تو نہ تھا اور کوئی حکم قطعی منافقوں
کے بارے میں جب تک اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اور رسول اکرم ﷺ کی طرف سے
قطعی حکم نہ لگے اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ امتیاز قائم نہ ہو اس وقت تک ہمارے لئے
بڑی مشکل تھی اور آج بھی یہی صورت حال ہے آج بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ
دل میں بغض وعناد رکھتے ہیں اور ایک عرصہ تک وہ اہل سنت اور اہل محبت کے لبادہ میں
لوگوں کے سامنے وہ رہتے ہیں جب وقت آتا ہے کھل جاتے ہیں اور پھر حقیقت ظاہر ہو
جاتی ہے تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہی صورت حال تھی مسلمانوں کی اور ان کو بڑی تکلیف
ہوتی تھی کہ جب کسی منافق سے رسول اکرم تاجدار مدنی ﷺ کی عظمت کے خلاف کسی
بات کا اظہار ہوتا تھا تو مومن تڑپ جاتا تھا کیونکہ مسلمان ہر تکلیف کو برداشت کر لیتا ہے
مگر حضور ﷺ کی شان میں کسی اہانت والی بات کو مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تو
مسلمان بہت پریشان تھے۔

ایمان وکفر حس اور ادراک سے بالاتر ہیں

اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا ایمان والو اللہ تمہیں اس حال پر نہیں چھوڑے گا کہ
مومن منافق ایک دوسرے کے ساتھ ملے رہیں اللہ ضرور ایسا وقت لائیگا کہ

حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خبیث کو طیب سے جدا کر دے گا خبیث منافق ہیں طیب مومن ہیں اللہ تعالیٰ خبیثوں کو جدا کر دے گا اور طیبین کو جدا کر دے گا مومنوں کو الگ کر دے گا منافقوں کو الگ کر دیگا نفاق کے معنی ہی یہی ہیں کہ دل میں جو کفر رکھتا ہے اور اسلام کو ظاہر کرتا ہے۔ وہی تو منافق ہے تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس حال میں نہیں چھوڑے گا اللہ ضرور ایسا وقت لائیگا کہ مومنوں کو جدا کر دے گا اور منافقوں کو جدا کر دیگا اب منافق کا جدا کرنا جبھی ہوگا کہ جب اسکے دل کا کفر ظاہر ہو اور ان پر قطعی حکم لگے کہ ان کے دل میں کفر ہے اور یہ قطعی منافق ہیں یہ تو غیب کی بات ہے اور غیب کی بات تو ہر شخص کو معلوم نہیں ہو سکتی تو کس طرح مومن منافقوں سے جدا ہوں گے تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے ایمان بھی دل میں ہے اور کفر بھی ایمان اور کفر یہ دونوں غیب ہی کی چیزیں ہیں اور لوگوں کو محسوس نہیں ہوتیں اور لوگوں کو معلوم نہیں ہوتیں حس اور ادراک سے بالاتر ہیں یہ ٹھیک ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ دونوں چیزیں اگرچہ غیب سے متعلق ہیں مومن کا ایمان بھی قلب میں ہے اور منافق کا نفاق بھی قلب میں ہے اور جو چیز قلب کے اندر چھپی ہوئی ہے وہ غیب ہے اور ہر شخص غیب جان نہیں سکتا مومن اور منافق جدا کیسے ہونگے تو اللہ فرماتا ہے کہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ تم میں سے ہر ایک کو غیب کی اطلاع دیدے اور ہر ایک شخص غیب جان لے اور غیب علم سے معلوم کر کے فلاں کے

دل میں کفر ہے اور وہ منافق ہے اور فلاں کے دل میں ایمان ہے اور وہ قطعی مومن ہے یہ غیب کا علم اللہ ہر ایک کو نہیں دیا کرتا۔

قطعی علم غیب صرف رسل علیہم السلام کو دیا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے اور قانون قدرت یہ ہے کہ **ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب** اللہ تمہیں غیب پر مطلع نہیں فرماتا **ولکن اللہ یجتبی** غیب کا علم دینے کیلئے اللہ تعالیٰ رسولوں کو چن لیتا ہے رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے رسول غیب کے علم سے یہ قطعی حکم لگاتے ہیں کہ یہ مومن ہے یہ منافق ہے رسول غیب کے علم سے کیونکہ رسول کا علم غیب بھی قطعی ہوتا ہے، وہ علم غیب تو اولیاء کرام کو بھی ہوتا ہے، مگر وہ علم غیب قطعی نہیں ہوتا وہ علم غیب ظنی ہوتا ہے قطعی علم غیب خاصہ ہے رسالت کا صرف رسول کو قطعی علم غیب دیا جاتا ہے، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر فرمایا کہ (ری چیک) اللہ تعالیٰ غیب قطعی پر سوائے رسول کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور غیب قطعی صرف رسول کو ملتا ہے رسول کو جو غیب اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ قطعی ہے قطعی ہے قطعی ہے اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جو غیب کی باتیں معلوم ہوتی ہیں وہ ظنی ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں رسول کو غیب کا علم دیتا ہوں اور رسول میرے دیئے ہوئے غیب کے علم سے دیکھتے ہیں کہ فلاں کے دل میں ایمان ہے اور فلاں کے دل میں کفر ونفاق ہے وہ قطعی حکم لگاتے ہیں کہ یہ مومن ہے یہ منافق ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک جمعہ کے دن جبکہ تمام لوگ جمع تھے اس میں

مومن بھی بیٹھے ہوئے تھے اور منافق بھی تھے کیونکہ نمازیں پڑھنے کیلئے منافق بھی آتے
تھے اور منافق تو نماز کا زیادہ اہتمام کرتے تھے اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ہماری پردہ
پوشی ہوسکتی ہے تو نماز ہی کے دامن میں ہوسکتی ہے تو انہیں گھسٹ کر بھی آنا پڑتا تو آکر گر
مسجد میں مسلمانوں کے سامنے نماز پڑھتے تھے جمعہ کا دن تھا مومن بھی تھے منافقین بھی تھے
سب ملے ہوئے تھے منافق کے ساتھ مومن بھی بیٹھا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا
فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو وعدہ فرماتا ہے اس کے خلاف نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ
اللہ تعالیٰ مومنوں کو جدا کردے گا اور منافقوں کو جدا کردیگا پاکوں کو جدا کردے گا ناپاکوں
کو جدا کردیگا اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا یہ وعدہ تو وہی پورا کرسکتا ہے کہ جو علم غیب کی
صفت سے متصف ہو۔

(300) سے زیادہ منافق مسجد سے باہر نکالے گئے

اب ہر ایک کو تو غیب کا علم نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا غیب کا علم تو میں رسل علیہم السلام کو دیتا
ہوں رسول میرے دیئے ہوئے غیب سے جانتا ہے کہ فلاں کے دل میں ایمان ہے اور
فلاں کے دل میں کفر ونفاق ہے تو رسول قطعی حکم لگاتا ہے مومن کا یہ مومن ہے اور رسول
قطعی حکم لگاتا ہے نفاق کا کہ یہ منافق ہے، حضور سرور عالم ﷺ کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے
اپنے اس وعدہ کو پورا فرمایا اور حضور ﷺ نے جمعہ کے دن ممبر پر جلوہ گر ہوکر فرمایا
اخرج یا فلان فانک منافق، اذھب یا فلان فانک نافق،

قم یا فلان فانک منافق اے فلاں تو کھڑا ہوجا تو منافق ہے اے فلاں تو نکل
جا تو منافق ہے اے فلاں تو چلا جا تو منافق ہے۔ ایک ایک منافق کو اللہ کے پیارے
حبیب ﷺ نے نام لے لیکر حضور ﷺ نے منافقوں کو جدا فرمایا اور منافقین کو مسجد
سے نکالتے رہے تین سو سے زیادہ منافق اس دن مسجد سے باہر نکالے گئے سیدنا فاروق
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس دن نماز جمعہ میں حاضر ہونے میں اتفاقاً کچھ تاخیر ہوگئی
جب آپ مسجد کے قریب پہنچے تو جماعت کی جماعت نکل رہی تھی وہ نکالے ہوئے تھے
ناں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سمجھے کہ کہیں نماز ختم تو نہیں ہوگئی کیونکہ لوگ مسجد سے باہر آ
رہے ہیں جب اندر آ کر دیکھا تو منظر ہی اور تھا سرکار دو عالم ﷺ مومنوں کو جدا فرما
رہے تھے منافقوں کو جدا فرمارہے تھے اور نام لے لیکر حضور ﷺ منافقوں کو نکال رہے
تھے۔

عزیزان محترم: میں آپ کو بتادینا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو جدا کرلیا اپنے
حبیب ﷺ کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو پورا کیا اور یہ غیب کے علم کے بغیر ہو نہیں سکتا
غیب کا علم اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا اطلاع علی الغیب اپنے حبیب ﷺ کو عطا
فرمائی اور اس اطلاع علی الغیب سے اس پورے غیب سے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ
نے منافقوں کو الگ کیا اور مومنوں کو الگ کیا منافق الگ ہوگئے مومن الگ ہوگئے
منافقوں کو حضور ﷺ نے نکال دیا نام لے لیکر حضور ﷺ نے کھڑا کردیا فرمایا تو کھڑا

ہو جا تو نکل جا، تو چلا جا، تو منافق ہے، تو منافق ہے تین سو سے زیادہ منافقین کی تعداد اسی
دن مسجد نبوی شریف سے باہر ہوئی۔

لوگ لفظ علم غیب سے بہت چڑتے ہیں

عزیزان محترم ایک بات عرض کروں آپ سے بات یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک تو
خبیث کا طیب سے جدا ہونا اور ایک اس طیب کو خبیث سے جدا کرنے کیلئے علم غیب سے
متصف ہونا جب تک غیب کا علم نہ ہو تو پتہ ہی نہیں چل سکتا کہ اس کے دل میں خبث ہے یا
اس کے دل میں طیب ہے، ایمان ہے یا کفر ہے یا ایمان ہے یا نفاق ہے تو جب تک کہ
رسول کیلئے غیب کا علم آپ نہیں مانیں گے؟ اطلاع علی الغیب نہیں مانیں گے؟ لوگ لفظ علم
غیب سے بہت چڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اطلاع علی الغیب کہہ لو علم غیب اللہ تعالیٰ کا
خاصہ ہے مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا خاصہ تو وہ علم غیب ذاتی ہے ہم اللہ
کے سواء کسی کیلئے علم غیب ذاتی نہیں مانتے اور جس کیلئے ہم علم عیب دلائل شرعیہ کی روشنی
میں تسلیم کرتے ہیں وہ عطائی ہے اللہ کی عطا سے ہے یہ اللہ کی شان ہے کہ وہ ازلی ہے
ابدی ہے واجب الوجود ہے اور اس کی صفات ازلی میں اور اس کی صفات ابدی ہیں اللہ
تعالیٰ جل جلالہ کی ذات مقدسہ ان صفات سے متصف ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی امر
حادث اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو سکے اللہ تعالیٰ کسی امر حادث سے متصف ہو سکے۔

حضرت خضر علیہ السلام وہ رجل مقدس تھے

بہر حال میں یہ بتا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ رسولوں علیہ السلام کو غیب کا علم عطا فرماتا
ہے اور رسولوں علیہ السلام کے غیب کے علم کو غیب کا علم کہنا یہ میں نہیں کہہ رہا میں وضاحت
کیساتھ کہنا چاہتا ہوں اگر کوئی صاحب مجھ سے حوالہ پوچھیں گے انشاء اللہ میں دوں گا
سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرمایا **کان
رجلا کان ای الخضر کان رجلا یعلم علم الغیب** (تفسیر ابن
جریر) حضرت خضر علیہ السلام وہ رجل مقدس تھے جو غیب کا علم جانتے تھے یہ قول ہے
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اور یہ سند کے ساتھ موجود ہے تفسیر ابن جریر کے
اندر موجود ہے اور میں عرض کر رہا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کا جو واقعہ
ہے اس ضمن میں یہ علامہ ابن جریر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کی یہ حدیث نقل فرمائی وہ فرماتے ہیں کہ **کان رجلا یعلم علم
الغیب** حضرت خضر علیہ السلام وہ رجل مقدس تھے کہ جو غیب کا علم جانتے تھے اور اگر یہ
لفظ علم غیب سے چڑھ ہے اور اسی پر ان کے کفر و شرک کے فتوے جاری ہوتے ہیں تو یہ
فتویٰ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما پر لگاؤ نعوذ باللہ حیرت کا مقام ہے اور سمجھ میں
نہیں آتا کہ اہل سنت کے وہ عقائد جو کتاب و سنت کی وضاحت کے ساتھ ثابت ہیں اور
آفتاب کیطرح ان کی صداقت چمک رہی ہے، یہ لوگ معلوم نہیں کہاں جا رہے ہیں اور
ان عقائد کو معاذ اللہ کفر و شرک و بدعت سے تعبیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہم کو

(تفسیر ابن جریر)

بچائے۔

علماء کا تعامل بہت بڑی چیز ہے

یہ عجیب بات ہے کہ ایک شخص نے انگوٹھا چومنے کی بات نکالی تو میں نے کہا بھئی بات یہ ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہے اور حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اذان میں میرا نام سن کر انگوٹھے چومے تو جنت میں میں اس کے لئے قائد ہوں گا اب لوگوں نے کہا کہ بھئی یہ حدیث تو ضعیف ہے کسی نے موضوع ہی کہہ دیا اب جتنے منہ اتنی باتیں، تو ضعیف کہہ دو موضوع کہہ دو کچھ کہہ دو لیکن یہ آپ کو بتادوں علماء محدثین نے یہ طے کر دیا ہے کہ اگر کسی حدیث کو ہم موضوع کہیں تو اس کا موضوع ہونا قطعی اور یقینی نہیں ہے ہم نے اس سند کی بناء پر کہا ہے جو سند ہمارے سامنے ہے ہوسکتا ہے **الکذوب قد یصدق** جھوٹا آدمی بھی سچی بات بھی کہہ دیتا ہے تو جن روات پر کذب کا اتہام ہے یا وضع کا اتہام ہے ہوسکتا ہے انہوں نے سچی بات کہہ دی ہو اس لئے کوئی حدیث موضوع ہو یا کوئی حدیث ضعیف ہو تو اس کو قطعاً یقیناً ضعیف اور موضوع نہیں کہہ سکتے یہاں تک کہ جس حدیث پر صحت کا حکم لگایا اور محدثین نے کہا کہ **ھذا حدیث صحیح** فرماتے ہیں اس صحت پر بھی ہم یقینی اور قطعی صحت کا حکم نہیں لگا سکتے کہ یہ حدیث جو ہے وہ قطعاً صحیح ہے اس لئے کہ جس طرح جھوٹا سچی بات کہہ سکتا ہے سچا قصداً نہ سہی وہ بغیر قصد کے جھوٹی بات بھی اس کی زبان پر جاری ہوسکتی ہے خلاف واقعہ بات بھی اس کی زبان پر جاری ہوسکتی

ہے تو سچے آدمی سے بغیر قصد کے جھوٹی بات بھی ادا ہوسکتی ہے اور جھوٹا سچی بات بھی کہہ سکتا ہے اس لئے اگر کسی حدیث پر صحت کا حکم ہے وہ بھی قطعی اور یقینی نہیں ہے اور اگر کسی حدیث پر وضع یا ضعیف کا حکم ہے وہ بھی قطعی اور یقینی نہیں ہے اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی حدیث کے صحیح اور ضعیف ہونیکا فیصلہ محض سند اور روات کی بنیاد پر مت کرو بلکہ علماء کے تعامل کو دیکھو اور علماء امت کے مسلک کو دیکھو علماء امت کے مسلک کے مطابق اگر کوئی حدیث پائی جاتی ہے تو اگر اس کی سند ضعیف بھی دیکھتے ہو تو علماء امت کا جو تعامل ہے اور علماء امت کا جو عمل ہے اس عمل کی بنا پر اس کو بے اصل مت کہو اس لئے کہ علماء کا تعامل بہت بڑی چیز ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تقبیل ابہامین کیا

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ دیکھو بھائی تم لوگ گردن کا مسح کرتے ہو کوئی دیو بندی ہو، سنی ہو وضو میں گردن کا مسح کرتا ہے یا نہیں کرتا؟ کرتا ہے۔ میں نے کہا مسح رقبہ کے بارے میں کوئی ایسی حدیث مجھے دکھاؤ کہ جس پر محدثین نے صحت کا حکم لگایا ہو اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ حدیث جس کی بنیاد پر ہم وضو میں گردن کا مسح کرتے ہیں وہ حدیث یہ ہے **مسح الرقبة امان من الغل** گردن کا جو مسح ہے وہ قیامت کے دن اس گردن کیلئے طوق لعنت سے امان کا سبب ہوگا قیامت کے دن اس کی گردن لعنت کے طوق سے امن میں رہے گی یہ حدیث ہے ملا علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امام نووی

رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ حدیث موضوع ہے فلاں نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے فلاں نے
کہا کہ یہ حدیث قابل عمل نہیں ہے حجت نہیں ہے امام ملاعلی قاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ حق یہ ہے کہ نہ تو یہ حدیث موضوع ہے نہ یہ حدیث ایسی ہے کہ جس کو بالاتفاق متروک
اور ناقابل عمل ناقابل اعتداد قرار دیا جا سکے، غلط ہے امام ملاعلی قاری فرماتے ہیں کہ
مسح الرقبة امان من الغل یہ حدیث حق ہے یہ ضعیف ہے فرماتے ہیں
ضعاف کا حکم جو ہے وہ فضائل اعمال میں تو صحاح کا حکم ہے جیسے صحیح حدیث قابل قبول ہے
اسی طرح فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی قابل قبول ہے ضعیف حدیث فضائل اعمال
میں اگر وارد ہو تو وہ بمنزلہ صحیح کے ہے تو امام ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چونکہ
اس کا تعلق فضائل اعمال سے ہے تو اگرچہ ضعیف ہے مگر قابل عمل ہے لہٰذا ہم ضعیف
حدیث پر عمل کرتے ہیں اور گردن کا مسح کرتے ہیں اس لئے کہ ضعیف جو ہے فضائل اعمال
میں قابل قبول ہے اور اب میں ایک عرض کرتا ہوں کہ کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ
حدیث **مسح الرقبه امان من الغل** صحیح ہے اس کا حسن ہونا بھی کوئی ثابت
نہیں کر سکتا لوگوں نے موضوع تو کہا چلو موضوع کا انکار کیا احناف نے میں بھی کہتا ہوں
موضوع نہیں ہے لیکن ضعیف ہونے میں سب کا اتفاق ہے اگر تقبیل ابہامین کی حدیث پر
اس لئے عمل نہیں کیا جاتا کہ وہ ضعیف ہے تو مسح الرقبہ کی حدیث پر بھی عمل نہیں ہونا چاہیے
کیونکہ وہ بھی ضعیف ہے اور یہ آپ کو بتادوں یہاں تو حدیث موقوف مؤید ہے حدیث

مرفوع کی کیونکہ ضعف کا حکم حدیث مرفوع پر لگایا محدثین نے اور حدیث موقوف پر نہیں
لگایا ہے چنانچہ ملاعلی قاری نے فرمایا کہ **اذا ثبت رفعه الى الصديق**
فيكفى للعمل جب انگوٹھے چومنے کی حدیث حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک
پہنچ گئی تو ثابت ہو گیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تقبیل ابہامین کیا حضور ﷺ کا نام
سن کر تو ہمارے عمل کرنے کیلئے کافی ہے حدیث مرفوع ضعیف بھی ہو تو ہوا کرے حدیث
موقوف تو ثابت ہے تو حدیث موقوف سے تائید ہوتی ہے انگوٹھے چومنے والی حدیث کی
لیکن **مسح الرقبه امان من الغل** یہ وہ ضعیف حدیث ہے کہ جس کی تائید میں
آپ کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے جیسے میں تقبیل ابہامین کی حدیث میں صدیق اکبر رضی
اللہ عنہ کی حدیث موقوف متعین پیش کر رہا ہوں۔

قیامت تک کوئی دلیل نہیں لا سکتے میرا چیلنج ہے

بہر حال میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ انگوٹھے چومنے کا انکار کرنے والو جس بناء پر حدیث
مرفوع ضعیف ہے اگر انگوٹھے چومنا اس بنا پر تم ترک کہتے ہو تو مسح الرقبہ کو بھی ترک کر دو
گردن کا مسح بھی نہ کیا کرو وضو میں، یہ تو ان لوگوں کو کہوں گا کہ جو حنفیت کا دعویٰ کر کے اور
پھر تقبیل ابہامین کی حدیث کو ضعیف کہہ کر لوگوں کو روکتے ہیں کہ تقبیل ابہامین جو ہے وہ
جائز نہیں۔ بہر نوع جائز نہ ہونا یہ تو بہت بڑا حکم ہے اس کے لئے تو بہت بڑی دلیل کی
ضرورت ہے اور وہ قیامت تک اس کے لیئے کوئی دلیل نہیں لا سکتے کہ یہ تقبیل ابہامین جو

ہے وہ ناجائز ہے جواز کیلئے حدیث مرفوع اگرچہ ضعیف ہے مگر دلیل موجود ہے اور جواز
کیلئے حدیث موقوف دلیل موجود ہے اور جواز کیلئے ہمارے فقہا کا کلام موجود ہے علامہ
شامی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ موجود ہے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا۔ بہرحال یہ
عرض کروں گا کہ جو حنفیت کے مدعی ہیں ان کو تو میں یہ کہوں گا کہ اگر تم تقبیل ابہامین کو
ترک کرتے ہو تو مسح رقبہ کو بھی ترک کردو اور گردن کا مسح بھی کبھی نہ کیا کرو اور اگر گردن کا
مسح کرتے ہو تو پھر تمہیں تقبیل ابہامین کرنی پڑے گی۔

ہم اللہ کے سلام کو نماز میں نقل کرتے ہیں

بہر نوع میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے عقائد و اعمال کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ان پر
ضعف کا حکم لگا کر مذاق اڑاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر
اس ضعیف کے حکم کی بنیاد پر مذاق اڑایا جائے تو خدا کی قسم امت محمدیہ کی اکثریت اس
مذاق سے زخم کھا جائیگی جیسے علامہ ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا کہ بے شمار
ضعیف حدیثیں ہیں اور ان حدیثوں کو بیان کیا جاتا ہے **وعلیہ وعلیہ وعلیہ
العمل اکثر حدیث وعلیہ العمل اکثر حدیث اکثر
حدیث وعلیہ العمل اکثر العلماء** اکثر علماء کا عمل اس حدیث ضعیف
کے مطابق ہے اکثر علماء کا عمل یہی حدیث ہے اور میں پوچھتا ہوں جب **السلام
علیك ایھا النبی** تم نماز میں پڑھتے ہو تو اس کو حکایت پر محمول کرنے کیلئے ایک

حدیث بیان کرتے ہیں غیر مقلد وہ کہتے ہیں معراج کی رات جب حضور ﷺ اللہ کی
بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ نے فرمایا آپ کیا تحفہ لائے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا
التحیات لله والصلوات والطیبات تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **السلام
علیك ایھا النبی** ارے **السلام علیك ایھا النبی** یہ تو اللہ تعالیٰ نے
معراج کی رات فرمایا تھا ہم تو اسی کی حکایت کرتے ہیں نقل کرتے ہیں اللہ نے **السلام
علیك ایھا النبی** فرمایا ہم اللہ کے سلام کو نماز میں نقل کرتے ہیں بس اتنی سی بات
ہے۔

قیامت تک کوئی اس حدیث کی سند نہیں لاسکتا

لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی دیوبندی مسلک کا شخص ہو یا غیر مقلد ہو اس حدیث کی
سند لائے اس حدیث کی کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے یہ فرمایا کہ
السلام علیك ایھا النبی اور قیامت تک کوئی اس حدیث کی سند نہیں لاسکتا اگر تم
ایک غیر ثابت اور بے سند روایت کی بنا پر **السلام علیك ایھا النبی** کو تم
حکایت پر محمول کرتے ہو اور کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے معراج میں **السلام علیك
ایھا النبی** کہا تھا تو ہم بھی کہہ دیتے ہیں یہ تو اللہ کے سلام کی حکایت ہے اس حکایت
کے ثبوت میں جس روایت کا تم حوالہ دیتے ہو وہ بالکل بے سند روایت ہے اس کی کوئی
سند موجود ہی نہیں ہے تو تم اگر بے سندی روایت پر **السلام علیك ایھا النبی**

(مسلم شریف)

کو حکایت پر محمول کرتے ہو اور انشاء کا انکار کرتے ہو تو پھر کیا مذاق ہے ہماری حدیث کو بھی تم تقبیل ابہامین کیلئے تسلیم نہیں کرتے، ارے تم تو کوئی ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کر سکتے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی **السلام علیک ایھا النبی** فرمایا تھا اس کی سند ہی نہیں ہے بے سند روایت ہے۔

بہرنوع میں آپ کو بتا رہا تھا غیر مقلدین **السلام علیک ایھا النبی** میں حکایت کے اعتقاد کو ترک کر دیں کیونکہ جو روایت مستدل بھی ہے وہ بالکل غیر ثابت ہے اور دیوبندی وضو میں مسح رقبہ کو گردن کے مسح کو ترک کر دیں لیکن وہ اپنے موقف پر قائم ہیں حدیث صحیح نہ وہاں ہے نہ یہاں ہے اور یہ ہے تقبیل ابہامین کیلئے حدیث مرفوع بھی موجود ہے اور حدیث موقوف بھی موجود ہے اور فقہا کا کلام بھی موجود ہے۔

مناظرہ ختم اب میرا تیرا مباہلہ ہے

عزیزان محترم مجھے یاد آیا ایک مرتبہ ایک مولانا تھے لغوی قسم کی میرے ساتھ بات چیت ہوئی کہنے لگے رسول کو تم کیا سمجھتے ہو میں نے کہا میں رسول کو رسول سمجھتا ہوں پھر کہا رسول سمجھتے ہو تو ان کے اختیارات کیسے میں نے کہا بھائی اللہ ہم کو اختیار دے تو ثابت ہے اگر رسول کو اختیار دے تو وہ ثابت نہیں اللہ نے بندوں کو اختیار دیئے ہیں ثابت ہے یا نہیں؟ تو جب اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو اختیار عطا فرماتا ہے تو اسکا انکار تم کس بناء پر کر سکتے ہو تو وہ کہنے لگا کہ رسول کو تو کوئی اختیار نہیں اور جو شخص رسول کا اختیار سمجھتا ہے وہ مشرک

ہے یہاں تک کہ رسول کو اپنے علم کے بارے میں کہ کسی بات کو رسول جان لے یہ بھی اختیار نہیں استغفر اللہ بات تو بڑی طویل تھی میں نے ان سے کہا کہ بھئی یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے جب رسول کو علم دیدیا اب تم کو کونسی گنجائش رہ گئی انکار کی اللہ نے علم دیدیا **وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما** اللہ نے فرمادیا **ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء** اللہ تو پسندیدہ رسولوں کو علم غیب دیتا ہے اب تم کو کیا اعتراض ہے، جب اللہ نے دیدیا کہنے لگا نہیں بات یہ ہے کہ رسول کو اگر کوئی علم دیا بھی ہے تو وہ علم اسی حد تک محدود ہے تم اس کو حد سے بے حد کر دیتے ہو یہ تم رسول کیلئے الوہیت ثابت کرتے ہو اور تم نے علم غیب رسول کیلئے ثابت کر کے اپنے حنفی ہونیکا بھی انکار کر دیا میں نے کہا کیسے کہنے لگا دیکھو یہ ہماری شرح فقہ اکبر کے اندر موجود ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں **وعلموا ان الانبیاء** سن لو تمہیں جان لینا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے ہاں اللہ ان کو کبھی کبھی کوئی بات بتا دیتا ہے کبھی کبھی یہ نہیں کہ اللہ نے ان کو علم دیدیا جو چاہیں جان لیں یہ بات غلط ہے جو اللہ نے کبھی کبھی بتا دیا اچھا میں نے کہا بھائی احیان تو حین کی جمع ہے اور حین کے معنی ہیں وقت کے میں تجھے بتاؤں کہ ایک وقت میں اللہ نے کتنا علم دیا ایک وقت میں باقی اوقات کا حساب تو خود لگا لینا میں نے کہا یہ حدیث دارمی شریف میں بھی ہے اور یہ حدیث ترمذی شریف میں بھی ہے اور یہ حدیث مشکوۃ شریف میں بھی ہے صاحب مشکوۃ نے اس کو ترمذی سے نقل کیا اور دارمی

(سورۃ نساء آیت 113)(ترمذی شریف)(مشکوۃ شریف)(دارمی شریف)

نے بھی اس حدیث کو نقل کیا حضور تاجدار مدنی ﷺ فرماتے ہیں کہ **رائیت ربی عزوجل فی المنام باحسن صورة فقال یامحمدفی ما یختصم الملاء الاعلٰی قلت لاادری فیما قالھاثلٰثاقال فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردانامله بین تدی فعملت مافی السمٰوٰت والارض وفی روایة فتجلی لی کل شئی وعرفت وتلك فکذلك نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین** یہ ترمذی شریف اور دارمی شریف دونوں میں یہ حدیث موجود ہے میں آپ سے سچ کہتا ہوں خدا کے گھر میں ممبر پر بیٹھا ہوں اس نے ترمذی شریف میرے آگے پھینکی معاذ اللہ اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے تو نکال کر دکھا دو صاحب مشکوٰۃ پر مجھے اعتماد نہیں ہے، میں نے ترمذی شریف جو کھولی خدا کی شان سرکار ﷺ نے خصوصی کرم فرمایا ترمذی شریف جو میں نے کھولی تو مجھے سورۃ ص کی تفسیر میں یہ حدیث مجھے نظر آئی۔

آنکھ والا تیرے جلوے کا نظارہ دیکھے

اور دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

میں نے کہا دیکھ تو یہ حدیث ہے میں نے کہا اب مناظرہ ختم ہو گیا اب میرا تیرا مباہلہ ہے اگر میں حق پر ہوں تو اللہ تعالیٰ میری زندگی میں تجھ کو عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دے

اور اگر تو حق پر ہے تو تیری زندگی میں مجھے اللہ عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دے اس نے آمین کہا میں نے کہا مباہلہ ہو گیا الحمد للہ میں وہیں بیٹھا ہوں اور وہ مر گیا۔ یہ تو ایک حین کا علم ہے۔ کہتا ہے انبیاء غیب جانتے ہی نہیں انبیاء کی غیب دانی کا عقیدہ تو حنفیوں کے نزدیک اس شخص کا کفر قرار پایا جو یہ کہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں انبیاء علیہم السلام تو غیب نہیں جانتے میں نے کہا کہ کافر اس کو قرار دیا ہے جو یہ کہے اللہ کے بتائے بغیر بمقتضائے ذات ذاتی طور پر خود بخود جانتے ہیں اس کو کافر قرار دیا ہے اور جو یہ کہے کہ اللہ کے بتانے سے جانتے ہیں وہ تو خود **الاما اعلمه الله احیانا** میں موجود ہے **الاما اعلمه الله** وہ جو نہیں جانتے مگر جب اللہ ان کو بتا دے تو کہتا ہے وہ تو احیانا میں نے کہا احیان تو حین کی جمع ہے ایک حین میں سرکار ﷺ کو اللہ نے اتنا دیا کہ سرکار ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا خواب میں اور اس شان میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کیا میرے مولا جب تک تو نہ بتائے تیرے بغیر بتائے میں نہیں جانتا اللہ تعالیٰ نے دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک دونوں چھاتیوں سینے مبارک میں محسوس فرمائی نتیجہ یہ ہوا **فعلمت مافی السمٰوٰت والارض** جو کچھ زمین و آسمان میں تھا سب جان لیا زمین و آسمان میں جو تھا سب کچھ میں نے جان لیا میں نے کہا یہ ایک حین کا علم ہے اب بتا احیان

کا کتنا ہو گا احیان تو جمع ہے ناں ، جمع ہے یا نہیں ہے؟ تو ایک حین کا علم تو اتنا ہے کہ **فعلمت مافی السمٰوٰت والارض وفی روائیة فتجلٰی لی کل شیء عرفت** ہر چیز کو میں نے پہچان لیا ہر چیز میرے لئے روشن ہوگئی صرف روشن نہیں بلکہ میں نے پہچان لیا یہ تو ایک حین کا علم ہے اب احیان کا تو ہی بتا کیا عالم ہوگا۔

انک لتھدی الیٰ صراط مستقیم کے معنی اور مفہوم

اے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز اللہ تعالیٰ تمام علماء امت کی طرف سے تمام اہل سنت کی طرف سے اور میرے آقا ﷺ کی ساری امت کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے اسلام کی راہوں کو ہمارے لیئے روشن کر دیا پھر لطف کی بات ہے کہ یہ کیسے ظالم ہیں کہتے ہیں تم رسول کیلئے اختیار ثابت کرتے ہو ارے قرآن کہتا ہے **انک لاتھدی من احببت** اے رسول تم جسے چاہو ہدایت کردو یہ نہیں ہوسکتا جسے چاہو ہدایت کردو یہ ممکن نہیں ہے **انک لاتھدی** بے شک ان حرف تحقیق ہے اے رسول ﷺ آپ ہدایت نہیں کر سکتے جسے چاہیں ہدایت کرنا تو اللہ کا کام ہے رسول تو ہدایت تک نہیں کر سکتے ہدایت کا بھی اختیار نہیں ہے۔ قرآن تو یہ کہتا ہے اور تم کہتے ہو کہ مختار کل ہیں اور قران کہتا ہے **انک لاتھدی** اب بتاؤ تم خود کہو کہ قرآن تمہارے اعتقاد کے کیسے پرخچے اڑاتا ہے۔

میں نے کہا کہ تجھے **انک لاتھدی** تو یاد رہا **انک لتھدی الیٰ صراط**

(سورۃ شوریٰ 52)

مستقیم کو جو تو بھول گیا **انک لتھدی الیٰ صراط مستقیم** میرے محبوب ﷺ صراط مستقیم کی طرف آپ ہی تو ہدایت فرماتے ہیں اب آپ کہیں گے کہ بھئی قرآن میں تعرض ہو گیا نہیں نہیں ہمارے مشائخ اہلسنت کا مذہب ہے سب اہل علم بیٹھے ہیں مشائخ اہل سنت کا مسلک ہے کہ ہدایت کے ایک معنی ہیں حقیقت شرعیہ ایک معنی ہیں حقیقت لغویہ یا عرفیہ حقیقت شرعیہ لسان شرع کتاب وسنت میں جب لفظ وارد ہو گا تو اس کے حقیقی معنی کیا ہوں گے حقیقی معنی ہوں گے خلق اھتدی یہ حقیقت شرعیہ ہے اور جس آیت میں جس حدیث میں اس خلق ہدایت کے علاوہ کوئی اور معنی وارد ہوں تو وہ مجاز شرعی ہو گا حقیقت لغویہ ہو گا حقیقت عرفیہ ہو گا اور حقیقت شرعی ہدایت کے معنی خلق اھتدی کے ہیں تو میں نے کہا اسی آیت کریمہ کو مشائخ اہل سنت نے اپنی دلیل قرار دیا علماء کہتے ہیں ہدایت کے معنی ہیں بیان الطریق الصواب اور یہ اراۃ الطریق اور ایصال الی المطلوب یہ تو سب معتزلہ کی اصطلاحات ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علماء اہلسنت کا جو مذہب ہے وہ یہ ہے ایک ہے وہ مذہب جو ان سے روایت کیا گیا اور ایک وہ ہے جو لوگوں کے درمیان ۔۔ ہے تو جو ان کا مذہب مشائخ سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ ہدایت کے معنی حقیقی شرعی خلق اھتدی کی ہیں اور ہدایت کے معنی حقیقی لغوی یا عرفی وہ یہ ہیں **الدلالة الٰی مایوصل الی المطلوب** ایسی چیز کی طرف رہنمائی کر دینا جو مطلوب تک پہنچا دینے والی ہو **الدلالة الٰی مایوصل الی المطلوب** یہ ہدایت کے معنی

(سورۃ شوریٰ 52)

لغوی ہیں عرفی ہیں اور ہدایت کے شرعی معنی خلق اھتدیٰ کے ہیں اور قرآن میں دونوں معنی میں لفظ ہدایت وارد ہے **انك لتهدى الٰى صراط مستقيم** (سورۃ شوریٰ) یہ مجاز شرعی حقیقت لغویہ ہے اور **انك لاتهدى** یہ حقیقت شرعیہ اور مجاز لغویہ ہے معنی کیا ہیں معنی یہ ہیں **انك لاتهدى** اے میرے محبوب ﷺ آپ خلق اھتدیٰ نہیں کرتے آپ اھتدیٰ کے معنی جانتے ہیں ہدایت یافتہ ہونا ہدایت پانے کی صفت پیدا کرنا میرے محبوب آپ کا کام نہیں ہے کیونکہ خالق آپ نہیں ہیں خالق میں ہوں ہدایت یافتہ ہونیکی صفت پیدا کرنا ہدایت قبول کرنیکا مادہ پیدا کرنا ہدایت قبول کرنیکی استعداد پیدا کرنا پیارے یہ میرا کام ہے خالق میں ہوں آپ خالق نہیں ہیں **انك لاتهدى** کے معنی ہیں **انك لن تخلق الاهتداء لمن احببت** میرے محبوب ﷺ آپ اپنی حب کے مطابق یہ مشیت کی بات نہیں حب کا ترجمہ مشیت بھی غلط ہے اللہ تعالیٰ تو خود اپنی حب کے مطابق ہدایت نہیں فرماتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو ہر ایک کا ایمان ہی محبوب ہے کیونکہ کفر تو اس کو محبوب نہیں یہ تو مشیت سے متعلق ہے مشیت اور حب میں تو فرق ہے اس کو تو لوگ سمجھتے نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ نہیں فرمایا **انك لاتهدى لمن تشاء** بلکہ **انك لاتهدى من احببت** فرمایا اے میرے محبوب ﷺ حب کے مطابق اھتدیٰ کا خلق ہدایت یافتہ ہونیکی صفت کا پیدا کرنا میرے پیارے آپ کا منصب نہیں یہ میرا کام ہے خالق میں ہوں اور جس کیلئے میں نے وصف اھتدیٰ کو پیدا

کر دیا اسے ہدایت پر چلانا یہ آپ کا کام ہے **انك لاتهدى الٰى صراط مستقيم** کے یہی معنی ہیں کہ میرے محبوب ﷺ جس کیلئے میں نے خلق اھتدیٰ فرما دیا ہدایت یافتہ ہونے کی صفت اور ہدایت قبول کرنے کی استعداد جس کے لئے میں نے پیدا فرما دی اس کو ہدایت پر چلانا پیارے یہ آپ کا کام ہے اور ہدایت یافتہ ہونیکی استعداد کا پیدا کرنا یہ میرا کام ہے اور اس کے اندر بھی بڑی حکمت ہے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی طاقت عطا فرماتا ہے کہ وہ پرندے کی شکل بنائیں اور اس میں پھونک ماریں اور وہ پرندہ ہو جائے یہ ٹھیک نبی اکرم ﷺ بھی اگر پھونک مارتے کوئی کافر ہدایت پر آ جاتا ہو سکتا تھا کوئی محال نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ جن کیلئے میرے علم میں ہدایت ہے ہی نہیں ان کے لئے تو میں بھی ہدایت پیدا نہیں کرتا جن کے لئے میرے علم میں ہدایت نہیں ہے میں جانتا ہوں ازل سے کہ ابوجہل ہدایت پر نہیں آئیگا ابولہب ہدایت پر نہیں آئیگا اور عبداللہ ابن ابی بن سلول یہ ہدایت پر نہیں آئیگا یہ منافقین مشرکین کفار جو کفر پر مرے اور قیامت تک مریں گے میرا علم ہے ہدایت پر نہیں آئیں گے تو جو میرے نزدیک ہدایت پر نہیں آئیں گے ان کے لئے تو میں نے بھی اھتدیٰ کو پیدا نہیں کیا اور میرے پیارے تو آپ کیسے کریں گے جب آپ نہیں کرینگے تو کچھ لوگ آپ پر اعتراض کریں گے کہ خلق اھتدیٰ آپ کا کام تھا تو آپ ﷺ نے خلق اھتدیٰ کیوں نہ فرمایا میرے پیارے لوگ آپ پر اعتراض کریں

گے میں تو آپ کو محل اعتراض نہیں بناتا اس لئے فرمایا کہ خلق اھتدیٰ کا کام میرا ہے یہ
منصب میرا ہے اور یہ منصب کہ جس کے لئے میں نے خلق اھتدیٰ فرمادیا اب اس کو
ہدایت پر چلانا ہدایت کی راہوں پر لے جانا یہ آپ کا کام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب
ﷺ کو معترضین کے اعتراض سے بچایا مگر پھر بھی یہ بات ہے اللہ تعالیٰ ان کے شر سے
بچائے۔

اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمادی

بہرنوع میں یہ عرض کر رہا تھا اور آپ کو بتا رہا تھا کہ رسول اکرم تاجدار مدنی ﷺ کی
شان عبدیت اور شان رسالت دونوں پر ہمارا ایمان ہے ارے عبدیت کا تقاضہ یہ ہے کہ
وہ ذاتی اختیار کچھ نہ رکھیں اور رسالت اور محبوبیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ ان کو ہر اختیار عطا
فرمائے ہر اختیار اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے قرآن میں ارشاد فرمایا **انا اعطینٰک
الکوثر** ہم نے سب کچھ آپ کو دے دیا خیر کثیر آپ کو دی اور کوثر کے معنی ہیں
الکوثر الخیر الکثیر الخیر کلہ الکوثر خیر الدنیا والاخرہ کل
خیر میں نے آپ کو دیدی دنیا کی خیر آپ کو دیدی آخرت کی خیر آپ کو دیدی میرے
محبوب ﷺ کل خیر آپ کے دامن میں رکھدی بتاؤ کونسی چیز رہ گئی **انا اعطینٰک
الکوثر** میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حق کو
باطل سے جدا کر دیا اور بتادیا کہ تم ہم پر جن بنیادوں پر اعتراض کرتے ہوارے وہ تو

(سورۃ کوثر 1)

استقلال ذاتی کی بنیادیں ہیں ہم تصرف استقلال ذاتی کی بنیاد پر نہیں مانتے ہم علم غیب
ذاتی نہیں مانتے ہم کوئی وصف ذاتی نہیں مانتے ہم کہتے ہیں علم دیا ہے۔تو اللہ نے دیا
تصرف واختیار دیا ہے تو اللہ نے دیا ہے۔ان کے توریزے ریزے ہوگئے ان کے اجزاء
منتشر ہوگئے ان کے اندر نہ حیات ہے نہ سمع نہ بصر ہے کوئی چیز بھی نہیں ہے وہاں تم کیا لیتے
ہو جا کر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی اچھی بات فرمائی وہ میں بھی کہتا ہوں۔۔۔
یہاں ایک کتاب نکلی ہے کراچی میں اور اس کا نام ہے معارف القرآن خیر اس کے اندر
ایسی لغو باتیں لغویات ہیں کہ کوئی اہل علم اس کو پڑھ نہیں سکتا میں نے اس پر بہت شدید
مواخذات کئے ہیں الحمد للہ علیٰ احسانہ بتایا ہے کہ علم کے پردے میں کیسا کیسا جہل اور
ہدایت کے پردے میں کیسا کیسا ضلال امت مسلمہ کے سامنے رکھا گیا۔

علم وعمل کی قوت ہونا یہی تو حیات ہے

بہرنوع اس نے یہ لکھا کہ حیات تو جب ہو کہ جب جسم سالم ہو اور جب جسم کے ٹکڑے
ٹکڑے ہوگئے جسم کے اجزاء متفرق ہوگئے جسم کے اجزاء الگ الگ ہوگئے تو پھر جسم میں
حیات کہاں سے آئی؟ امام رازی رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں اس کا جواب دیا اور فرمایا
کہ جسم کے اندر حیات ہونے کیلئے اجزاء جسم کا سالم ہونا اور مجتمع ہونا بالکل شرط نہیں ہے ہو
سکتا ہے کہ اجزاء جسم متفرق ہو جائیں ہو سکتا ہے کہ جسم کے اجزاء سالم نہ رہیں اجزا منتشر
ہو جائیں متفرق ہو جائیں پھر بھی جسم کے اجزاء میں حیات ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے امام

رازی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اور دلیل دی انہوں نے فرمایا جب ابراہیم علیہ السلام کو
اللہ نے فرمایا **ثم ادعھن یاتینک سعیا** یہ پرندے جن کو ذبح کر کے اور ان کا
قیمہ کر کے چار پہاڑوں پر الگ الگ کر کے رکھا ہے اللہ فرماتا ہے **ثم ادعھن** پھر انکو
پکاریئے آپ جب پکاریں گے تو کیا ہوگا **یاتینک سعیا** یہ پرندے دوڑتے ہوئے
آپ کے پاس چلے آئیں گے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ
ثم ادعھن یاتینک سعیا کتنی روشن دلیل ہے ان پرندوں کے اجزاء بالکل
قیمہ قیمہ ہو گئے اور پھر بھی ان کے اندر یہ استعداد موجود ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی پکار کو سن سکتے ہیں اور ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ استعداد رکھی ہوئی ہے کہ وہ دوڑ کر آ
سکتے ہیں تو پتہ چلا کہ علم کی قوت بھی ان میں ہے اور عمل کی قوت بھی ان میں ہے اور علم وعمل
کی قوت ہونا یہی تو حیات ہے لہٰذا یہ کہنا اجزاء جسم متفرق ہو جائیں تو ان میں حیات ہو ہی
نہیں سکتی اور میں نے اس پر ایک امر مستزاد کیا اور میں نے یہ کہا کہ جسم کے اجزاء متفرق ہو
جائیں تو اس سے حیات کی نفی لازم نہیں آتی اور اگر جسم پر اجزاء صحیح سالم ہوں تو اس سے
حیات کا ثبوت لازم نہیں آتا آپ نے دیکھ لیا کہ **ثم ادعھن یاتینک سعیا**
پرندوں کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ٹکڑے
ٹکڑے ہو گئے مگر ان کے اندر ابراہیم علیہ السلام کی پکار سننے کی طاقت اور استعداد موجود
ہے اور دوڑ کر آنے کی استعداد بھی موجود ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **ثم**

(سورۃ بقرہ 260)

ادعھن یاتینک سعیا یہ بھی سمجھ میں آ گیا میں پوچھتا ہوں فرعون کی لاش کو اللہ
تعالیٰ نے فرمایا **الیوم ننجیک ببدنک لتکون** (سورۃ یونس) اے فرعون
آج ہم تیرے بدن کے ساتھ تجھکو نجات دینگے تاکہ اپنے پچھلوں کیلئے نشان ہو جائے اور
یہ فرعون کا جسم سالم رہا کہ نہیں رہا؟ سالم رہا فرعون کے جسم کو زندہ مانتے ہیں آپ؟ ارے
فرعون کا جسم زندہ تھا ارے فرعون کا جسم تو زندہ نہیں تھا مرنے کے بعد جب دریائے نیل
کے اندر وہ غرق ہو گیا اپنے لشکر کیساتھ تو ایمان سے کہنا کہ فرعون غرق ہو کر مر گیا کہ نہیں مر
گیا اور اس کا جسم مردہ تھا یا نہیں تھا حالانکہ جسم سالم ہے اس کے اعضاء سالم ہیں اس کے
اجزاء مجتمع ہیں مگر بدن کے اندر حیات نہیں ہے اور پرندوں کے اجزاء متفرق ہو گئے مگر جسم
میں حیات موجود ہے تو تفرق اجزاء یہ حیات کی نفی کی دلیل نہیں ہے اور اجزاء کا مجتمع ہونا
یہ بدن کیلئے حیات کا ثبوت نہیں ہے تو اجزاء کے مجتمع ہونے سے حیات کا ثبوت لازم نہیں
آتا اور بدن کے اجزاء متفرق ہونے سے جسم کی حیات کی نفی بھی لازم نہیں آتی یہ امام
رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ہے۔ تفسیر کبیر میں انہوں نے بیان فرمائی۔

ادب کا شاہکار ترجمۃ القرآن کنز الایمان

بہر حال اس قسم کی باتیں، اے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ آپ
کو تمام دنیا کی طرف سے قیامت تک آنیوالے اہل سنت کیطرف سے جزائے خیر عطا
فرمائے آپ نے حق کو حق کر کے دکھایا اور باطل کو باطل کر کے دکھایا اور تمام حقیقتیں

ہمارے سامنے واضح کر دیں اور میں کیا کہوں آپ سے لوگوں نے اعتراض کیا کہ اعلیٰ
حضرت کو ترجمہ قرآن کرنا نہیں آیا؟ کیوں نہیں آیا؟ اس لیئے نہیں آیا کہ انہوں نے سورۃ
فاتحہ کا ترجمہ یوں کیا ہے **ایاک نعبدو ایاک نستعین** ہم تیری ہی عبادت کریں
اور تجھی سے مدد چاہیں، لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں
اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں یہ ترجمہ کیا ہے لوگوں نے لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ترجمہ انشاء کے ساتھ کیا کیونکہ وہ کلمہ دعائیہ فرمارہے ہیں اور دعا تو
خود از قبیل انشاء ہے امام خازن فرماتے ہیں الحمدللہ رب العٰلمین یہ حمد ہے الرحمٰن الرحیم یہ
اللہ کی ثناء ہے مالک یوم الدین یہ اللہ کی تمجید ہے اس حمد وثناء وتمجید کے بعد جب ایاک نعبد
پر پہنچے تو امام خازن رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں کہ من قولہ ایاک نعبد دعاء یہ
خدا کی قسم تفسیر خازن میں موجود ہے اور میں نے اپنے حاشیہ قرآن میں اس کو نقل کیا ہے
میں نے بھی وہی ترجمہ کیا ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے کیونکہ صحیح یہی ہے
خازن نے کہا من قولہ ایک نعبد دعاء الحمدللہ رب العالمین یہ حمد ہے الرحمٰن الرحیم یہ ثناء ہے
اور مالک یوم الدین یہ اللہ کی تمجید ہے اس حمد ثناء تمجید کے بعد ہم کہتے ہیں ایاک نعبد یہ دعا
ہے اور یہ امام خازن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا من قولہ ایاک نعبد دعاء جب ہم ایاک نعبد سے
شروع کرتے ہیں تو دعا یہیں سے شروع ہو جاتی ہے اب بتاؤ دعا کا ترجمہ کیا کرو گے دعا
کا ترجمہ یہی کریں گے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں یہ دعا کا ترجمہ ہوا ظالمو یہ دعا کا

ترجمہ ہوا رے یہ تو خبر ہے من قولہ ایاک نعبد دعاء ایاک نعبد سے دعا شروع ہوگئی جب دعا
شروع ہوگئی تو ترجمہ وہی حق ہے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے ہم تیری ہی
عبادت کریں تجھی سے مدد چاہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی تمام عالم اسلام کیلئے نعمت عظمیٰ ہے

بہر حال اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ کا مقابلہ کون کرسکتا ہے ہم ذرہ خار ہیں
ریزہ خار ہیں ان کے دستر خوان علم کے وہاں سے کوئی ریزہ ہم کو نصیب ہو جائے تو ہم
خوش نصیب ہیں ورنہ بدنصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
علم سے کچھ نہیں حاصل کیا بہر حال اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تمام عالم
اسلام کیلئے دنیائے سنیت کیلئے وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ جس نعمت کا جواب نہیں ہوسکتا اور اس
نعمت کے مقابلے میں کسی نعمت کا معاملہ کھڑا نہیں کر سکتے یہ ان کا فیض ہے کہ ہمیں آج
سنیت نصیب ہے، عقائد اہل سنت اللہ نے ہم کو عطا فرمائے۔

مودودی کی افراط وتفریط

عزیزان محترم لوگوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ کو یہ کہا میں کہتا ہوں کوئی
اعتراض والی بات ہوتو کرو اوران کے ترجمہ کا تو حال یہ ہے (مودودی) نے سورۃ فاتحہ کا
ترجمہ کیا مجھے حیرت ہے تمام اہل علم حضرات ہیں میں تو علماء اہل سنت کا خادم ہوں مگر آپ

بتائیں یہ (مودودی) کا جو ترجمہ ہے نام ان کا ترجمۃ القرآن ہے لکھتا ہے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین غور کرنے کی بات ہے نہ ان لوگوں کا راستہ جو معتوب ہوئے مغضوب کا ترجمہ وہ معتوب کر رہا ہے اس ظالم کو اتنا پتہ نہیں ہے کہ غضب اور عتاب میں کتنا فرق ہے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ غضب دو معنی میں آتا ہے اصل کیا ہے غضب میں اصل کیا ہے؟ لفظ غضب جو ہے وہ اصل میں اس معنی کیلئے وضع ہوا ہے کہ **سوران النفس بارادۃ الانتقام** نفس کا ہیجان کسی سے بدلہ لینے کے ارادے سے، اللہ تو ہیجان سے پاک ہے وہاں تو غایات اور افعال کے اعتبار سے اللہ کی صفات ماخوذ ہوتی ہیں (ری چیک) سے ماخوذ ہوتی نہیں تو ہیجان نفس اور سوران نفس یہ تو اللہ کی شان کے لائق نہیں ہے تو علماء نے یہ لکھا کہ غیر المغضوب کے معنی کیا ہیں یہ وہ لوگ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے انتقام اور عقوبت کا ارادہ متعین ہوا مغضوب علیہم کون ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارادہ انتقام اور ارادہ عقوبت متعلق ہوا اور وہ ہیں مغضوب علیہم ہاں یہ میں مانتا ہوں کہ استعمالات عرب میں لفظ غضب ارادہ انتقام کے بغیر بھی مستعمل ہوا ہے ارادہ انتقام اور ارادہ عقوبت کے بغیر صرف غصہ کے معنی میں یا ناپسندیدگی کے اظہار کے معنی میں یہ لفظ غضب ہے فغضبت فاطمۃ وہاں غضب کے معنی وہ تو نہیں ہے کہ ارادہ انتقام تو نہیں تھا اور بہت سے استعمالات ہیں اور قرآن واحادیث میں اس قسم کے بے شمار استعمالات ہیں وہاں غضب ارادہ انتقام کے معنی میں استعمال نہیں ہوا صرف غصہ کے معنی میں اور

ناپسندیدگی کے معنی میں بس اور کسی معنی میں نہیں لیکن یاد رکھو غیر المغضوب میں مغضوب کا جو لفظ ہے وہ جس لفظ غضب سے ماخوذ ہے وہ، وہ نہیں ہے کہ محض غصہ کے معنی میں ہو وہ وہ نہیں کہ جس میں محض ناپسندیدگی کا اظہار مقصود ہو ہرگز نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ اس لفظ غصہ سے ماخوذ ہے کہ جس میں ارادہ انتقام متعین ہو اور عقوبت کا ارادہ متعین ہو اور مغضوب علیہم وہی ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انتقام کا ارادہ متعلق فرمایا اور جن کے ساتھ عقوبت کا ارادہ متعلق فرمایا وہ فساق ہیں فجار ہیں وہ کفار ہیں وہ مشرکین وہ منافقین ہیں کوئی اللہ کا نیک بندہ اس کے اندر شامل نہیں ہے مغضوب کے معنی میں تو پتہ چلا کہ غضب تو جبھی ہوگا اصل کے اعتبار سے کہ جب ارادہ انتقام اس میں پایا جائے لیکن عتاب کے لفظ کا تو دور کا تعلق بھی نہیں ہے ارادہ انتقام سے لفظ عتاب کا کہیں دور کا بھی تعلق نہیں۔

ارے عتاب تو محبت بھرے خطاب کا نام ہے

لفظ عتاب کو آپ کتب عربیہ میں تلاش کریں لسان العرب میں صاحب لسان العرب نے فرمایا کہ عتاب جو ہے وہ تو محبت بھرا خطاب ہوتا ہے بظاہر وہ ملامت ہوتی ہے مگر ملامت میں محبت کی آمیزش ہوتی ہے اور عتاب کی بنیاد ہی محبت ہے بغیر محبت کے عتاب ہوتا ہی نہیں عتاب اسی پر ہوتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے اور جس سے محبت نہ ہو وہاں عتاب نہیں ہوتا چنانچہ انہوں نے ایک شاعر کا شعر بھی نقل کیا انہوں نے فرمایا۔

اعاتب ذا المودۃ من شدید   اذا ما ارادنی منہ الاجتناب

فرماتے ہیں اعاتب ذالمودۃ من شدید کسی محبت والے دوست سے کبھی میں عتاب کیساتھ بھی پیش آجاتا ہوں اذا ما ارادنی منہ الاجتناب جب مجھے یہ خطرہ ہو کہ یہ مجھ سے اجتناب علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہے پھر لفظ عتاب پر شاعر کہتا ہے

اذا ذھب العتاب فلیس ود   ویبقی الود مابقی العتاب

کہتا ہے کہ جب عتاب نہ ہو تو محبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب تک عتاب باقی ہے محبت باقی ہے جہاں عتاب گیا محبت گئی ارے عتاب تو محبت بھرے خطاب کا نام ہے آپ کو معلوم ہے بخاری ومسلم کی متفق علیہ حدیث ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب کسی نے پوچھا عالم کے بارے میں تو آپ نے فرمایا فعاتبہ اللہ اللہ نے ان پر عتاب فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور یہ حدیث اسی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں حضرت ابی بن کعب سے بخاری میں بھی مسلم میں بھی تو یہ حدیث متفق علیہ حدیث ہے متفق علیہ حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معتوب ہونا ثابت ہوا ارے یہ عتاب تو محبت کا خطاب ہے محبت بھرا خطاب ہے محبت کے ساتھ ایک امر کا محبانہ انداز میں اضلال کے ساتھ ناز محبانہ ناز محبوبانہ کے ساتھ ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے تو میں عرض کر رہا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق میں متفق علیہ حدیث میں عاتبہ اللہ کا لفظ ہے یا نہیں ہے اور پھر میرے آقا ﷺ کا فرمان حضرت

عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں وہ عبس وتولی سورۃ نازل ہوئی تو حدیث میں آتا ہے عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا تو فرمایا مرحبا من عاتبنی فیہ ربی خوش آمدید ہو جس کے بارے میں میرے رب نے مجھے عتاب فرمایا بولو حضور ﷺ نے اپنے بارے میں عتاب کا لفظ ارشاد فرمایا کہ نہیں فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے عتاب کا لفظ متفق حدیث میں آیا کہ نہیں آیا مگر وہ عتاب ہو یا یہ عتاب ہو وہ تو محبت کا خطاب ہے اور محبت کے خطاب کو اور لفظ عتاب کو انتقام کے ارادے سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے تو غضب تو فقط ارادہ انتقام کا نام ہے مغضوب علیہم میں جو غضب کا لفظ ہے وہ تو فقط ارادہ انتقام کے معنی ہیں اور عتاب کا تو وہاں کوئی تعلق ہی نہیں ہے اس ظالم نے مغضوب کا ترجمہ معتوب کر دیا۔

کیا ایسے لوگ ترجمہ کرنے کے اہل ہیں؟

اب اس شخص کو حق ہے قرآن کا ترجمہ کرنے کا پوچھنے کا مقام ہے اور پھر کیا کہوں کسی نے کہا الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ سنیئے کہتا ہے (مودودی) انسان کا خاصہ ہے کہ جب وہ کسی معنی کا مبالغہ اور کسی معنی کی زیادتی ظاہر کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ مبالغہ کا لفظ بولتا ہے اور وہ لفظ استعمال کرنیکے بعد جب وہ محسوس کرتا ہے تو تشنگی رہ گئی تو کمی رہ گئی تو پھر وہ ایک اور مبالغہ کا لفظ اسی معنی میں بولتا ہے جیسے کہ کسی شخص کو کہا جائے کہ فلاں سخی ہے تو اس کی سخاوت کی بہتات ہم ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو ہم نے سخی کا لفظ بول دیا جب ہم نے سوچا کہ ہم نے تو

(بخاری شریف) (مسلم شریف)

اس کی سخاوت کی بہتات کو پوری طرح ظاہر ہی نہیں کیا تو ہم نے داتا بھی لگا دیا تو جیسے سخی کے ساتھ داتا آتا ہے یا ہم نے کسی کیلئے کہا کہ گورا مگر وہ اتنا گورا ہے کہ اس لفظ سے اس کے اس گورے پن کو بیان نہیں کر سکے تو ہم نے کہا گورا چٹا تو چٹے کا لفظ بڑھا دیا تا کہ اس میں جو کمی ہوئی ہے وہ پوری ہو جائے یا کسی کے دراز قد کا ہم ذکر کریں تو ہم نے کہا لمبا ہم نے سوچا او ہو یہ تو اتنا لمبا ہے کہ اس لفظ سے لمبائی تو ظاہر ہی نہیں ہوئی تو ہم نے لمبا کے بعد کہ دیا لمبا تڑنگا تو جس طرح لمبا تڑنگا ہے ویسے الرحمٰن الرحیم ہے یہ لوگ ہیں ترجمہ کرنے کے اہل خدا کے لئے سوچو اور غور کرو ایسے لوگوں کے ہاتھ میں قرآن چلا گیا اور یہ پندرھویں صدی آ گئی کیا مصیبت آ گئی ہمارے لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ **اذا وسد الامر الی غیر اھلہ**۔

مغضوب کا ترجمہ معتوب کر دینا یہ کیسی واہیات بات ہے

میرے دوستو یہ قرآن کی تفسیریں قرآن کے تراجم ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں چلے گئے کہ جو الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ کرتے ہیں یہ ایسے ہیں جیسے لمبا تڑنگا حالانکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ رحمت جو ہے رحمت کا مبالغہ کبھی کمیت کے اعتبار سے ہوتا ہے کبھی کیفیت کے اعتبار سے ہوتا ہے وہ کمیت ایک مستقل معنی ہیں اور کیفیت ایک دوسرے مستقل معنی ہیں تو کبھی الرحمٰن کمیت کیلئے زیادہ فی الکمیت کیلئے استعمال ہوتا ہے کبھی الرحیم زیادہ فی الکیفیت کیلئے استعمال ہوتا ہے اور کبھی اس کا برعکس ہوتا ہے تو مقصد یہ کہ یہ کہتا ہے کہ ایک ہی معنی کیلئے

اس کو پورا کرنے کیلئے ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ بول دیا ایک مبالغہ کے بعد دوسرا بول دیا اسی معنی میں یہ کہنا کہ اسی ایک معنی میں غلط ہے غلط ہے ارے ایک کمیت کا معنی ہے دوسرا کیفیت کا معنی ہے ایک کیفیت کیلئے ہے تو دوسرا کمیت کیلئے اور کمیت و کیفیت دونوں ایک معنی نہیں ہیں یہ تو دونوں مستقل معنی ہیں اس لئے ایک معنی کا لفظ بھی بولنا بالکل غلط ہے اور یہ الرحمٰن الرحیم کی مثال میں جو لمبا تڑنگا کہ دینا یہ کیا عجیب مضحکہ خیز بات ہے اور مغضوب کا ترجمہ معتوب کر دینا یہ کیسی واہیات بات ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آپکو بتا دیا کہ نعاتبہ اللہ یہ بخاری کی اور مسلم کی حدیث موجود ہے سرکار ﷺ فرماتے ہیں مرحبا من عاتبنی فیہ ربی تو سب حضرات کو اس نے معتوب میں شامل کر دیا اس لئے عرض کرتا ہوں کہ غیر المغضوب کے معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں کی راہ پر نہ چلا کہ جس کے ساتھ تیرا ارادہ انتقام متعلق ہوا جس کے ساتھ تیرا ارادہ عقوبت متعلق ہوا خدا کی قسم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی اردہ انتقام متعلق نہیں ہوا وہاں اگر عتاب ہوا ہے تو وہ تو ایک اظہار ناپسندیدگی کے طور پر ہے مگر وہ ایک محبانہ انداز ہے عتاب کا ترجمہ کرتے ہوئے علماء نے اضلال کا لفظ بولا ہے اب بتائیے کہاں اضلال اور کہاں غضب۔

قیامت کے دن آپ دیکھیں گے

بہر نوع اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ اتنا صاف ہے اتنا ستھرا ہے اور اتنا شاندار ہے اور اتنا شاہکار ہے اس کے مقابلے میں کسی کو نہیں لایا جا سکتا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کا ہم پر یہ بڑا احسان ہے اور جن لوگوں نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ پر پابندیاں لگوائیں اللہ تعالیٰ ان پر پابندی لگوائے اور قیامت کے دن آپ دیکھیں گے انشاء اللہ کیا صورت حال ہوگی اور ایک ظالم نے کہہ دیا کہ الحمد للہ رب العلمین کا ترجمہ یہ کر دینا کہ تمام خوبیاں اللہ کیلئے ہیں سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں یہ کافی نہیں ہے کافی کیا ہے الحمد للہ رب العلمین تمام خوبیاں اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں میں جانتا ہوں لام اختصاص کیلئے ہے لیکن آگے اللہ ہی کیلئے ہیں کہہ کر کلمہ حق ارید بھا باطل کلمہ تو حق کا کہا مگر مراد باطل لیا وہ باطل کیا لیا کہ رسول ﷺ کیلئے کوئی حمد نہیں ہے حمد سب اللہ ہی کیلئے ہے جو لوگ رسول کیلئے حمد کے قائل ہیں وہ مشرک ہیں اور الحمد للہ رب العلمین کے وہ منکر ہیں کیونکہ الحمد للہ رب العالمین کے معنی ہیں کہ حمد اللہ ہی کیلئے ہے تو جو رسول کیلئے حمد مانتے ہیں وہ تو اس آیت کے منکر ہیں اور میں پوچھتا ہوں کہ جب حمد ساری اللہ ہی کیلئے ہے اس کا کیا مطلب؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو خوبی دی ہے اللہ نے دی ہے جس کو جو حسن دیا ہے وہ اللہ ہی نے دیا ہے لہٰذا جس کے حسن کی تعریف کرو گے وہ اللہ ہی کی ہوگی جس کے کمال کی تعریف کرو گے وہ اللہ ہی کی ہوگی وہ اس کا ذاتی کمال نہیں ہے وہ اس کی ذاتی خوبی نہیں ہے وہ اس کا ذاتی حسن نہیں ہے، وہ حسن ہے تو اللہ کا دیا ہوا کمال ہے تو اللہ کا دیا ہوا خوبی ہے تو اللہ کی دی ہوئی لہٰذا ہر خوبی اسی کی ہے اور ہر کمال اسی کا ہے اور ہر حمد اسی کی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر چیز اللہ ہی کی طرف متوجہ ہے اور سب کچھ اللہ ہی دیتا ہے اور

کوئی نہیں دے سکتا لیکن جس کو اللہ ہی نے دیدیا میں پوچھتا ہوں آپ سے ایک پھول کو دیکھ کر آپ تعریف کرتے ہیں ایک حسین کو دیکھ کر اس کے حسن کی تعریف کرتے ہیں ایک خوبصورت چیز کو دیکھ کر آپ اس کی تعریف کرتے ہیں ادھر دیکھیں **الحمد لله رب العلمين** کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ چیز کی تعریف آپ نے کی بے شک کی لیکن یہ تعریف حقیقت میں اللہ کی ہے کیونکہ حسن دینے والا اللہ ہے حیرت کا مقام ہے کہ ایک پھول کی تعریف کرو تو وہ اللہ کی حمد قرار پائے اور رسول کی تعریف کرو تو اللہ کی حمد قرار نہ پائے؟ ارے خدا کے بندو پھول کو بھی کمال حسن اور خوبی اللہ نے دیا اگر پھول کو اللہ کی دی ہوئی خوبی اور پھول کے حسن کی بناء پر ہم پھول کی تعریف کریں تو وہ اللہ کی تعریف قرار پائے اور رسول کو جو خدا نے حسن دیا اگر ہم رسول کی حمد کریں تو وہ خدا کی حمد قرار نہ پائے؟

ارے تمام محشر والے اس دن حضور ﷺ کی حمد کریں گے

اور پھر اس حدیث کا کیا جواب دیں گے بخاری شریف میں حدیث موجود ہے **یحمد اھل الجمع کلھم** جب قیامت کا دن ہوگا اور میرے آقا ﷺ مقام محمود پر جلوہ گر ہوں گے اے آقا آپ محمد ہیں ﷺ آپکا اسم گرامی احمد ہے اور آپکا مقام مقام محمود ہے اور حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور جب یہ شان ہوگی تو کیا ہوگا **یحمد اھل الجمع کلھم** اور ایک روایت میں آتا ہے **الاولون**

(بخاری شریف)

والآخـــرون اولین بھی حضور ﷺ کی حمد کریں گے اور آخرین بھی حضور ﷺ کی حمد کریں گے اور یہ بخاری شریف کے لفظ ہیں کہ **یحمداھل الجمع کلھم** ارے کل محشر والے اس دن حضور ﷺ کی حمد کریں گے تو کل محشر والوں میں تو منکر بھی ہوں گے ہوں گے کہ نہیں ہوں گے؟ سب کو حمد کرنی پڑے گی خود وہاں کرے گا مگر آج انکار کر رہا ہے مگر وہ حمد کام نہیں آئے گی آج کی حمد کام آئے گی۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

قیامت میں حضور ﷺ کی حمد کی تو کیا کی آج حضور ﷺ کی حمد کرو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو محمد ﷺ بنایا تو **الحمد للہ رب العلمین** کے قطعاً یہی معنی مگر وہ اس اختصاص کی ٹانگ توڑتا ہے معاذ اللہ توہین رسالت کے نقطے پر کہ بھئی اللہ کی حمد کرو اگر رسول ﷺ کی حمد کرو گے تو مشرک ہو جاؤ گے افسوس صد افسوس ایسے لوگ ترجمہ کرنے والے پیدا ہو گئے اور یہ تفسیریں کرنے والے پیدا ہو گئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ ہی ہمارے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ جو چند کلمات میں نے عرض کیے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے بیمار تھا مگر حاضر ہو گیا ہوائی جہاز بھی بہت لیٹ آیا اور آپ حضرات کی عقیدت ومحبت کی بناء پر یہاں بیٹھا ہوں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

باب نمبر 7

غزوۂ بدر کے اسباب وعلل

غزوۂ بدر کے اسباب وعلل اور حالات وپس منظر کے عنوان پر درس قرآن کی بابرکت محفل میں آپ کے ارشادات عالیہ اور تحقیقی جواہر پارے 14 رمضان المبارک ملتان شریف۔ (خطاب دلنواز) بیہقی عصر غزالی زماں رازی دوراں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ۔

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم ولقد نصركم الله ببدروانتم اذله) صدق الله العظيم و صدق رسوله النبی الكريم الامين و نحن علٰی ذٰالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان اللهٰ وملٰئكة يصلون على النبی يا ايهاالذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰی سيدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه ۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ آج رمضان المبارک کی چودھویں تاریخ ہے اور (غالباً) بدھ کا دن ہے ہم سب روزے سے ہیں اور فجر کی نماز کے بعد درس قرآن کریم میں حاضر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حاضری قبول فرمائے ۔ غزوہ بدر جو ہے

(سورۃ آل عمران آیت 123)

رمضان المبارک میں واقع ہوا۔اور رمضان مبارک کی مناسبت سے میں نے چاہا کہ
غزوہ بدر کے بارے میں کچھ معروضات پیش کروں بدر ایک کنویں کا نام ہے۔جو مدینہ
منورہ سے تقریباً تین منزل کے فاصلہ پر مکہ مکرمہ کی راہ پر واقع ہے۔تو بدر ایک کنویں کا
نام ہے۔اسی کے نام سے وہ جگہ مشہور ہوئی۔صورت حال یہ تھی کہ تیرہ برس تک رسول
اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں اس نوعیت کے ساتھ اللہ کے دین کی تبلیغ فرماتے رہے اس
نوعیت کے ساتھ اللہ کے دین کی تبلیغ پر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ مامور تھے۔کیونکہ
رسول کی کوئی بات امر خداوندی اور اذن الٰہی کے خلاف نہیں ہوتی تو حضور نبی اکرم
ﷺ نے یہ تیرہ برس کا عرصہ جو مکہ مکرمہ میں گزارا اور مسلمانوں کو حضور نبی اکرم ﷺ
نے دین متین کی نعمت سے نوازا انکی صرف تعلیم نہیں بلکہ تربیت بھی فرمائی میں سمجھتا ہوں کی
زندگی کے یہ تیرہ سال جس میں امت مسلمہ کی تعلیم وتربیت فرمائی گئی اپنی نوعیت کے اعتبار
سے ایسے ہی پوری امت مسلمہ کا پیغام اس تیرہ سال کے عرصہ میں تیار ہوتا ہے۔جتنے
اخلاق حسنہ اور جس قدر اللہ کی راہ میں صبر واستقامت کا جذبہ ہے۔وہ اس تیرہ سال کے
اندر پیدا ہوا۔تیرہ سال کے عرصہ میں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے مسلمانوں میں
سے ایک ایک مسلمان کو صبر واستقلال کا ایک پہاڑ بنا دیا تھا۔جو تکلیفیں قریش مکہ اور ان
کے خلفاء نے اس تیرہ سال کے عرصہ میں پہنچائیں رسول اکرم ﷺ نے ان تکلیفوں کو
برداشت فرمایا۔اس کی مثال ہمارے سامنے ہے کیسی کیسی تکلیفیں دیں جب مسلمانوں پر

ظلم وتشدد پر آتے تھے تو ایک مسلمان کا ایک پاؤں اونٹ کے اگلے پاؤں سے باندھ دیا
دوسرا پاؤں اونٹ کے پچھلے پاؤں سے باندھوایا اور اونٹ کو دوڑا دیا۔اب اندازہ
فرمائیں کہ کیا صورت حال پیدا ہوتی ہوگی۔ان تمام تکالیف پر مسلمانوں نے عظیم صبر کیا۔
حقیقت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے تمام کام حکمت سے متعلق ہوتے ہیں۔
قدرت اللہ کی بڑی عظیم صفت ہے۔لیکن حکمت بھی بڑی عجیب چیز ہے۔اگر اللہ کی قدرت
کا تصور کیا جائے۔تو ایک آن کے لیے بھی ذہن یہ تسلیم نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت
معاذ اللہ ایسی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان دشمنوں کے مظالم سے اپنے محبوب ﷺ اور ان کے
متابعین کو بچا نہیں سکتا تھا۔یہ تو تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ اللہ کی قدرت میں کوئی نقص ہو
لیکن اللہ تعالیٰ صرف قدرت کی بناء پر کوئی کام نہیں کرتا بلکہ حکمت کے تقاضوں کو ضرور اللہ
تعالیٰ ملحوظ فرماتا ہے۔کیونکہ وہ قدیر بھی ہے' حکیم بھی ہے، یہ تیرہ سال کے عرصہ میں
مسلمانوں نے جو تکالیف برداشت کیں میں نے مختصر طور پر اسکی حکمت عملی کیطرف تو اشارہ
کر دیا کہ اگر یہ تکلیفیں کافروں کو پہنچانے کا موقعہ نہ ملتا اور مسلمان ان تکالیف کو برداشت
نہ کرتے تو جو تربیت امت مسلمہ کی تیرہ برس کے عرصہ مکہ میں ہوئی ہے۔وہ نہیں ہوتی
صبر واستقلال کا جو جذبہ تیرہ سال کے اندر پیدا ہوا۔وہ مکہ کے اندر پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔
میں صحیح عرض کرتا ہوں کہ جس قدر بھی مکارم اخلاق ہیں اور وہ تمام امور جن پر دینی اور
دنیاوی کامیابی کا دارومدار ہے ان تمام کی بنیادیں اسی تیرہ سال کے عرصہ میں رکھی گئیں

امت مسلمہ بالکل تیار ہوگئی۔ ان تمام مکارم اخلاق کی بلندیوں پر پہنچنے کے لیے جن پر وہ امت مسلمہ پہنچی اور جس کے مناظر آنیوالے زمانے میں دنیا والوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ تیرہ سال کا عرصہ شدید انتہائی مظالم کا عرصہ تھا۔

رسول کریم ﷺ کا کوئی کام حکمت کے منافی نہیں۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی حکمت کے خلاف اللہ کی مشیت اور اذن الٰہی کے خلاف رسول اللہ ﷺ کوئی کام نہیں کرتے صورت حال یہ ہوئی۔ ماہ رمضان کا مہینہ تھا مسلمانوں کو یہ پتہ چلا کہ ابوسفیان جو بعد کو مسلمان ہو گئے ہم انکو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں وہ ساٹھ قریشیوں کا ایک قافلہ مکہ سے لیکر شام پہنچے تھے اور پچاس ہزار دینار کا سامان تھا جو سامان تجارت کہلاتا ہے۔ ان کا قاعدہ یہ تھا کہ مکہ سے اور عرب سے جو چیزیں لیجا سکتے تھے۔ شام کے ملک میں بیچنے کے لیے وہ یہاں سے لے جاتے جو وہاں نہیں ہوتیں یہاں سے لیجا کر نفع کے ساتھ انکو بیچا جا سکتا تھا۔ وہ اجناس یہاں سے لے جاتے تھے اور جو چیزیں یہاں نہیں ہوتی تھیں وہاں ہوتی تھیں وہ وہاں سے لا کر یہاں پر نفع پر بیچتے تھے صورت حال یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ ابھی تک دشمنان دین کے ساتھ کوئی تعرض نہیں فرمایا تھا اور کوئی قتال ابھی تک واقع نہیں ہوا تھا اور مسلمان مظلومیت کی حالت

میں تھے اور ان پر انتہائی سختیاں کفار کرتے تھے اور مسلمان انکو برداشت کرتے تھے جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا اس کے باوجود بظاہر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ لوگ حضور ﷺ کے گرد و پیش جمع نہ ہوتے کیونکہ مصائب و آلام تو کوئی بھی پسند نہیں کرتا لیکن اسقدر مصائب و آلام کے باوجود بھی مسلمانوں کی تعداد بڑھتی رہی اور پھر ان کے اندر جو روحانی قوت پیدا ہوئی اور اخلاقی طاقت پیدا ہوئی وہ اتنی عظیم تھی کہ مکہ میں رہنے والے قریش لرزہ براندام تھے کہ اگر اس قسم کی روحانی اور اخلاقی طاقتور قوم اگر پیدا ہو جائے تو ہمارے لئے کوئی مقام نہیں رہیگا اب انکو سوائے ان کے کہ ظلم کے ساتھ تشدد کے ساتھ جبر کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کرتے تھے مگر وہ تو قادر نہ تھے ختم کرنے پر وہ ظلم جتنا کر سکتے تھے سو انہوں نے کیا لیکن اس جماعت کو ختم کرنا ان کے بس کا روگ نہ تھا مسلمانوں کی جماعت رفتہ رفتہ بڑھتی گئی اور پھر جہاں جہاں مسلمان اپنے بلند اخلاق کو لیکر جاتے تھے لوگ ان کے گرویدہ ہوتے تھے بات یہ تھی کہ زمین تشنہ تھی اور بارش کی محتاج تھی اور بارش کہیں تھی نہیں یہی لوگ تھے رحمت کی بارش بن کر جانے والے جہاں جہاں یہ چلے جاتے تھے گویا وہ زمین باران رحمت سے سیراب ہو جاتی تھی تو قریش مکہ کو یہ چیز کھٹک رہی تھی اور ان کیلئے انتہائی ناقابل برداشت تھی انہوں نے یہ طے کیا کہ جس قدر مظالم ہم نے ان پر ڈھائے اور جس قدر ظلم و تشدد کیا یہ ختم ہونے میں نہیں آتے اور یہ ہمارے قابو میں نہیں آتے تو اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ اتنی بڑی مہم ان کے خلاف شروع کی

جائے کہ ان کا وجود باقی نہ رہے اور اس بڑی عظیم مہم کیلئے ان کو بڑے سرمائے کی ضرورت تھی چنانچہ اسی مقصد کیلئے انہوں نے یہ تجارتی قافلہ مکہ سے شام روانہ کیا تھا اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ وہ تجارتی قافلہ تھا کہ مکہ کا کوئی فرد ایسا باقی نہ تھا کہ جس نے اپنا مال اس مال تجارت میں شامل نہ کیا ہو اور تمام کفار مکہ نے اس میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مال شامل کیا مقصد یہ تھا کہ جتنا زیادہ مال ہوگا اسی قدر زیادہ وہاں سے خریداری ہوگی اور منافعت زیادہ ہوگی اور انہوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ یہ جتنا بھی ہم نے سرمایہ جمع کیا ہے جتنا مال بھی لوگوں نے دیا ہے اور جتنا بھی نفع ہوگا وہ ساری کی ساری پونجی مسلمانوں کے خلاف لگائی جائے گی یہ طے شدہ بات تھی تو ایسی صورت میں آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کی وہ جماعت جو بالکل حق پر تھی صداقت پر تھی اور وہ کسی سے تعرض نہیں کرتی تھی اور وہ کسی کو دکھ نہیں پہنچاتی تھی بلکہ دکھ درد رکھنے والوں کے دکھ درد کا مداوا ہوتی تھی تو ایسی جماعت کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کے واسطے جو مالی مہم انہوں نے چلائی تھی آپ بتائیں کہ اس مہم میں ان کو ناکام کرنے میں مسلمان حق بجانب تھے یا نہیں تھے آج اگر کوئی ملک کسی دوسرے ملک کو نقصان پہنچانے کیلئے کوئی مالی مہم چلائے تو اگرچہ وہ حق پر بھی ہو لیکن جس کے خلاف وہ مہم قائم کی جا رہی ہے وہ اگر اس مہم چلانے والے کی مہم کو ناکام کرنے کی کوشش کرے تو لوگ اس کو حق بجانب کہیں گے، کہیں گے بھئی اس نے اپنے دشمن کے زور کو توڑنے کیلئے اس کی مہم کو ناکام کیا اور یہ تو تھے حق پر بالکل حق وصداقت کے پتلے تھے

کبھی کسی کو دکھ نہیں پہنچایا بلکہ دکھیا دلوں کے دکھوں کو یہ اپنے اوپر لے لیتے تھے اور ہر ایک مظلوم کی مدد کرتے تھے۔ اب اس جماعت کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنے کے واسطے ایک عظیم مالی مہم چلائی گئی تو اس مالی مہم میں ان کو ناکام کرنا یہ میں سمجھتا ہوں یہ عقل کی روشنی میں انصاف کی روشنی میں معاشرہ کے قانون کے مطابق اور ہر قانون کے مطابق یہ بالکل صحیح تھا اب مسلمانوں نے یہ طے کیا کہ یہ اتنی زبردست مہم جو انہوں نے ہمارے خلاف چلائی اتنا عظیم مال جو انہوں نے جمع کیا اتنا بڑا قافلہ جو گیا مال تجارت یہاں سے جا کر وہاں نفع کمایا پھر وہاں سے نفع کما کر اب یہاں آ رہے ہیں اور معلوم نہیں کہ کتنا منافع یہاں سے انہوں نے حاصل کرنا ہے اور سارا مال ہمارے خلاف خرچ کرنا ہے اور مسلمانوں کو تہس نہس کرنے کیلئے یہ ساری پونجی صرف کرنی ہے تو اب مسلمانوں نے سوچا کہ کوئی ایسی صورت ہونی چاہیے کہ یہ جو مال لیکر آ رہے ہیں یہ مال ختم ہو جائے کیونکہ یہ سب ہمارے خلاف مہم ہے اگر یہ مالی مہم ان کی ناکام ہو جائے تو پھر آئندہ یہ ہمت نہیں کریں گے۔

ہمارا نام ونشان نہیں رہے گا

رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا اور فرمایا کہ ابوسفیان جو قافلہ لیکر آ رہا ہے تم لوگ کیا کہتے ہو۔ یہ ساری مہم تو ہمارے خلاف ہے اور یہ جو لاکھوں روپے کا مال لیکر آ رہے ہیں صرف کریں گے تو تم لوگ کیا کہتے ہو؟ کیا تم اس بات پر

راضی ہوکہ اس مالی مہم کو وہیں ختم کردیا جائے تو صحابہ رضی اللہ عنہ اس بات پہ متفق تھے مسلم
شریف کی حدیث ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس اسکیم کے مطابق تین سو تیرہ
صحابہ رضی اللہ عنہم کو لیکر ابوسفیان کی اس مالی مہم کو ناکام کرنے کیلئے روانہ ہوگئے۔ جب نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین سو تیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت کو ساتھ لیکر روانہ ہوگئے تو
مکہ والوں کو پتہ چل گیا کہ صورت حال ایسی ہے اور ادھر ان لوگوں کو بھی پتہ چل گیا جو
شام سے آرہے تھے چنانچہ کسی طریقے سے ابوسفیان نے مکہ میں خبر بھیجی کہ بھائی یہ تو ہم کو
ختم کردیں گے اور یہ سب مال بھی ضائع ہوجائے گا تو ہماری جانیں بھی خطرے میں ہیں
اور مال بھی خطرے میں ہے، تو مکہ والو تم ہم کو بچاؤ کیونکہ راستہ تو ادھر ہی سے تھا اب یہ
بڑے پریشان تھے۔ ابوجہل کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ بہت چیخا اور لوگوں کے پاس
گیا اور ان سے کہا کہ بھائی یہ بڑی مصیبت کا وقت آگیا ہے اور یہ مسلمان تو سب مال بھی
ختم کردیں گے اور ہمارے آدمیوں کو بھی ختم کردیں گے کیونکہ وہ تیرہ برس کے مظالم کی
برداشت کی ہوئی قوم ہے کتنا انہوں نے تحمل کیا کتنی بردباری سے کام لیا ہے۔ اور جو
بردبار ہو حلیم ہو جب اس کو غصہ آتا ہے تو پھر اللہ پناہ میں رکھے اس کے غصہ سے ہاں ایک
حدیث میں بھی آتا ہے **نعوذ باللہ من غضب الحلیم** جو بردبار ہو اور حلیم
ہو اس کے غصے سے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں یہ تو بڑے بردبار اور حلیم لوگ ہیں تیرہ برس
انہوں نے حلم سے کام لیا ہے اب یہ اگر غضبناک ہوکر ہم پر آپڑے تو ہمارا نام ونشان نہیں

رہے گا تو ابوجہل بڑا پریشان تھا اور وہ تمام جس قدر بھی مکے کے سردار تھے ان کے پاس
جاتا اور ان سے کہتا کہ بھائی تم تیار ہوجاؤ اور اپنے ساتھیوں کو جمع کرو اور جلدی کرو ابھی
روانہ ہونا ہوگا۔

تم بھوکے مرجاؤ گے

چنانچہ ابوجہل امیہ بن خلف کے پاس بھی گیا وہ امیہ بن خلف جو حضرت بلال
رضی اللہ عنہ کا ابتدائی مالک مجازی تھا یہ بھی سردار تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ غلام تھے
امیہ بن خلف کے یہ وہی امیہ بن خلف تھا اس کا ایک عجیب واقعہ بخاری شریف میں آتا
ہے۔ بہر حال امیہ بن خلف نہیں چاہتا تھا کہ میں ساتھ جاؤں ساتھ نہ جانے کی وجہ یہی تھی
وہی واقعہ جس کی طرف میں نے اشارہ کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بڑی دوستی تھی امیہ
بن خلف سے پرانے زمانے سے جب بھی امیہ بن خلف آتا تھا مدینہ میں تو حضرت سعد
رضی اللہ عنہ کے پاس مہمان ہوتا تھا اور جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکے جاتے تھے تو یہ
امیہ بن خلف کے مہمان ہوتے تھے تو بہر حال ایک دفعہ یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ گئے
امیہ بن خلف سے کہا کہ کوئی موقع ہو تو میں کعبہ کا طواف کرلوں اس نے کہاں ہاں دوپہر کا
وقت ہی نکالوں گا کہ ابوجہل وغیرہ اس وقت نہیں ہونگے حالانکہ وہ خود کافر تھا امیہ بن
خلف مگر دوستی کی بناء پر چنانچہ دوپہر کا وقت ہوا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو لیکر جارہا تھا تو

((بخاری شریف)

راستہ میں ابوجہل نے دیکھ لیا وہ سمجھ گیا کہ ان کی دوستی ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے لے جا رہا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تو ابوجہل کو بہت غصہ آیا تو اس نے امیہ بن خلف سے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ ہمارے ایک دشمن کو تو خانہ کعبہ کا طواف کرانے کے واسطے لے جا رہا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا انہوں نے فرمایا اگر تو نے مجھے کعبہ کا طواف کرنے سے روکا تو یاد رکھ میں تیرا راستہ روک دونگا تو شام نہیں جا سکتا بھوکے مرجاؤ گے بڑی ان کی تلخ کلامی ہوئی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بڑے زور سے غصے سے ابو جہل سے کہا امیہ بن خلف اگرچہ سردار تھا مگر ابوجہل کا تو ماتحت تھا ڈر گیا کہ ابوجہل کہے گا دیکھ تو نے میری بے عزتی کرائی تو وہ امیہ بن خلف حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ **یا سعد لا ترفع صوتك علیٰ سید اھل الوادی** اے سعد تم اتنی بلند آواز سے سید اہل الوادی کے ساتھ کلام کر رہے ہو ایسا نہ کرو اتنی آواز اونچی نہ اٹھاؤ ان پر ہاں یہ تو سید اہل وادی ہے تو ابوجہل چونکہ بہت بڑا سردار تھا ان کا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بڑا غصہ آیا انہوں نے فرمایا کہ تو سمجھتا ہے کہ میں تیرے سہارے جا رہا ہوں فرمایا **دعنی یا امیہ** چھوڑ مجھے پرے ہٹ میں تیرا سہارا نہیں لوں گا اور میں تجھے بتانا چاہتا ہوں کہ **انہ قاتلك** یہ ابوجہل جس کی تو حمایت کر رہا ہے یہی تیرا قاتل ہے تو اپنے قاتل کی حمایت کر رہا ہے تو اب وہ امیہ کو بڑی پریشانی ہوئی اس نے کہا کہ تجھے کیسے پتہ ہے کہ یہ میرا قاتل ہے اس نے کہا میں کیسے کہہ سکتا ہوں میں نے اللہ کے رسول

ﷺ سے سنا ہے تو وہ بہت پریشان ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے خیر وہ جھگڑا تو رفع دفع ہو گیا۔

کبھی خدا بولتا ہے تو کبھی مصطفیٰ ﷺ بولتا ہے

یہ آیا اپنی بیوی کے پاس اور کہا کہ میرے یثربی بھائی نے آج مجھے ایسی بات کہی ہے کہ ابوجہل تیرا قاتل ہے اس نے کہا یہ بات سمجھ میں تو نہیں آتی تو اس نے کہا یہ بات اس نے خود نہیں کی اس نے کہا یہ بات میرے آقا ﷺ نے کی ہے اور میرے آقا ﷺ ہمیشہ سچ بولتے ہیں **ان ھو الا وحی یوحیٰ** (سورۃ النجم آیت 3) مصطفیٰ ﷺ خود نہیں بولتے ان کی زبان پر خدا بولتا ہے زبان ایک ہے بولنے والے دو ہیں کبھی خدا بولتا ہے تو کبھی مصطفیٰ ﷺ ان کی بات تو کبھی غلط ہوئی نہیں۔ یہ معاملہ تو بڑا گڑبڑ ہو گیا اب کیا ہوگا تو اس نے کہا کہ کچھ کہہ نہیں سکتی خیال رکھنا کہ ابوجہل تمہارے قتل کا سبب بن نہ جائے چنانچہ یہ بات تو وہاں ہو گئی اب جبکہ یہ واقعہ ہوا اور ابوسفیان کے قافلہ کیلئے مسلمان ادھر روانہ ہوئے اور ابوجہل آیا امیہ بن خلف کے پاس اور کہا چلو اب اپنے قافلہ کی حفاظت کیلئے چلو اسے فوراً وہ بات یاد آ گئی اس نے کہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **انہ قاتلك** یہ ابوجہل تیرا قاتل ہوگا یہ آ گیا مجھے لے جانے کیلئے ہو سکتا ہے کہ میرے قتل کا سامان بن رہا ہو بہت گھبرایا بڑا واویلا کیا کہ مجھے مت لے جاؤ مت لے جاؤ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے تو

نہیں جائیگا تو اور بھی نہیں جائیں گے قافلہ وہاں مارا جائیگا سب مال ختم ہو جائیگا سب لوگ ختم ہو جائیں گے چلنا پڑے گا تم کو اب یہ بہت پریشان ! اپنی بیوی کے پاس آیا کہا کہ اب موقع آ گیا میرے خیال سے کیونکہ سعد نے کہا تھا **انہ قاتلك** یہ تیرا قاتل ہے اب یہ مجھے کہتا ہے کہ چل وہاں اب میں کیسے کروں اگر نہیں جاتا تو تب بھی مجھے نہیں چھوڑتا اور جاتا ہوں تو مجھے خطرہ کہ کہیں میرے قتل کا سبب نہ بن جائے اس نے کہا یہ مجھے چھوڑتا تو نہیں ! جانا تو پڑے گا لیکن اب میں ایسا کروں گا کہ ایک تیز رفتار اونٹ اپنے پاس رکھوں گا اور جہاں کہیں خطرے کا موقع پاؤں گا تو فوراً اونٹ پر بیٹھ کر نکل جاؤں گا اس کے سواء کچھ ہو نہیں سکتا خیر ایسا اتفاق ہوا جانا تو پڑا اس نے ایک بہت طاقتور نہایت تیز رفتار اونٹ اس نے اپنے ساتھ لیا کیا بنتا ہے وہاں آخر اس امیہ کو وہاں قتل ہونا پڑا اور قتل کرنے والے بھی اس کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے وہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو اس کے غلام رہ چکے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ غزوہ بدر کا موقع ہے جب میدان بدر میں امیہ آ گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ زور سے فرمانے لگے **مانجوت ان نجا امیہ** اگر یہ امیہ نجات پا کر نکل گیا تو سمجھو میری نجات کوئی نہیں اب یہ نہ جانے پائے چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ پھر یہ قتل ہو گیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی کہ یہ قتل نہ ہو چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ امیہ کے اوپر لیٹ گئے ۔ مگر مجاہدین نے یہ کیا کہ اندر اندر تلواروں سے اس کو مار دیا حضرت سعد رضی اللہ عنہکے پاؤں بھی زخمی

ہوئے کئی تلواریں ان کو لگیں مگر انہوں نے امیہ کو ختم کر دیا مر گیا اور حضور ﷺ کی بات بھی پوری ہوئی سبحان خیر یہ واقعہ تو ہو گیا۔

ہم بالکل حق پر ہیں

مختصر یہ کہ جب ابوسفیان کو پتہ چلا کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی تو ہمارے قافلے کو ختم کرنے کیلئے آ رہے ہیں تو اس نے مکہ اطلاع بھیجی اور ابوجہل کو پیغام بھیجا کہ تم جلدی جلدی قافلہ لے کر آؤ اور تم مسلح ہو کر آنا اس لئے کہ مسلمان مسلح ہو کر ہمارے اوپر آ رہے ہیں تو ابوجہل ایک ہزار آدمیوں کا مسلح لشکر تیار کر کے روانہ ہو گیا اتفاق ایسا ہوا کہ وہ قافلہ جو تھا ادھر مدینہ والوں کو پتہ چل گیا کہ ادھر سے ابوسفیان کا قافلہ آ رہا ہے۔ اور ادھر سے ابوجہل اس قافلہ کی حمایت کیلئے مکہ سے ایک ہزار آدمیوں کا لشکر لیکر آ رہا ہے اور مسلح لشکر ہے وہ جو شام سے آ رہے تھے ۔ ساٹھ آدمی تھے اور ان کے پاس کوئی سامان جنگ نہیں تھا کیونکہ یہ تاجر قسم کے لوگ تھے وہ لڑنے کیلئے تو گئے نہیں تھے وہ تجارت کیلئے گئے تھے ان کے پاس نہ کوئی سامان جنگ تھا کل ساٹھ آدمی تھے مجاہدین تو ان کو ایک منٹ میں ختم کر دیتے تو اب یہ ہوا کہ ابوجہل ایک ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر اپنے قافلے کی حفاظت کیلئے مکہ سے نکل پڑا جب یہ لشکر ادھر سے روانہ ہوا اب حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا پھر فرمایا پہلے تو ایک لشکر تھا اب یہ دو لشکر ہو گئے ادھر سے ان کا قافلہ آ رہا

ہے ادھر سے ابوجہل اپنے قافلہ کو بچانے کیلئے مکہ سے ایک ہزار آدمیوں کا لشکر لے کر آرہا
ہے۔اب بولو کس کا مقابلہ کریں کس لشکر کا مقابلہ چاہتے ہوان ساٹھ آدمیوں کا یا ان ایک
ہزار آدمیوں کا مقابلہ چاہتے ہو تمہاری کیا رائے ہے تو اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کہنے لگے
حضور ﷺ ہم تو ان ساٹھ آدمیوں کا مقابلہ چاہتے ہیں کیونکہ ہم ان کو بڑی آسانی سے
لے لیں گے اور تیرہ برس ہم نے مصائب و آلام جھیلے ہیں ہم بالکل حق پر ہیں ہم ان کی
مالی مہم کو بھی ختم کریں گے اور ان کو بھی ختم کریں گے ہم تو انہیں ساٹھ آدمیوں کا مقابلہ
چاہتے ہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ کی رائے

اب صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے اس قافلہ کو جو تجارت کا
قافلہ تھا اس کو اپنے لئے منتخب کیا اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ نے قرآن پاک میں یہ وعدہ
فرمایا ہے کہ اے محبوب ﷺ اپنے غلاموں کو فرمادیجئے کہ تم ڈٹے رہو دو میں سے ایک
قافلہ خدا تم کو ضرور دے دے گا دو میں سے ایک تمہارا ہے تم ڈٹے رہو تم بزدل مت بنو
اس میں اشارہ تھا کسی اور بات کی طرف اشارہ یہ تھا کہ تم یہ نہ دیکھو کہ وہ ساٹھ ہیں ان
کے پاس سامان نہیں ہے ان کو آسانی سے لے لیں گے تمہیں چاہیے کہ تم اپنے دل کو
مضبوط کرو تمہارا مقابلہ اس ایک ہزار سے ہو کہ جو مسلح ہو کر آرہا ہے اور اگر تم مضبوط ہو

جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت تمہارے ساتھ ہے۔ ہر صورت میں دو میں سے ایک کا
اللہ نے تم سے وعدہ کرلیا ہے۔کون سے دو؟ وہ ساٹھ آدمیوں کا قافلہ جو مال تجارت لیکر
آرہا تھا اور ایک ابوجہل کا جو ایک ہزار کا مسلح لشکر مکہ سے اپنے قافلے کو بچانے کیلئے آرہا تھا
فرمایا وہ ابوسفیان والا قافلہ یا ابوجہل والا دونوں میں سے ایک کا اللہ نے وعدہ کرلیا ہے
اور اللہ کا وعدہ تو غلط ہوتا نہیں۔حضور ﷺ جو تین سو آدمیوں کو لیکر گئے تھے اس وقت ابو
جہل کے لشکر کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا تھا اس وقت تو وہ ابوسفیان کا لشکر آرہا تھا اور اس
وقت اس کی مہم کو فیل کرنا اور تیرہ برس کے مظالم کا بدلہ لینا اور اس کی ابتدا کرنا یہ حضور
ﷺ کیلئے جائز تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے بھی لیکن اس وقت تک ابوجہل کے لشکر کا کوئی
سوال ہی نہیں پیدا ہوا تھا جس وقت ابوسفیان کو وہاں پتہ چلا اور اس نے مکہ آدمی بھیجا کہ تم
ہماری حفاظت کیلئے لشکر لے کر آؤ اس وقت پھر وہ ابوجہل لشکر لیکر چلا اور رسول کریم
ﷺ کو یہ اطلاع پہنچی کہ ابوسفیان وہاں سے آرہا ہے۔ابوجہل ایک ہزار کا لشکر مکہ سے
لیکر جارہا ہے۔اب حضور ﷺ کی رائے یہ تھی کہ ان ساٹھ آدمیوں کو چھوڑ دیا جائے ان
کی طرف رخ نہ کیا جائے اب ان کا ایک ہزار کا مقابلہ کرنا چاہیے حضور ﷺ کی رائے
یہ تھی اور بعض صحابہ کی رائے یہ تھی کہ وہی ساٹھ آدمی وہ چاہتے یہ تھے کہ ہم نے تو ان کے
بڑے مظالم سہے ہیں اور تیرہ برس تک ہم نے ان کے ظلم اٹھائے ہیں اب اگر یہ ایسے
کرتے تو یہ بھی ان کیلئے جائز تھا لیکن جب دونوں کا مقابلہ کیا تو ان کی عظمت کا تقاضہ یہ تھا

کہ اس ایک ہزار کے لشکر کے مقابلہ میں جائیں کیوں اس لئے کہ یہ تو نہتے تھے وہ ساٹھ آدمی جو تھے وہ لڑنے کیلئے تو آئے نہیں تھے نہ ان کے پاس کوئی اسلحہ تھا۔ تو ان کے اوپر جا پڑنا یہ کوئی بہادری نہ تھی اور مسلمانوں کیلئے یہ ایک ندامت کا موجب ہوسکتی تھی یہ بات اس صورت میں جب دوسرا قافلہ یہ مکہ کے لشکر والا موجود تھا اور پہلی صورت میں کوئی ندامت کا سوال نہیں پیدا ہوتا تھا کیوں اس لئے کہ تیرہ برس کے مصائب و آلام جنہوں نے جھیلے اگر وہ قوم ایسے لوگوں سے اپنے دشمنوں سے بدلہ کیلئے آگے بڑھے کوئی ندامت کا سوال نہیں پیدا ہوتا بلکہ اخلاقاً عقلاً بالکل ہر طرح وہ صحیح اور درست ہے لیکن یہ جو دو قافلے جمع ہو گئے ادھر سے ساٹھ آدمیوں کا ادھر سے ایک ہزار آدمیوں کا تمام لشکر مسلح ہو کر جارہا ہے تو اب یہ مسلمانوں کی بزدلی تھی ان ساٹھ کو پسند کریں اور یہ ایک ہزار مسلح لشکر سے روگردانی کریں پھر یہ کہ اسی کو وہ اپنے آگے رکھ لیتے تو زیادہ سے زیادہ وہ ساٹھ آدمی ختم کردیتے اور ان کا مال مسلمانوں کے مال غنیمت میں شامل ہو جاتا بس اتنا ہوتا ناں لیکن جو نقصان اس لشکر کو ختم کرنے سے ہوتا وہی تو کافروں کو نہیں پہنچ سکتا تھا جو نقصان ان کو ابوجہل والے لشکر سے ہوا وہ نقصان تو ان کو نہیں ہو سکتا تھا اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ یہ تھا کہ اس ایک ہزار کے لشکر کا مقابلہ کیا جائے جو ان کے چنے ہوئے لوگ ہیں اور بڑے بڑے عظیم سردار ہیں اور ان کے خون سے زمین کو رنگین کردیا جائے اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ یہ تھا اب بعض لوگوں کا خیال تھا کہ مال غنیمت ان کے پاس ہے لہٰذا بجائے اس کے کہ ہمارے

(سورۃ آل عمران آیت 123)

خلاف وہ خرچ کریں تو ہم اسلام کے کاموں میں خرچ کریں مال غنیمت کو لیں اور ہمارے بیت المال میں وہ جمع ہو اور ہمارے ہاتھ آئے تاکہ ہم اسلام کا کام کریں جہاد کا کام کریں دشمنوں کے مقابلہ میں ہم دفاع کی تیاری کریں مسلمان یہ نہیں کہ وہ خود حریص تھے یا یہ کہ وہ دنیا کے مال کے وہ لالچی تھے یا انہیں طمع تھی توبہ توبہ صحابہ رضی اللہ عنہ ان سے پاک تھے ان کو کوئی لالچ نہ تھا کوئی طمع نہ تھی اپنی ذات کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا ان کا مقصد تو صرف یہ تھا کہ اتنا کثیر مال جو ہمارے خلاف صرف کرنے کیلئے لایا جارہا ہے یہ بجائے اس کے کہ یہ ہمارے خلاف صرف کریں ہم ان کا مال انہیں کے خلاف صرف کرینگے اور انہی کا سر ہو انہی کا جوتا ہو تو مسلمانوں کا یہ خیال تھا ان کی نظر اگر مال دنیا پر تھی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کی رائے یہ تھی کہ ایک ہزار لشکر جو مسلح ہے اس کا تقابل کیا جائے اور چنانچہ نتیجہ یہ ہوا کہ ابوسفیان تو کسی طریقے سے اپنا قافلہ لیکر کسی دوسرے راستے سے مکہ پہنچ گیا۔ مجاہدین جب نکلے تو بدر کے مقام پر ان ایک ہزار مسلح لشکر سے آمنا سامنا ہو گیا تو رسول کریم ﷺ ملاحظہ فرمارہے ہیں یہ ایک ہزار ہیں مسلح ہیں اور یہ تو آئے بھی لڑنے کیلئے ہیں اور مجاہدین تو ہیں ہی تین سو تیرہ مجاہدین کے پاس نہ اسلحہ ہے نہ پاس کوئی اور ساز و سامان ہے اب اللہ کی مدد کے سواء تو کچھ اور ہے نہیں تو اللہ فرماتا ہے

ولقد نصرکم الله ببدر و انتم اذله (سورۃ العمران آیت 123

) ایمان والو اللہ نے تمہاری بدر میں کیسی مدد کی تم کیسے کمزور تھے نہ تو تمہاری تعداد تھی نہ

گھوڑے تھے نہ تمہارے پاس اونٹ تھے نہ تمہارے پاس تلواریں تھیں نہ تمہارے پاس نیزے تھے نہ تمہارے پاس راشن تھا ان کے پاس چند تلواریں تھیں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس ٹوٹی ہوئی تلوار تھی اور چند تیر تھے کھانے پینے کا بھی کوئی سامان نہ تھا اور رمضان کا مہینہ تھا اب اندازہ فرمایئے تو اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے اپنے مبارک خیمے میں اللہ کی بارگاہ میں سرنیاز کو جھکایا اور عرض کی اگر تین سو تیرہ یہ ختم ہو گئے تو تیری عبادت بھی آج کے بعد نہیں ہو گی۔

حضور ﷺ اللہ کی بارگاہ میں ناز کر رہے ہیں

یہ حضور ﷺ کے جو کلمات طیبات تھے میں نے عرض کیا کہ یہ صرف محبوبانہ ناز تھا وگرنہ کل میں اس پر تبصرہ کر چکا ہوں جیسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ کہنا کہ خدا کی قسم اب تو میں حضور ﷺ کی تعظیم کیلئے بالکل نہیں کھڑی ہوں گی حضور ﷺ نے تو میری بات سنی نہیں میں تو اللہ کی تعظیم کروں گی جس نے میری براءت نازل کی ہے اگر کوئی اور امتی یہ بات کہہ دے تو معاملہ ختم ہو جائے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ اللہ کے محبوب ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی محبوبہ ہیں اللہ کے محبوب ﷺ اللہ کی بارگاہ میں ناز کر رہے ہیں حضور ﷺ کی محبوبہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ناز کر رہی ہیں۔

حضور ﷺ نے جہاں نشان دہی فرمائی تھی۔

بہر حال نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسلمان حضور ﷺ کے زیر سایہ حضور کے دامن سے وابستہ ہو کر بدر کے میدان میں آنے والے وہاں کے واقعات تو تفصیلی واقعات ہیں اور پھر کافروں نے ایسی جگہ تلاش کی کہ ان کی جگہ تھی کچھ نشیب میں اور مسلمانوں کی جگہ تھی کچھ فراز میں اللہ نے باران رحمت نازل فرمائی جب باران رحمت نازل ہوئی تو پانی سارا ادھر آ گیا اور وہاں جس قدر بھی ریت وغیرہ کا معاملہ تھا وہ سب بالکل درست ہو گیا اور جہاں جہاں پانی کا موقع تھا وہاں وہاں مسلمانوں نے پانی حاصل کر لیا اور ان کے لئے تو کوئی جگہ ہے بھی تو نہ رہی بہت پریشان ہوئے اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ پھر وہ ستر آدمی ان کے وہاں قتل ہو گئے بدر میں اور رسول اکرم تاجدار مدنی ﷺ تو پہلے ہی بصیرت پر ہیں حدیث میں آتا ہے ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی تھی ابھی وہ انہوں نے اپنی جگہ سنبھالی ہے۔ حضور ﷺ نکلے ہیں باہر تشریف لائے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے ساتھ ہیں فرمایا ادھر آؤ میں تمہیں بتاؤں فرمایا یہاں ابو جہل قتل ہو گا یہ جگہ امیہ کے قتل ہونے کی ہے یہ فلاں کے قتل ہونے کی ہے **هٰذا مسرع فلان هٰذا مسرع فلان** یہ فلاں کی قتل گاہ ہے یہاں فلاں قتل ہو گا صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جب یہ قتل ہونے شروع ہوئے خدا کی قسم جہاں جہاں حضور ﷺ نے نشانی فرمائی تھی کہ یہ ابو جہل یہاں قتل ہو گا ایک انچ نا ادھر ہوا نا ادھر ہوا اسی جگہ قتل ہوا جہاں حضور ﷺ نے نشان دہی

فرمائی تھی ستر کے ستر مقتول ہوگئے اور ابوجہل کے مقتول ہونے کا تو عجیب ہی منظر تھا۔

کاش کسی بڑے تاجر کے ہاتھوں مارا جاتا۔

بہر حال دو انصاری بچوں نے قتل کیا ابوجہل کو اور انہوں نے دیکھا نہیں تھا کبھی ابوجہل کو کیونکہ مدینہ کے رہنے والے بچے تھے اور ابھی تک تو مجاہدین کی حد کو بھی نہیں پہنچے تھے چھوٹی عمر تھی اور قد بھی چھوٹے تھے بچے تھے تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آپ مہاجر ہیں ناں آپ مکہ کے رہنے والے ہیں دونوں بچوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ ابوجہل ہمارے آقا ﷺ کا بڑا دشمن ہے اور وہ حضور ﷺ کی شان میں بڑی گستاخی کرتا ہے اور وہ ہمیں ذرا دکھائیں تو سہی وہ ہے کون حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کیا کرو گے دیکھ کر وہ تو ایک پہاڑ ہے مصیبت ہے پوری تم ذرا ذرا سے بچے ہو تم کیا کر لو گے اس کا: انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں دکھا تو دیں ذرا، اب سب سے بڑا بہادر یہی تھا سب کا سردار یہی تھا اور ان کا بڑا نبرد آزما تھا بڑا بہادر تھا بڑا جنگ جو تھا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا وہ آئے گا تو میں تمہیں دکھاؤں گا چنانچہ ابوجہل جب بڑے طمطراق کے ساتھ گھوڑا دوڑاتا ہوا بڑے ناز و انداز غرور و تکبر کے ساتھ جب وہ میدان میں آیا تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ رہا دشمن رسول ابوجہل جس کا تم پوچھ

رہے تھے یہی ہے وہ لعین حدیث میں آتا ہے کہ دونوں قیامت بن کر لعین پر ٹوٹ پڑے اور اپنی ننھی منی تلواریں ابوجہل کے پیٹ میں گھونپ دیں اور ختم کر دیا ملعون کو ایک نے تلوار ماری دوسرے نے ماری نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں بچوں نے ابوجہل کو ختم کر دیا کام تو تمام ہو گیا تھوڑی سی رمق باقی تھی۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لائے ابوجہل سے پوچھا کیا حال ہے تیرا خبیث کہنے لگا اور تو مجھے کوئی غم نہیں مگر کہنے لگا کیونکہ جو انصاری تھے ان لوگوں کا پیشہ تھا زراعت کا باغات کا اور کھیتیاں وغیرہ ان کا پیشہ تھا اور یہ جو مکہ کے رہنے والے تھے تاجر قسم کے لوگ تھے اور آپ جانتے ہیں کہ تاجروں کے دماغ میں بڑا غرور ہوتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب ادھر آئے تو انہوں نے فرمایا کیا حال ہے تیرا کہنے لگا ٹھیک ہوں میں مگر مجھے افسوس یہ ہے کہ مجھے کسان کے ننھے منے دو بچوں نے قتل کر دیا کاش میں آج کسی بڑے تاجر کے ہاتھوں مارا جاتا تو میرے لئے کوئی ذلت نہ تھی مگر کسان کے دو بچوں نے مجھے قتل کر دیا یہ میری بڑی ذلت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوجہل تیرے دماغ میں ابھی تک تکبر و غرور بھرا ہوا ہے پھر وہ ختم ہو گیا رسول اکرم ﷺ نے ان ستر کافروں کی لاشوں کو اٹھوایا اور بدر کے کنویں میں ڈلوا دیا۔ حضور ﷺ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں۔ بدر کے میدان میں اللہ نے فتح دی اور آپ نے دیکھا کہ ستر تو یہ قتل ہو گئے ستر زندہ گرفتار ہو گئے ان ستر میں حضور ﷺ کے سگے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جن کو زندہ

گرفتار کیا گیا ان کو جنگی قیدی بنایا گیا قتل ہونے والے بھی ستر تھے ابو جہل تو قتل ہونے والوں کا سردار اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ یہ گرفتار ہونے والوں کے سردار یہ سب گرفتار ہو گئے سرکار ﷺ دوسرے دن تشریف لائے بدر کے کنویں پر حضور ﷺ کھڑے ہوئے اور حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **هل وجدتم ما وعد کم ربکم مقام** او بدنصیبو بتاؤ رب کے وعدے کو تم نے حق پایا کہ نہیں پایا رب تعالیٰ کا وعدہ تھا ناں۔ کہ اگر کفر پر تمہارا خاتمہ ہوا تو تم نار جہنم میں جاؤ گے بولو کیا حال ہے تمہارا **هل وجدتم** رب کا وعدہ ٹھیک ہوا یا نہیں ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے عرض کیا کہ **یا رسول الله هل تکلم اصحاب النار رها و فیها** حضور ﷺ ایسے جسموں سے کلام فرمارہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا **ما انتم باسمع منکم** اے عمر رضی اللہ عنہ ان سے زیادہ تم سننے والے نہیں ہو۔

اصل چیز تو علم ہے

اب یہاں ان لوگوں کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ جو اللہ کے محبوبوں کے قبر میں ادراک کے منکر ہیں ارے یہ تو کفار تھے دشمنان خدا تھے دشمنان رسول ﷺ تھے بے دین تھے ان کے متعلق فرمایا کہ **ما انتم باسمع منکم** بعض

(فتح الباری)

لوگ کہتے ہیں کہ ان کی سماعت سے مراد یہ ہے کہ علم مراد ہے ارے بدبختو سماع بھی تو علم پر جا کر منتج ہوتا ہے سمع کیا ہے سبب ہے علم کا سمع کیا ہے سمع ہے بصر ہے بھئی جتنے بھی حواس ہیں وہ سبب ہیں علم کا یا نہیں ہیں اصل چیز تو علم ہے تم تو ان کے علم کے منکر سمع کے منکر بصر کے منکر ان کے اسباب علم کے منکر اور یہاں تو کفار کیلئے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ **ما انتم باسمع منکم** اب جو اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کیلئے بزرگان دین کیلئے اور صاحب مزار کیلئے جو اللہ کا نیک ولی ہے اور ان کیلئے جو لوگ انکار کرتے ہیں کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے اور کچھ بھی نہیں اب وہ سوچیں کہ یہ کفر پر مرنے والے ان کیلئے سرکار ﷺ نے فرمایا کہ **ما انتم باسمع منکم** بہرحال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات تو ان کا جواب بالکل واضح ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے بالکل یہی الفاظ حضرت عائشہ صدیقہ سے نقل کئے ہیں جو لوگ کہتے ہیں ناں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو یاد نہیں رہا حضور ﷺ نے اسماع نہیں فرمایا ہوگا اعلم فرمایا ہوگا حالانکہ ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اس کے باوجود بھی عرض کروں گا کہ یہی الفاظ **ما انتم باسمع منکم** یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی نقل کئے امام ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری شرح بخاری نے اور ایسی صورت میں اس کا جواب صاف اور واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ جسم کا بلا تعلق روح سننا اس کی نفی ہے ہم بھی نفی کرتے ہیں لیکن مرنے کے بعد روح کا جسم سے تعلق ہمیشہ کیلئے منقطع نہیں ہوتا

بلکہ تعلقات روح جسم کیساتھ مختلف مرحلوں پر مختلف نوعیتوں کے ہوتے ہیں آپ دیکھئے
ہم جاگ رہے ہیں ہماری روح کا ہم سے ایک خاص تعلق ہے اگر سو جائیں تو تعلق پھر بھی
ہوگا مگر وہ دوسری نوعیت کا ہوگا اسی طرح مرنے کے بعد روح کا تعلق تو جسم سے ضرور رہتا
ہے اگر نہ ہو تو نہ عذاب قبر ہو نہ ثواب قبر ہو نہ تنعیم ہو نہ تعذیب تنعیم وتعذیب تو جبھی ہے کہ
جب روح کا جسم سے تعلق ہے لیکن تعلقات کی نوعیتیں مختلف ہیں ہاں اگر روح کا کوئی تعلق
ہی نہ ہو جسم سے خالی جسم سے سننے کا کوئی قول کرے ہم بھی اس کو نہیں مانتے تو ہوسکتا ہے
کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو یہ سمع کا انکار کیا وہ اس نوعیت سے کیا ہو جیسے
میں عرض کر رہا ہوں تو ایسے تو ہم بھی نہیں مانتے ہم بھی کہتے ہیں کہ سننے والا مردہ ہے لیکن
وہ روح کا تعلق کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہوتا ہے بغیر تعلق کے فقط جسم وجود ہے محض اس
حیثیت سے کہ وہ جسم ہے وہ سن لے نہیں بلا تعلق روح کے وہ نہیں سنتا۔

ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نیست ونابود ہوگئے

بہر حال اس کو چھوڑیے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے
صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا ان کا حال تو دیکھ لیا ستر تو قتل ہو کر ختم ہو گئے میدان صاف ہو
گیا اللہ اکبر، اتنی ذلت ہوئی کافروں کی اتنی ذلت ہوئی ان کی جڑیں اکھڑ گئیں اور ہمیشہ
ہمیشہ کیلئے نیست ونابود ہو گئے اور بہت برا ان کا حال ہوا اور کفر کو اللہ تعالیٰ نے بہت ذلت

دی یہ ان کے تیرہ برس کے صبر کا پہلا نتیجہ سامنے آیا کہ بدر میں ستر کافر قتل ہو گئے اور ستر ان
کے قید ہو گئے حضور ﷺ کے سگے چچا بھی قید ہو گئے حضور ﷺ نے فرمایا کیا کہتے ہو
ان کے بارے میں حضور ﷺ ہر بات میں صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ فرماتے
تھے خیر یہ مسئلہ آج نہیں بیان کروں گا یہ انشاء اللہ میں کل بیان کروں گا تو نبی کریم
ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جو تربیت فرمائی تھی اس مکی زندگی کے تیرہ برس
کے اندر یہ بدر کی فتح اگر آپ مجھ سے پوچھتے ہیں تو اسی تیرہ سالہ تربیت کا جو نتیجہ تھا وہ بدر
کی سطح میں پہلے پہلے نظر آیا اور سامنے آیا اور اس کے بعد تو قیامت تک میں کہتا ہوں
اُمت مسلمہ کی عظمتوں کے نشانات اس تیرہ سالہ مکی زندگی کے عواقب ونتائج ہیں اگر کوئی نا
سمجھے تو اس کی مرضی بہر حال حضور ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ان کے بارے میں
مشورہ فرمایا کہ ان ستر قیدیوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو انشاء اللہ یہ میں کل عرض
کروں گا۔ **وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 8

توحید ورسالت اور اطاعت

موت وحیات ۔ ایک الزام کا جواب

مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت پر مبلغ اسلام محقق اہل سنت غزالی زماں رازی دوراں بیہقی وقت امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ نے 31 مارچ ۱۹۸۴ء کو قاسم باغ قلعہ کہنہ پر توحید ورسالت کے اہم ترین موضوع پر پر کیف پر جوش انداز میں فاضلانہ محققانہ اور عالمانہ خطاب فرمایا۔

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماونا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم هوالذى ارسله رسوله بالهدٰى ودين الحق ليظهرعلى الدين كله صدق الله العظيم و صدق رسوله النبى الكريم الامين و نحن علىٰ ذالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون على النبى يا ايهاالذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علىٰ سيدنا ومولانا محمد وعلىٰ آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

سورۃ فتح آیت 28

محترم حضرات الحمدللہ انوارالعلوم کے اس اسٹیج پر بہت سے علماء کرام تشریف فرما ہیں اور میں نے یہ چاہا کہ عقائد اہلسنت پر مختصر جامع کلام میں خود کردوں اسلئے کہ ہمارے اہل سنت بھی اپنے عقائد پر صحیح طور پر واقف رہیں اور جولوگ اہل سنت پر نامناسب قسم کے اعتراضات کرتے ہیں اور جھوٹے الزامات لگاتے ہیں ان کے الزام بھی رفع ہوجائیں اور اہل سنت کے عقائد صاف اور روشن ہوکر سامنے آجائیں۔ عزیزان محترم ہمارے دین کی بنیاد اللہ کی توحید ہے اس وقت میں جو کچھ عرض کروں گا آپ کو بتادوں توحیدورسالت خلافت اورامامت وولائیت کے مفہوم میں آئمہ ھدٰی جو روحانی امام ہیں وہ بھی شامل ہیں اور ہمارے آئمہ فقہاء کرام بھی شامل ہیں تو اس آخری عنوان میں کچھ مجھ کو تاخیر ہوگئی لیکن مجھے امید ہے کہ آپ حضرات میری گذارشات سنیں گے۔

توحید کے کیا معنٰی ہیں؟

اب میں اللہ کے نام سے اللہ کی مدد سے اوراللہ کا نام لے کرشروع کرتا ہوں اورآپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے دین کی بنیادتوحید ہے توحید کے کیا معنٰی ہیں اللہ کی ذات کواس کی صفات میں اس کی شانوں میں یکتا وحدہ لاشریک جاننا اور ماننا کہ وہ اپنی

ذات میں ایک ہے کوئی اس کی ذات میں شریک نہیں اور اپنی صفات میں ایک ہے۔اس کی صفات میں بھی کوئی شریک نہیں اللہ اپنی شانوں میں یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں **تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا**۔ اللہ جہت سے۔طرف سے۔زمان سے۔مکان سے۔پاک ہے اور کسی مکان میں مکین نہیں۔اللہ کسی زمانے میں نہیں۔اللہ کسی طرف میں نہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے زمان کو پیدا فرمایا۔مکان کو پیدا فرمایا۔جہت کا وہ خالق ہے۔اور یہ زمان اور مکان یہ سب محدود ہیں یہاں تک کہ اللہ کا عرش بھی محدود ہے اور اللہ لامحدود ہے۔تو محال ہے کہ لامحدود محدود میں سما جائے اس لئے ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے۔یا عرش پر لیٹا ہے یا اللہ عرش پر مکین ہے۔اللہ اس سے پاک ہے ہاں اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کا علم عرش پر غالب ہے۔اللہ کی قدرت عرش پر غالب ہے اور اللہ کی حکمت عرش پر غالب ہے اور وہ عرش سے لیکر فرش تک ہر چیز پر غالب ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ ہر عیب سے پاک ہے کسی عیب کو اللہ کی طرف منسوب کرنا یہ ظلم عظیم ہے۔اللہ تعالیٰ شریک سے پاک اللہ تعالیٰ مثیل سے پاک۔اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ ظلم سے پاک اور کذب سے پاک اور ان میں سے کوئی چیز اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی قدرت اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے متعلق ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی اہل علم میری بات کو سمجھ گئے ہوں گے۔

اللہ واجب الوجود ہے

میں نے یہ بتایا کہ اللہ کی قدرت ناقص نہیں ہے کہ کوئی یہ کہے کہ اللہ ظلم نہیں کر سکتا تو وہ ناقص ہو گیا اور جھوٹ نہیں بول سکتا وہ تو ناقص ہو گیا وہ تو عاجز ہو گیا اللہ عاجز نہیں اللہ قادر ہے۔اللہ کی قدرت وسیع ہے لیکن یاد رکھو کہ ظلم ایسی چیز نہیں کہ اللہ کی قدرت سے وہ متعلق ہو سکے یہ نقصان ظلم کا ہے اللہ کی قدرت کی کمی نہیں ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ اسی چیز کو اپنی قدرت کے متعلق فرماتا ہے جس چیز سے اس کی مشیت متعلق ہوتی ہے اور یاد رکھو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کی مشیت کسی عیب والی بات سے متعلق نہیں ہو سکتی اور جو چیز اللہ کی مشیت سے متعلق ہونے کی صلاحیت نہ رکھے اللہ کی قدرت سے متعلق ہونے کی بھی وہ صلاحیت نہیں رکھتی اس لئے ہم اگر اللہ کیلئے کذب کو ظلم کو محال کہتے ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہم اللہ کی قدرت کو ناقص مانتے ہیں نعوذ باللہ اللہ کی قدرت ناقص ہونے سے پاک ہے یہ عیوب ایسے ہیں کہ ان میں صلاحیت نہیں کہ اللہ کی قدرت سے متعلق ہو سکیں یہ بات آپ سمجھ گئے۔اس کے بعد میں بتاؤں آپ کو کہ اللہ واجب الوجود ہے۔اللہ کا علم لامتناہی ہے۔وہ عالم الغیب بھی ہے عالم الشہادہ بھی ہے۔ اس کا علم خواہ متعلق بالشہادہ ہو یا متعلق بالغیب ہو اس کا علم لامتناہی ہے اور اس کی ہر صفت ذاتی ہے اللہ کو کسی نے علم نہیں دیا اللہ کو کسی نے قدرت نہیں دی وہ اپنی ذات میں مستقل اپنی صفات میں مستقل اللہ کا علم مستقل ہے۔ذاتی ہے لامتناہی ہے کوئی اس کی انتہا نہ بیان

کر سکتا ہے نہ اس کی انتہا واقع میں ہے اس کا علم وقدرت سب انتہا سے پاک ہے۔ تو اب اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ حاضر وناظر بیشک اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر ماننا اس معنی میں کہ ہر شے کو وہ دیکھتا ہے اور ہر چیز کو وہ جانتا ہے اور ہر چیز پر اس کی قدرت حاوی ہے اور ہر چیز کو اس کا علم اس کی سمع اس کی بصر محیط ہے اسی اعتبار سے ہم اللہ کو حاضر وناظر مانتے ہیں اور حاضر وناظر کے جو لغوی معنی ہیں وہ اللہ کی شان کے لائق نہیں ہیں ہم اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر مجازاً کہتے ہیں اس اعتبار سے کہ حاضر وہ ہے جو غائب ہو سکے اللہ غیب ہونے سے پاک ہے ناظر وہ ہے جو آنکھ کی پتلی سے دیکھے اللہ جسم سے پاک جسم کے اجزاء سے پاک ہے اس لئے ہم اللہ کو حاضر ناظر جب کہتے ہیں تو ہمارا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ جسم سے پاک ہو کر اجزائے جسم سے پاک ہو کر اور غائب ہونے کے عیب سے پاک ہو کر ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ہر چیز کو جانتا ہے ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے ہر چیز کو اس کی قدرت محیط ہے اور ہر چیز کو اللہ اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے کوئی چیز اللہ سے دور نہیں اللہ کی شان ہے کہ **نحن اقرب الیه من حبل الورید** ہم تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ تم سے قریب ہیں تو ہم اللہ کے حاضر وناظر ہونے پر اس معنی کے لحاظ سے ایمان رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کا اس اعتبار سے منکر ہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(سورۃ ق)

قدرت خدا عزوجل کا مظہر ذات مصطفیٰ ﷺ

آپ خوب سمجھ لیں اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان میں نہیں مگر ہر مکان میں ہے وہ زمان سے پاک ہے مگر ہر زمان میں ہے۔ زمان سے بالاتر ہو کر ہر زمان میں ہے مکان سے بالاتر ہو کر ہر مکان میں ہے۔ **فاینما تولو فثم وجه الله** وہ زمان اور مکان کی حدود سے پاک رہتے ہوئے زماں اور مکاں کی حدود سے بالاتر ہوتے ہوئے کوئی زماں کوئی مکاں اللہ سے خالی نہیں **فاینما تولو فثم وجه الله** لیکن اس کو کسی زمان میں مقید ماننا کسی مکان میں اس کو مکین ماننا یہ اللہ کی شان کے لائق نہیں ہے کیونکہ ہر مکان محاط ہے اور اللہ محیط ہے ہر مکان محدود ہے اور اللہ لامحدود کوئی لامحدود کو اپنے اندر سما نہیں سکتا۔ لہٰذا اللہ زمانے کو گھیرے ہوئے ہے۔ زمانہ اللہ کو گھیرے ہوئے نہیں ہے۔ اللہ مکان کو گھیرے ہوئے ہے مکان اللہ کو گھیرے ہوئے نہیں ہے وہ مکان خواہ عرش ہو یا فرش ہو وہ جہت ہو یا تحت ہو یا فوق وہ زمان ابتدا ہو یا انتہا ہو وہ ہر زماں سے پاک اور ہر زمان میں ہے وہ ہر مکان سے پاک اور ہر مکان میں ہے۔ وہ محدود نہیں بلکہ وہ لامحدود ہے وہ ہر چیز کو محیط ہے وہ ایک ہے اللہ کی ذات میں کوئی شریک نہیں وہ ایک ہے اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں۔

ذات اور صفات میں شریک نہ ہونے کے کیا معنی ہیں۔

ذات اور صفات میں شریک نہ ہونے کے کیا معنی ہیں جو صفت اللہ کی ہے وہ کسی میں نہیں ہے جو اللہ کی صفت ہے اللہ کی صفت ہے علم آپ کہیں گے علم کس میں نہیں ہے میں کہونگا وہ علم جو اللہ کی صفت ہے وہ کسی میں نہیں ہے۔ آپ کہیں گے قدرت کس میں نہیں ہے۔ میں کہوں گا جو قدرت اللہ کی صفت ہے وہ کسی میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے بندوں کو قدرت بھی عطا فرمائی علم بھی عطا فرمایا۔ سمع بھی عطا فرمائی بصر بھی عطا فرمائی معلوم ہوا سمع تو اللہ کی صفت ہے بصر تو اللہ کی صفت ہے اور کرم تو اللہ کی صفت ہے۔ اور رحمت تو اللہ کی صفت ہے مگر اس رحیم نے اپنے بندوں کو رحیم بنایا رؤف اللہ کی صفت ہے مگر اس رؤف نے اپنے بندوں کو رؤف بنایا بصیر وہ ہے مگر اس نے اپنے بندوں کو بصیر بنایا سمیع وہ ہے مگر اس نے اپنے بندوں کو سمیع بنایا قادر وہ ہے اپنے بندوں کو قدرت اس نے عطا فرمائی معلوم ہوا جس کے اندر علم ہے وہ اللہ کی صفت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا جلوہ ہے اور وہ جلوہ محدود ہے اور حادوث ہے اللہ حادث سے پاک ہے اللہ محدود سے پاک ہے اللہ نے اپنے علم اور اپنی سمع و بصر اور قدرت کا مظہر سب سے پہلے اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ کو بنایا لیکن آپ کو معلوم ہے ہمارا عقیدہ کیا ہے؟ لوگ ہمیں مطعون کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے برابر رسول ﷺ کا علم ثابت کرتے ہیں دیکھئے ہم مسلمان ہیں ہم مومن ہیں ہم اہلسنت ہیں یہ ٹھیک ہے کہ عقائد میں اس دور میں جبکہ ظلمتیں پھیل

گئیں اور اعتقاد میں بہت ہی تباہیاں لوگوں نے پھیلا دیں ان ظلمتوں سے بچانے کیلئے اور ان تباہیوں سے محفوظ رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک مقبول بندہ ہم کو عطا فرمایا وہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مجدد تھے۔

ہم امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے یہ ضرور کہتے ہیں کہ اپنے زمانے میں وہ مجدد کی شان رکھتے تھے لیکن ہم معاذ اللہ معاذ اللہ ان کو نبی نہیں مانتے ہمارے آقا خاتم النبیین ہیں خاتم الرسل ہیں۔ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ پہلی امتوں میں پہلے نبیوں کی امتوں میں انبیاء پیدا ہوئے اور وہ انبیاء علیہم السلام کی نیابت کرتے تھے اور میری امت میں علماء پیدا ہوں گے جو میری نیابت کریں گے۔ آپ دیکھیے اس لئے تمام صحابہ کرام اور تمام تابعین کرام جو ذوالعلم ذوالتقویٰ اہل التقویٰ اہل الورع ہیں ہم سب کو رسول اللہ ﷺ کی خلافت کرنے والا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت کرنے والا عالم مانتے ہیں ورنہ نبوت ختم ہوگئی۔ رسالت حضور ﷺ پر ختم ہوگئی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ لوگ ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے علم کو اللہ کے علم کے برابر کہتے ہیں فرمایا ہم حضور کیلئے علم اللہ کے علم کے مقابلے میں نہیں ثابت کرتے مگر بعض لوگ ہماری طرف غلط بات ثابت

کرتے ہیں فرمایا حضور ﷺ کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں ایسا بھی نہیں جیسے ہزاروں سمندروں میں سے ایک قطرہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہزاروں سمندر بھی محدود ہیں اور قطرہ بھی محدود ہے اللہ تو محدود نہیں اور اس کا علم محدود نہیں اسی لیے ہم حضور کیلئے اللہ کے علم کے مقابلے کل نہیں ثابت کرتے! آپ کہیں گے وہ تو علم کلی کے قائل ہیں ارے اللہ کے بندو! وہ علم کل اللہ کے مقابلے میں نہیں ہے بلکہ وہ بندوں کے مقابلے میں ہے اللہ کے ساتھ نسبت کرو تو ان کا علم بعض ہے اور کائنات کی طرف نسبت کرو تو ان کا علم کل ہے اور یہ ہم نہیں کہتے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں فرمایا بلکہ یہ تو حدیث میں موجود ہے۔ یہ لفظ کل تو حدیث میں خود زبان رسالت نے فرمایا مگر یہ کل اس بات کے خلاف نہیں ہے کہ حضور ﷺ کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں بعض ہے ارے حضور ﷺ کا علم اللہ کے علم کے سامنے بعض ہے۔

حضور ﷺ کا علم بعض بھی اور کل بھی ہے

مگر کائنات کے مقابلے میں کل ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اللہ کے علم کے مقابلے میں محدود ہے۔ مگر ساری کائنات کے مقابلے میں لامحدود ہے۔ وہ بعض بھی ہے اور کل بھی ہے حضور کا علم بعض بھی ہے اور کل بھی ہے۔ حضور کا علم محدود بھی ہے۔ لامحدود بھی ہے اللہ کے علم کے سامنے نسبت کرو حضور ﷺ کے علم کی تو بعض ہے اور

جب بندوں کے علم کے سامنے نسبت کرو تو کل ہے حضور کے علم کی نسبت اللہ کے علم کے ساتھ کرو تو محدود ہے اور بندوں کے علم کے ساتھ نسبت کرو تو لامحدود ہے۔ یہ مسئلہ آپ سمجھ گئے۔

اللہ اور رسول ﷺ دونوں کی اطاعت مستقل ہے

ہم اللہ کی صفات کا مظہر مانتے ہیں یہ نہیں مانتے کہ عین صفات الٰہیہ اللہ کے کسی بندے کے پاس موجود ہیں ایسا ہم نہیں مانتے اللہ کی صفت علم کی تجلی ہے علم غیب کی تجلی ہے علم شہادہ کی تجلی ہے اللہ کی صفت قدرت کی تجلی ہے اس کی سمع کی تجلی ہے اس کی بصر کی تجلی ہے۔ اللہ نے اپنی صفات اپنے حسن ذات کی تجلی کا پہلا مرکز اپنے حبیب ﷺ کو بنایا پھر وہی تجلیات پھیلیں اور انہی تجلیات کا ظہور انبیاء علیہم السلام کی شکل میں آیا اور رسل کرام کی شکل میں آیا صدیقین کی شکل میں آیا۔ اللہ کے محبوبوں کی شکل میں آیا تو اس لئے میں کہتا ہوں کہ اللہ کا علم مستقل ہے اور ساری کائنات کا علم حتیٰ کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم خالق کائنات کے مقابلے میں غیر مستقل ہے اور ہمارے حال کا مقابلہ کرو تو اللہ اللہ باللہ ثم تاللہ حضور ﷺ کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں غیر مستقل اور ہمارے سامنے مستقل ہے کیوں کہ ہمارے علم کا تو مرکز ہی حضور ﷺ کا علم ہے یہ بالکل ایسا ہے کہ اللہ کی اطاعت مستقل ہے یا نہیں ہے؟ اور رسول کی اطاعت! تو آپ کہیں گے

(سورۃ نجم آیت 3)

غیر مستقل میں کہوں گا دونوں مستقل ہیں کیوں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب رسول کی اطاعت کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے تو وہ غیر مستقل اس لئے ہوگی کہ **وما ینطق عن الهوٰی ان هو الا وحی یوحٰی** اور وہ غیر مستقل اس لئے ہوگی حضور کی اطاعت جب اللہ کی اطاعت کی طرف نسبت کی جائے تو اس لیے غیر مستقل ہوگی کہ حضور کی اطاعت اسی کام میں ہے۔ جس میں اللہ کی اطاعت ہے اللہ جس بات میں اطاعت چاہتا ہے اسی میں رسول بھی اطاعت چاہتے ہیں اس اعتبار سے اللہ کی اطاعت مستقل رسول کی اطاعت غیر مستقل ہے لیکن ایک اعتبار ایسا ہے کہ دونوں کی اطاعت مستقل ہے ہمارے لئے اللہ کی بھی اس کے رسول ﷺ کی بھی وہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب اللہ ہمیں کوئی حکم دے اور یہ فرمائے کہ میری اطاعت کرو تو ہمیں کوئی حق نہیں کہ اللہ سے دلیل طلب کریں کہ اللہ ہم کیوں تیری اطاعت کریں کسی بندے کو حق ہے؟ نہیں ہے بغیر دلیل طلب کیے اللہ کی اطاعت کرنے پر ہم مامور ہیں اگر ہم اللہ سے دلیل طلب کریں تو ہم اللہ کی بندگی سے خارج ایمان سے خارج متصور ہوں گے جس طرح اللہ سے اس کی اطاعت کیلئے ہم کوئی دلیل طلب نہیں کر سکتے خدا کی قسم رسول جب ہمیں حکم دیں کہ تم یہ کرو تو رسول ﷺ سے بھی دلیل طلب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ رسول ﷺ سے دلیل طلب کیے بغیر ہم مامور ہیں اس بات کے کہ رسول ہمیں جس بات کا حکم دیں ہم ان کی اطاعت کریں تو پتہ چلا کہ طلب دلیل کا مسئلہ ایسا ہے کہ نہ اللہ سے اس کی اطاعت کیلئے دلیل طلب کرنا ممکن

(سورۃ نساء آیت 59)

ہے نہ رسول سے اس کی اطاعت کیلئے دلیل طلب کرنا ممکن ہے تو دلیل طلب کرنا اللہ رسول دونوں سے ناممکن اس اعتبار سے دونوں کی اطاعت مستقل ہے اور رسول کے علاوہ جس کی بھی ہم اطاعت کریں گے تو وہ دلیل کے ماتحت کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم** دیکھو اپنے لیے اللہ نے اطیعوا کا لفظ فرمایا رسول کیلئے بھی اطیعوا کا لفظ فرمایا لیکن جب اولی الامر کی باری آئی تو وہاں اطیعوا کا لفظ نہیں فرمایا اگر میں ایک نحو کا قاعدہ بیان کروں تو آپ پریشان ہونگے ایک کھلی ہوئی ظاہر بات ہے کہ اگر اتنا فرما دیتا۔ **اطیعوا الله والرسول واولی الامر منکم** تب بھی معنی تو سمجھ میں آجاتے لیکن نہیں بات پوری نہ ہوتی اللہ کا مقصود یہ تھا کہ میری اطاعت پر بھی کوئی دلیل طلب مت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت پر بھی کوئی دلیل طلب مت کرو اس لئے فرمایا **اطیعوا الله واطیعوا الرسول** میری اطاعت بھی مستقل ہے رسول کی اطاعت بھی مستقل ہے۔

رسالت سے متعلق ہمارا عقیدہ

ہاں جب اولی الامر کی بات آئے تو پھر ان سے دلیل طلب کرو بس یہ ہمارا عقیدہ ہے رسالت کے بارے اور ہمارا عقیدہ کہ رسول کو بیماری لاحق ہو سکتی ہے وہ اللہ کی

(سورۃ بقرہ آیت 87)

حکمت کی بنا پر رسول کو بھوک لگ سکتی ہے پیاس لگ سکتی ہے۔ رسول کو تکلیفیں پہنچ سکتی ہیں۔ زخم پہنچ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ رسولوں کا قتل کر دیا جانا بھی ممکن ہے جیسا کہ یہودی قتل کرتے رہے اللہ نے فرمایا **ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون** اے یہودیو! تم نے رسولوں کی جماعت کو فقط جھٹلا کر چھوڑ دیا اور ایک جماعت کو تو تم نے قتل کر دیا تو نبیوں کے اوپر ان جسمانی تکالیف کا آنا نبوت کی شان کے خلاف نہیں ہے۔ بھوک لگنا بھی نبی کی شان کے خلاف نہیں ہے۔ پیاس لگ جانا نبی کی شان کے خلاف نہیں ہے۔ بخار آجانا نبی کی شان کے خلاف نہیں ہے اور اسی طرح نبی کے جسم پر زخم آنجانا یہ بھی نبی کی شان کے خلاف نہیں ہے۔ اب یہ کہہ دیں گے کہ بھئی اگر نبی کو علم ہوتا تو یہ زخم کبھی بھی نہ آتے؟ یہ غلط ہے، یہ غلط ہے، ارے میرے دوستو! نبی کو اس لئے زخم نہیں آیا کہ نبی بے علم ہے معاذ اللہ نبی کو زخم اس لئے آیا کہ نبی کو اس بات کا علم ہے کہ میرا رب اسی میں راضی ہے اور نبی کو جو تکلیف آئی اس لئے نہیں کہ نبی کو علم نہیں تھا بلکہ اس لئے آئی کہ نبی کو یہ علم ہے کہ میرا رب اسی میں راضی ہے اور نبی کو یہ علم ہے کہ آنے والی امت کے لوگوں کے غموں کا مداوا کس کے دامن میں ہے؟

ہر راحت سرکار ﷺ کے دامن سے وابستہ ہے

میرے ہی دامن میں تو ان کے غموں کو پناہ ملے گی نبی کو اس بات کا علم ہے کہ

میری امت کی بھوک کی پناہ میری بھوک کے دامن میں ہوگی نبی کو اس بات کا علم ہے کہ میری امت کی تکالیف کی پناہ میری ہی تکالیف مقدسہ کا دامن ہوگا بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنے حبیب ﷺ کو آسمانوں پر بلا لیتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر بلایا کہ نہیں بلایا؟ اور اب تک وہ زندہ ہیں یا نہیں ہیں؟ اور جب تک اللہ چاہے گا آسمانوں پر زندہ رہیں گے یا نہیں رہیں گے؟ کیا اللہ اس پر قادر نہیں کہ اپنے حبیب ﷺ کو عرش پر بلا لیتا؟ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام آج تک آسمانوں پر زندہ ہیں۔ حضور عرش پر ہی زندہ رہتے یہ ممکن نہیں تھا؟ یقیناً تھا لیکن بات یہ تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ کی حکمت کا تقاضا یہ تھا کہ تمام مخلوقات کی ہر حالت اور ہر کیفیت پر تکلیف اور ہر راحت میرے محبوب ﷺ کے دامن سے وابستہ ہوجائے۔

سرکار ﷺ کے وصال کی حکمت

عزیزان محترم یہی وجہ ہے کہ اللہ اگر چاہتا تو **نفخة لاولی** تک اپنے رسول ﷺ کو زندہ رکھ سکتا تھا اور نفخہ لاولی کے بعد پھر سب کے اوپر قانون موت طاری ہونا ہے اللہ قادر ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے تریسٹھ سال کے بعد اپنے محبوب ﷺ پر موت کا قانون طاری فرمایا کیوں؟ اس لئے طاری فرما دیا کہ میرے محبوب اگر تیرے اوپر موت کا قانون طاری نہ ہوگا تو پیارے تیری امت کے لوگوں پر جب موت

آئیگی تو اس کو کس کے دامن میں پناہ ملے گی دامن وفات محمدی ﷺ کیا ہے؟ حضور ﷺ کی امت کے ہر فرد کی موت کیلئے جائے پناہ ہے اللہ چاہتا تو نفخہ لاولیٰ تک حضور ﷺ کو عرش پر رکھتا حضور ﷺ زمین پر تشریف ہی نہ لاتے۔ نفخہ لاولیٰ کے موقع پر جب کہ ساری کائنات کو اللہ تبارک وتعالیٰ معدوم فرمانا مقرر فرما چکا ہے اسی وقت یہ سب کچھ ہوتا مگر نہیں اللہ نے حضور ﷺ کو زمین پر بھیجا حضور ﷺ کے اوپر موت کا قانون اللہ کی زمین پر نافذ ہوا کیوں؟ تاکہ حضور ﷺ کی قبر انور مدینہ منورہ میں قائم ہو اور اس لئے قائم ہو کہ میرے پیارے اگر تجھ پر موت کا قانون نہیں آتا تو تیری اُمت کی موتیں تو رول جائیگی اور اگر تیری قبر مبارک مدینہ منورہ میں نہ ہو تو تیرے غلاموں کی قبریں تو رول جائیں گی اور تیرا روضہ مطہرہ اور تیری قبر انور تیری امت کی قبروں کیلئے جائے پناہ ہے اور پیارے حبیب ﷺ تجھ پر قانون موت کا طاری ہونا تیرے غلاموں کی موت کیلئے دامن پناہ ہے تو ہم حضور کیلئے قانون موت کو نبوت کے خلاف نہیں سمجھتے اللہ نے فرمایا **وما محمد الا رسول قدخلت من قبله الرسل افائن مات اوقتل انقلبتم علٰی اعقابکم** ارے محمد رسول ہی ہیں اللہ کی شان ہے کہ اس پر موت کا اور نیند کا کوئی اثر آنے نہ پائے ارے یہ تو اللہ نہیں ہیں وہ رسول ہی ہیں وہ اللہ نہیں ہیں وہ رسول ہیں ان سے پہلے بہت رسول گذر گئے اللہ اکبر۔

اللہ نے فرمایا اگر محمد مصطفیٰ ﷺ دشمن کے ہاتھ سے بغرض محال قتل ہو جائیں

(سورۃ آل عمران آیت 144) (سورۃ مائدہ آیت 67)

حالانکہ وہ قتل ہو نہیں سکتے کیونکہ **واللہ یعصمک من الناس** اللہ نے فرمایا بالفرض وہ دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہو جائیں یا ان پر قانون موت طاری ہو جائے تو اے مسلمانو کیا تم ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے نہیں تمہیں تو پھرنا نہیں ہے ایڑیوں کے بل اگر محمد مصطفیٰ ﷺ کی وفات ہوگئی تو تمہیں ایڑیوں کے بل نہیں پھرنا اس دین پر قائم رہنا ہے اور یہ سمجھنا ہے کہ قانون موت کا میرے رسول ﷺ پر طاری ہونا ہزاروں حکمتوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اس میں عبدیت ومعبودیت کا امتیاز ہے خالق اور مخلوق کا فرق ہے اللہ اور رسول کا فرق ہے اللہ وہ ہے جس پر موت نہیں آتی اور رسول وہ ہے جس پر قانون موت طاری ہوسکتا ہے ہوتا ہے اور میں عرض کر رہا تھا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کیلئے قانون موت طاری ہونے کے خلاف نہیں ہیں جو یہ کہتا ہے کہ نبی پر موت نہیں آسکتی اور نبی پر قانون موت طاری نہیں ہوسکتا وہ جھوٹا ہے، جھوٹا ہے، جھوٹا ہے۔

موت کی اقسام

بلکہ اتنی بات میں کہہ سکتا ہوں کہ موت کو جب آپ غور کریں تو اس کی نوعیتیں دو ہیں ایک تو عادی اور ایک حقیقی۔ عادی موت تو یہ ہے کہ جسم سے روح نکل جائے جسم سے روح قبض ہو جائے یہ ہے، موت عادی، اور موت حقیقی یہ ہے کہ حیات کا کوئی اثر باقی نہ رہے یہ ہے موت حقیقی اور حیات کا اثر کیا ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں حیات کا اثر ہے علم

حیات کا اثر ہے سمع حیات کا اثر ہے بصر حیات کا اثر ہے قدرت

قبض روح کے باوجود حضور علیہ السلام زندہ ہیں

تو میرے دوستو خوب سمجھ لیجئے اثر حیات تو رسول ﷺ کی ذات میں اس وقت بھی باقی رہا جبکہ موت عادی حضور ﷺ پر طاری ہوئی جب جسم اقدس سے روح مبارک قبض ہوئی اور جسم اقدس سے روح مبارک نکل کر باہر گئی۔ واللہ باللہ ثم تاللہ جسم اقدس کے اندر حیات حقیقی کے اثرات اس وقت بھی موجود تھے مگر روح مبارک کا قبض ہونا اصل میں موت عادی تو یہی ہے اور اسی کو ہم الوہیت کے منافی سمجھتے ہیں اور اسی موت کو تو ہم امت کی موت کی جائے پناہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ اکبر اس لئے قانون موت ضرور طاری ہوا لیکن اس کے باوجود علم باقی رہا اللہ اکبر یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

خدا تمہیں عقل سلیم عطا فرمائے

البریلویہ کتاب کسی نے لکھی اور میں کہتا ہوں اتنا جاہل شخص ہے معلوم ہوتا ہے نا قرآن آتا ہے نا حدیث آتی ہے ہاں اتنا جاہل شخص ہے میں نے یہ بات کہی حالانکہ سنی کا نام بریلوی رکھ لیا اور سنت کا نام بریلویت رکھ لیا۔ بریلویت کچھ نہیں ہے سنیت ہے بریلوی کچھ نہیں ہے سنی ہے اور ہمیں بریلی سے فقط نسبت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد سے ہمارے عقائد موافق ہیں اور ان کے ہم احسان مند

ہیں کہ انہوں نے ہمیں عقائد حقہ کی تلقین فرمائی آپ سمجھ گئے میں نے اتنی بات کہی تھی کہ قانون موت طاری ہونے کے باوجود بھی انبیاء کے اجسام میں اثر حیات باقی رہتا ہے تو اس نے اس کو شرک قرار دے دیا اور کہا دیکھو یہ بریلویوں کا مذہب ہے کہ مرنے کے بعد بھی وہ ان کو زندہ مانتے ہیں ارے اللہ کے بندو! تمہیں خدا سمجھائے اور تمہیں خدا عقل سلیم عطا فرمائے ارے رسول ﷺ کی شان تو بہت بڑی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں بخاری میں مسلم میں تمام کتابوں کے اندر صحاح ستہ میں یہ حدیث موجود نہیں ہے؟ جب مرنے والا مر جاتا ہے اور اس کا جنازہ اس کے کاندھوں پر رکھ کر لوگ جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے ہائے افسوس تم پر ارے تم مجھے کہاں لیے جا رہے ہو۔ اگر وہ اہل نار میں سے ہے تو وہ واویلا کرتا ہے کہ ارے تم مجھے کہاں لئے جا رہے ہو، اگر وہ اہل جنت میں سے ہے تو وہ خوش ہو کر کیا کہتا ہے کہ جلدی میرے مقام پر مجھے پہنچاؤ مرنے والا مرنے کے بعد دفن ہونے سے بھی پہلے اس کی روح نکل چکی موت کا قانون اس پر طاری ہو چکا ہے اس کے باوجود بھی اسے معلوم ہے کہ مجھے کاندھے پر سوار کئے لے جا رہے ہیں اسے علم ہے یا نہیں ہے؟ ہے بولو یہ علم اثر حیات ہے یا نہیں ہے؟ وہ بول بھی رہا ہے اور یہ بات ہے کہ ہم نہ سنیں مگر وہ بول بھی رہا ہے یہ بولنا اثر حیات ہے یا نہیں؟ اور پھر وہ اپنے ٹھکانہ کے تصور سے اگر اہل نار سے ہے تو پریشان بھی ہو رہا ہے۔ یہ پریشان ہونا یہ اثر حیات سے ہے یا نہیں ہے وہ اگر مومن ہے جنت اس کا ٹھکانا ہے تو پھر وہ خوش ہو رہا ہے یہ اس کی خوشی اثر

حیات سے ہے یا نہیں ہے؟ اوظالمو میں نے اگر یہ کہہ دیا کہ رسول میں قبض روح کے باوجود بھی اثر حیات موجود ہے ارے ہاں یہ تو ہر مومن وکافر کے قبض روح کے بعد اثر حیات موجود رہتا ہے۔ لگاؤ فتوی یہ بات تو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے ارے یہ تو حضور ﷺ کی فرمائی ہوئی ہے۔ تو قبض روح کے بعد اس اثر حیات کا باقی رہنا یہ تو بخاری شریف کی حدیث ہے ارے مسلم شریف کی حدیثیں ہیں یہ تو تمام صحاح ستہ کی حدیثیں ہیں تو پتہ چلا کہ قبض روح اور بات ہے۔ اور قبض روح کے بعد اثر حیات کا باقی رہنا یہ اور بات ہے۔

قبض روح کے بعد ہر مومن زندہ ہے

یہ مجھے البریلویہ کتاب لکھنے والا ظالم یہ کتاب لکھ کر سعودی عرب میں سنیت پر مظالم کے پہاڑ گروائے وہ مجھے جواب دے اس بات کا کہ میں نے اگر رسول اللہ کے لیے یہ لکھ دیا کہ قبض روح کے بعد اثر حیات آپ کے بدن پاک میں باقی رہا تو یہ بتائے کہ ہر مومن وکافر کے اندر قبض روح کے بعد اثر حیات حدیثوں میں مذکور ہے یا نہیں ہے؟ اور اگر تو اسے شرک کہتا ہے تو یہ بھی ٹھیک ہوگا یا نہیں ہوگا یہ شرک کا حال کہاں پڑے گا جا کر یہ بتا۔ میرے دوستو ہم بڑے مظلوم ہیں بڑے مظلوم ہیں اور ہم کچھ کہہ نہیں سکتے انشاء اللہ اس کا نتیجہ سامنے آئے گا اس کا نتیجہ سامنے آئیگا اور ہم مظلوم ہیں ہم پر ظلم کیا گیا

(سورۃ نحل آیت 97)

ہے۔ وہ بات ہماری طرف منسوب کی گئی جو ہمارا اعتقاد نہیں ہے۔ رہا یہ کہ حضور ﷺ کی حیات کا مسئلہ کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالی نے وفات کے بعد حیات عطا فرمائی تو بھائی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جس اللہ نے قرآن میں یہ ارشاد فرمایا **فلنحیینه حیوٰة طیبه** اے ایمان والو تمہیں اللہ پاکیزہ حیات عطا فرمائیگا بولئے جناب یہ پاکیزہ حیات اللہ تعالی نے حضور ﷺ کے غلاموں سے وعدہ فرمایا کہ نہیں تو مجھے اتنی بات بتادو کہ جو اللہ نے حضور ﷺ کے غلاموں سے فرمایا **فلنحیینه حیوٰة طیبه** فرمایا حضور ﷺ کیلئے حیات کا ثابت کرنا یہ کہنا کہ یہ تو ہوگی جنت میں جنت میں ہوگی اچھا اگر جنت میں ہوگی تو برزخ کا قبر کا کیا حال ہے بتاؤ اور اگر قبر میں یہ حیات تم نہیں مانتے تو میرے دوستو تنعیم کا عقیدہ باقی رہے گا نا تعذیب کا عقیدہ باقی رہے گا۔ بتاؤ حدیثوں میں موجود ہے یا نہیں ہے کہ جب قبر میں مردہ جاتا ہے تو اگر وہ اہل جنت سے ہے تو پہلے اس کا ٹھکانہ اگر مومن نہ ہوتا تو اس کا ٹھکانہ نار میں ہوتا تو پہلے اس کو وہ ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے کہ تو اگر مومن نہ ہوتا تو تیرا ٹھکانہ یہ ہوتا مگر تجھ سے یہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا اب جنت اس کا ٹھکانہ لکھا جاتا ہے اور نعیم جنت سے وہ سرفراز رہتا ہے اور جنت کی راحتیں ساری اس کو قبر میں ملتی رہتی ہیں اب بتاؤ اگر زندگی نہیں ہے۔ برزخ میں تو نعیم جنت سے قبر میں سرفراز ہونا اس کا کیا مفہوم ہوگا۔ ارے تو مومن کی بلکہ نبی کی حیات کا منکر ہے میں کہتا ہوں کہ قبر میں تو کافر کی حیات بھی ثابت ہے اگر کافر زندہ نہ ہو تو عذاب کس کو ہوگا بتاؤ تم نے کیا سمجھا

(سورۃ آل عمران آیت 144)

ہے۔قرآن کو اور کیا سمجھا ہے حدیث کو یہ تو ہمارے سامنے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ پڑھ کر ہم پر الزام اور حجت قائم کرتے ہیں کہتے ہیں دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جو کہے گا رسول اللہ کی وفات ہوگئی میں گردن اڑا دونگا تلوار سے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روک دیا اور آپ نے خطبہ شروع کیا لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوگئے اور خطبہ دیتے ہوئے آپ نے آیت پڑھی **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** (سورۃ آل عمران آیت) اور اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ لوگوں کو بتائیں حضور ﷺ کی وفات ہوگئی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صاف صاف کہا کہ **من کان منکم یعبدالله فان الله حی لا یموت ومن کان منکم یعبدمحمد فان محمدًقدمات** تم میں سے کوئی اگر اللہ کی عبادت کرتا ہو تو اسے یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ حی لا یموت ہے اور تم میں سے جو محمد مصطفی کی عبادت کرتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محمد مصطفی ﷺ پر موت طاری ہوگئی اور پھر یہ آیت پڑھی **انك میت وانهم لمیتون** (سورۃ زمر آیت) پھر یہ آیت پڑھی **وما محمد الا رسول** تو قرآن تو رسول کی موت کا اعلان کر رہا ہے۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے ہیں رسول اللہ کی موت کا اور تم رسول ﷺ کی حیات کا درس دے رہے ہو تمہاری بات مانیں یا قرآن کی بات مانیں لیکن تم قرآن وحدیث نہ سمجھو تو میرا کیا قصور

(سورۃ زمر آیت 31)(سورۃ نساء آیت 43)

ہے۔**لا تقربوا الصلوٰة** پڑھ دیا اور **انتم سکٰری** کو چھوڑ دیا کسی نے کہا کہ بھئی یہ **لا تقربوا الصلوٰة** تو پڑھ رہا ہے اللہ فرماتا ہے نماز کے قریب مت جاؤ مگر آگے اللہ یہ فرماتا ہے **وانتم سکٰری** ارے نماز کے قریب مت جاؤ اس حال میں کہ جب تم نشے میں ہو تو آیت کا اگلا حصہ بھی تو پڑھ وہ بھی تو قرآن ہے تو وہ کہنے لگا سارے قرآن پر تیرے باپ نے عمل کیا ہوگا مجھ سے تو **لا تقربوا الصلوٰة** پر عمل ہوتا ہے **انتم سکٰری** پر تو عمل کر لے۔

قرآن وحی متلو اور حدیث وحی غیر متلو ہے

لو بھائی اس کا تو کوئی جواب نہیں ہے۔میرے پیارے دوستو میرے محترم عزیزو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن بھی اللہ کی وحی ہے اور حدیث بھی اللہ کی وحی ہے فرق یہ ہے کہ قرآن وحی متلو ہے وحی مقروء ہے وحی جلی ہے اور حدیث وحی خفی ہے غیر متلو ہے وہ بھی قرآن تھا وہ بھی اللہ کی وحی ہے یہ بھی اللہ کی وحی ہے اور جب حضور علیہ السلام نے صاف صاف فرمادیا کہ مرنے کے بعد جب تم اس کو لے جاتے ہو دفن کرنے کیلئے وہ اگر جنتی ہے تو کہتا ہے ہاں جلدی لے چلو اور اگر دوزخی ہے تو کہتا ہے ہائے ہائے تم پر خرابی ہو تم مجھے کہاں لیے جا رہے ہو ارے بول یہ اثر حیات مومن وکافر کے اندر مرنے کے بعد حدیث میں ثابت ہوا یا نہیں ہوا؟ پھر اگر میں رسول کی ذات میں اس اثر حیات کو ثابت

کرتا ہوں تو تم مجھے مشرک قرار دے رہے ہو غضب ہے خدا کا تم پر بعد از وصال بھی انبیاء
علیہم السلام زندہ ہیں۔ حضور ﷺ نے صاف صاف فرمایا۔ **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق** ارے
اللہ نے زمین پر حرام کردیا کہ زمین نبیوں کے جسموں کو کھائے اور اللہ کا نبی قبر میں زندہ
ہے اس کو رزق دیا جاتا ہے)۔

مدرسہ صولتیہ کے شیخ کے ساتھ گفتگو

ابھی پچھلے مہینے میں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ مدرسہ صولتیہ میں کئی دفعہ وہاں کے
علماء نے بلایا تو میں وہاں گیا اور اب کئی مہینے ہوئے مدرسہ صولتیہ کے شیخ میرے پاس
آئے میں بیمار تھا باہر آ گیا ان کے ساتھ میں نے گفتگو کی وہ گفتگو بھی میری ٹیپ ریکارڈ
ر میں میرے پاس موجود ہے آپ سمجھ گئے ناں؟ میں نے ان سے کہا مجھ سے کہنے لگے میں
اس لئے آیا ہوں کہ پاکستان کا جائزہ لوں کہ یہاں کتنا شرک ہوتا ہے کتنی بدعتیں ہوتی
ہیں میں شارکن عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں گیا لوگ وہاں سجدے کرتے ہیں اتنی بڑی قبر بنی
ہوئی ہے اور لوگ وہاں پر سجدے کرتے ہیں اللہ اکبر آپ علماء ہیں آپ کا فرض ہے کہ
آپ ان لوگوں کو روکیں ان کاموں سے میں نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں
بے شمار دفعہ حضرت شاہ رکن عالمؒ اور حضرت سیدی بہاؤالحق ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے

(ریاض الصالحین)

مزارات پر حاضر ہوا لیکن میں نے اپنی آنکھ سے کسی کو سجدہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور
اگر میں دیکھتا تو ضرور روک دیتا کہنے لگا تو اتنی موٹی قبریں بنی ہوئی ہیں میں نے کہا اس
لئے نہیں بنیں جو تمہارے ذہن میں ہے وہ بت نہیں ہیں پوجا کیلئے نہیں ہیں بلکہ وہ صرف
اس لئے ہیں کہ ہندوستان کی سرزمین میں بتاؤ مسلمان کے نشان کفار نے فنا کرنے کیلئے
اپنے آپ کو تیار کیا تھا کہ نہیں کیا تھا مسلمان کے ہر نشان کو مٹانے کیلئے ارے میں نے کہا
فقط اس لیے مزارات بنائے گئے کہ جہاں یہ قبریں اس طور پر مضبوط نوعیت سے بنا دی
جائیں گی پھر ہندوؤں ان کے دشمنوں کو موقع نہ ملے گا کہ ان کے نشانات کو مٹائیں۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

میں جانتا ہوں کہ قبریں پختہ ناجائز ہیں میں مانتا ہوں کہ قبہ بنانا ناجائز ہے۔ یہ
میرا مذہب ہے لیکن اولیاء کرام کی عظمتوں کے نشان کو برقرار رکھنے کیلئے اگر اس نیک نیتی
کے ساتھ کوئی قبر پختہ بنائی جائے یا قبہ بنایا جائے تو نیت کے مطابق اس کا اجر ہوگا۔ **ان اللہ لاینظر الٰی صورکم ولا الٰی اعمالکم ولکن نظر الٰی قلوبکم**۔۔۔۔۔۔ (ارے اگر کسی نے قبر کی پوجا کرنے کیلئے اونچی قبر بنائی جس نے
قبر کی پوجا کرنے کیلئے گنبد بنایا تو بے شک وہ مشرک ہے اور اس کا مواخذہ ہوگا اور اگر کسی
نے فقط اولیاء اللہ کی عظمت کے نشانات کو اجاگر رکھنے کیلئے یہ کام کیا تو یہ تو عین اخلاص و

محبت کا تقاضا ہے اس پر اس کا کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ بلکہ انشاء اللہ اس کو اجر ملے گا میں
نے یہ بھی کہا فقط حضور علیہ السلام نے قبروں کے متعلق ہی نہیں فرمایا **لا تجصصو** حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مسجدوں کے بارے میں **لا تزخرفو** ارے مسجدوں کو بھی
مزین نہ کرو اب بتاؤ اگر ان کو پختہ کرنا حرام ہے تو مسجدوں کا مزین کرنا بھی تو حرام ہے
اس کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے یہ بھی رسول کی حدیث ہے ارے مسجدوں کو پختہ کرنے کیلئے
فرمایا **لا تجصصو القبور** اور مسجدوں کیلئے فرمایا **لا تزخرفوا المساجد**
ارے مسجدوں کو مزین نہ کروا اور پھر تمہاری مسجدیں بھی مزین ہیں اور تم اپنی مسجدوں کو
مزین کرتے ہوئے حالانکہ **لا تزخرفوا المساجد** آیا ہے اور ایک حدیث میں یہ
بھی آیا ہے کہ اے لوگو یہود کے قدم بقدم تم چلو گے جیسے یہود نے اپنے عبادت خانوں کو
مزین کیا تم بھی اپنی مسجدوں کو مزین کرو گے تو حضور ﷺ نے کتنی مزمت فرمائی، فرمائی
کہ نہیں فرمائی؟ تو غضب ہے کہ ایک حدیث **لا تجصصو** کو لے کر قبروں کے پیچھے پڑ
گئے اور کہا کہ ان کو گرا دو مسمار کر دو اور ان کو منہدم کر دو اور تمہاری سب مسجدیں مزین ہیں
ارے مسجدوں کے مسمار کرنے کا تصور تو تمہارے ذہنوں میں نہیں آیا پتہ چلا اور معلوم ہوا
کہ مسجدوں کے مزین ہونے کی اجازت دی علماء نے اجازت فقط اس لئے دی ہے کہ اللہ
کے گھروں کی عظمت لوگوں کی نگاہوں میں قائم رہے کہ عام لوگوں کے گھروں کی عظمت
لوگوں کی نگاہوں میں قائم رہے تا کہ عام لوگوں کے گھر تو بڑے مزین مزخرف ہیں اور اللہ

کے گھر ایسے ہی سونے سونے رہیں تو اس لئے لوگوں کے دلوں میں اللہ کے گھروں کی
عظمت کو برقرار رکھنے کیلئے مسجدوں کو مزین کرنے کی علماء نے اجازت دے دی جس
طرح اللہ کے گھروں کی عظمتوں کو عام لوگوں کے دلوں میں برقرار رکھنے کیلئے مسجدوں کا
مزین کرنا جائز ہے اسی طرح اولیاء اللہ کی عظمتوں کے نشانات کو مومنوں کے دلوں میں
برقرار رکھنا اولیا اللہ کی پختہ قبروں اور قبوں کے جواز کی دلیل ہے۔

اللہ کے نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں

مکہ مکرمہ جامعہ صولتیہ کے شیخ سے میں نے پوچھا کہ آپ کا مسلک کیا ہے؟
کہنے لگے میں سلفی ہوں میں نے کہا اچھا آپ سلفی ہیں آپ مجھے بتایئے کہ امام احمد بن
حنبل رحمۃ اللہ علیہ سلفی تھے یا نہیں تھے؟ کہنے لگے ہاں سلفی تھے میں نے کہا اگر سلفی تھے تو
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ سندوں سے یہ حدیث اپنی مسند میں روایت کی اور
وہ سب سندیں صحیح ہیں ایک سند کے متعلق ایک شخص بیٹھا ہے کراچی میں اس کا کیا نام کہتے
ہیں۔ کیپٹن ہے پتہ نہیں کون ہے اس نے کہا کہ وہ منقطع حدیث ہے اور وہاں امام احمد بن
حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سماع ثابت نہیں ہے۔ اللہ کے بندے اگر ایک حدیث میں سماع
ثابت نہیں ہے تو دوسری روایات میں سماع موجود ہے اور دوسری سندیں بالکل متصل
موصول مسلسل ہیں ان احادیث میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف صاف

(مسند امام احمد) (مسلم شریف)

یہ حدیث نقل کی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ۔ **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق** اللہ کے نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اللہ نے زمینوں پر حرام کر دیا کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے بولو جی یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے نہیں ہے؟ حدیث نقل کی ہے اور صحیح صحیح سندوں سے صحیح لفظوں کے ساتھ روایت کی ہے آپ کیا کہتے ہیں اس کے متعلق تو کہنے لگے بھئی بات یہ ہے کہ ٹھیک ہے اسلاف سے بھی کوئی فروگذاشت ہو سکتی ہے وہ معصوم نہیں ہوتے ہاں اچھا تو میں نے کہا یہ پانچوں حدیثیں ایسی ہو گئیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنے محدثین نے جتنی حدیثیں روایت کی ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ ان سے فروگذاشت ہو گئی ہم ان کو نہیں مانتے تو اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے سرے سے حدیث ہی کا انکار کر دیں تو لوگ کیا کہیں گے تو کہنے لگے ہم سوچیں گے کہ اس کی بات قابل قبول ہے؟ تو میں نے کہا یہاں بھی آپ کو سوچنا پڑے گا ہاں سوچنا پڑے گا یہاں تو اس حدیث میں تم ایک روایت کے انقطاع کی بات کرتے ہو لیکن مجھے بتاؤ کہ صحیح مسلم کی روایت کا کیا جواب دو گے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں معراج کی رات جا رہا تھا **مررت علی الکثیب الاحمر بقبر موسیٰ فاذا ھو قائم یصلی فی قبرہ** فرمایا میں کثیب احمر سے گذرا موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے ہوتا ہوا جا رہا تھا میں نے کیا دیکھا حضور ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو کہ وہ کھڑے ہوئے قائما کھڑے

(مسلم شریف)

ہوئے قبر میں صلوٰۃ پڑھ رہے تھے۔ ارے اس کا کیا جواب ہے ارے یہ تو صحیح مسلم کی روایت ہے تمہارے اعتراض سے بالاتر ہے بولو اس کا کیا جواب دیتے ہو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مدرسہ صولیہ کے شیخ وہ جو اپنے آپ کو سلفی کہتے تھے میرے پاس آئے انہوں نے مجھ سے گفتگو کی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

آخری بات

یہ ہمارا مذہب ہے بس تم ہمیں مشرک کہو کافر کہو بدعتی کہو افسوس ہے خود ان راہوں پر جا رہے ہو جو توحید کے خلاف ہیں اور تم خود ان راہوں پر جا رہے ہو جو سنت کے خلاف ہیں ارے سنت رسول تو یہی احادیث ہیں تم انکا انکار کرو گے تو تم مجھے بتاؤ کہ تم کو کہاں سنت نصیب ہوگی اور آخر اس کے بعد کیا ہوگا۔ اس کے بعد جو نہ سمجھے اس کو خدا سمجھائے (مولانا عبداللہ سعیدی) افسوس ہے میں اپنی بات پوری نا کہہ سکا کل بھی عصر پونے چھ بجے پڑھی تھی آج بھی پونے چھ بج گئے ابھی میرا مضمون بہت باقی ہے ابھی میں نے خلافت نہیں بیان کی امامت و ولایت نہیں بیان کی اب میں اللہ سے یہ دعا کرتا ہوں اے اللہ جو میں نے بیان کیا ہے اس میں اگر کوئی غلطی ہوئی تو مسلمانوں کا صدقہ مجھے معاف فرما دے الٰہی اگر یہ صحیح ہے تو قبول فرما لے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

باب نمبر 9

مقصد تخلیق کائنات

سنی کانفرنس منعقدہ قاسم باغ قلعہ کہنہ ملتان میں محقق بے بدل ضیغم اسلام امام اہل سنت غزالئی زماں رازی ء دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کو جماعت اہلسنت پاکستان کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا اس کے چند دنوں بعد وہاڑی کوا ٹروں والی مسجد متصل ریلوے اسٹیشن وہاڑی میں قائم مدرسہ میں آپ رونق افروز ہوئے اور وہاں آپ نے یہ خطاب دلنواز فرمایا اور سلطان المقررین سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب خطیب اعظم بورے والا نے ٹیپ سے نقل کیا۔

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن
به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات
اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له
و نشهد ان لا الـه الا الـلـه وحده لا شريك لـه ونشهدان
سيدنـا وسـنـدنـا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا
ومولانا و ملـجـانـا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم
انـا اعـطيـنٰك الكو ثر، علم الغيب فلا يظهر علٰى غيبه احدا
الا مـن ارتـضٰى من الـرسـول صدق الله العظيم و صدق
رسولـه الـنبی الـكـريـم الامين و نحن علٰى ذٰالك لمن
الشاهـديـن وا شاكـريـن والحمد لله رب العٰلمين ان الله
وملٰئكة يصلون على النبی يا ايهاالذين اٰمنوا صلوا عليه
وسلـمـوا تسليـمـا اللـهم صل علٰى سيدنا ومولانا محمد
وعلٰى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔
محترم حضرات علماء ومشائخ اہل سنت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں کس مقصد کے لیے پیدا فرمایا؟ نیز یہ کہ یہ تمام کائنات کس حکمت کے تحت تخلیق فرمائی گئی؟ تو قرآن پاک فرماتا

(سورۃ البقرہ آیت 28) (سورۃ ابراہیم آیت 32)

ہے **ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا** یعنی زمین میں جو کچھ ہے وہ سب کچھ تمہارے لیے پیدا کیا گیا بلکہ فرمایا **سخرلکم الشمس والقمر** سورج و چاند تمہارے لئے کام میں لگا دیئے یعنی زمین و آسمان کی مخلوق نظام شمسی اور قمری۔ جواہر و اعراض۔ حقائق لطیفہ۔ عالم امثال کی حقیقتیں۔ عالم اجسام اور عالم تحت و فوق کی ہر شئے کو تمہارے لیے پیدا فرمایا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لکم میں ل ہے اور یہ نفع کے لیے ہوتا ہے۔ تو چاہیئے کہ ہر چیز ہمیں نفع پہنچائے یعنی پانی، زمین، آگ، ہوا وغیرہ ہر شے ہر وقت نافع ہو حالانکہ ہوتا یہ ہے کہ زلزلہ آیا زمین نے حرکت کی ہزاروں عمارتیں گر گئیں اور ہزاروں افراد بیک وقت لقمہ اجل بن گئے کچھ ہمیشہ کے لیے معذور ہو گئے لاکھوں اُجڑ گئے پانی کا سیلاب آیا آبادیاں ختم کھیتیاں باغات بے شمار جاندار اس میں بہہ گئے مکانات تباہ۔ آگ لگی اور سب کو لے گئی سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا آندھی آئی زندگی کا نظام معطل چھپر تو کیا پکے مکانوں کی چھتیں تک اُڑ گئیں انکے سامنے **ھوالذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا** (سورۃ البقرہ آیت 28) ہزار مرتبہ پڑھتے رہو کہ تم تو ہمارے نفع کے لیے ہو مگر نہیں سنتے اور جو شئے سامنے آگئی تباہ و برباد تو پھر خلق لکم کا مقصد کیا ہوا؟

ہماری تخلیق کا سنگ بنیاد خدا کی معرفت ہے

تو اسکا جواب یہ ہے کہ بے شک سب کچھ ہمارے لیے ہے لیکن ہم بھی تو کسی کے لیے پیدا

(سورۃ زریات آیت 55) (سورۃ الدھر آیت 10)

کئے گئے ہیں (مقصد یہ کہ اگر ہمارے خدام ہمارے خلاف ہو گئے اور ہمیں نفع دینے کی بجائے الٹا نقصانات دینے لگے تو کیا جس کے لیے ہم پیدا کئے گئے ہمارے اس مخدوم ومطعم کے ساتھ ہم نے وفا کی؟)

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کس لیے پیدا کئے گئے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا یعنی سب کائنات ہمارے لئے پیدا فرمائی لیکن ہمیں صرف اپنے لئے پیدا فرمایا ہماری تخلیق کا سنگ بنیاد اور بنیادی نکتہ خدا کی محبت اور معرفت ہے اس لئے عارفین نے **لیعبدون** کا ترجمہ **لیعرفون** کیا ہے بلکہ دین کا بنیادی نکتہ صرف محبت و معرفت ہے اسکے بغیر کچھ نہیں، بلکہ محبت تو اللہ جل شانہ نے ہماری فطرت میں رکھی ہے کیونکہ انسان انس سے بنا ہے جسکا معنی ہے مانوس ہوا۔ اس نے محبت کی معلوم ہوا کہ انس اور محبت کے بغیر انسان، انسان ہی نہیں رہ سکتا۔

انسان اللہ تعالیٰ کے حسن کا آئینہ ہے

اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کی محبت ہو کہ یہ انسان بن سکے تو اس سے مراد اس ذات کی محبت ہے جس کے حُسن کا یہ آئینہ ہے۔ خدا تعالیٰ کریم ہے انسان اسکے کرم کا آئینہ ہے اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے انسان اسکی سمع وبصر کا آئینہ ہے۔ اسی لئے فرمایا **فجعلناه سمیعاً بصیراً** اللہ تعالیٰ رحیم ہے انسان اسکے رحم کا آئینہ ہے **رحماء بینھم** تو اب

(سورۃ حم سجدہ آیت 53)

انسان اس ذات کے حسن کا آئینہ ہے اگر اس سے محبت وانس کرے گا تو انسان ہے ورنہ انسان نہیں محبت کا مرکز حسن ہوتا ہے اگر حُسن ہوگا تو محبت ہوگی ورنہ نہیں۔ ہر ذرہ کائنات حق سبحانہ وتعالیٰ کے حسن کا آئینہ ہے پھول کی پتی کی رنگینی، اسکی نزاکت اسکی مہک میں خدا کا حسن ہے، پھلوں کی لذت، چاند سورج کی چمک، دریاؤں کی روانی، ہواؤں کی لہریں، بلکہ تمام کائنات میں اسی کے حسن کے جلوے ہیں۔ اس لیے لازم ہے کہ ہر چیز کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کی جائے۔

سوال

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے فلسفی منطقی اور عقلمند گزرے اور اُنہوں نے حقائق اشیاء سے متعلق بہت کچھ لکھا پڑھا مگر وہ ان اشیا کو دیکھ کر محبت ومعرفت تو بعد کی چیز ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان بھی نہ لائے اب اگر ہر شئے میں خدا کا حسن ہے اور حسن مرکز محبت ہے تو وہ لوگ محبت ومعرفت اور ایمان سے کیوں خالی رہے؟

جواب

اسکا جواب یہ ہے کہ بے شک ۱۸ ہزار عالم میں پھیلی ہوئی ہر چیز میں خدا تعالیٰ کا حسن پھیلا ہوا ہے، چاند میں سورج میں زمین میں آسمانوں، نباتات میں جمادات میں بلکہ ہر ذرے ذرے میں جلوہ حسن قدرت موجود ہے۔

ساری کائنات کے حسن کو سمیٹ کر وجود انسان میں رکھ دیا

اس ساری کائنات میں پھیلے ہوئے حسن کو سمیٹ کر اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کے دامن میں رکھدیا۔ عالم ۲ دو ہیں ا عالم خلق ۔۲ عالم امر یا یوں کہیے عالم دو ہیں ۔ ا عالم جسم ۔۲ عالم روح یا یوں کہیے دو عالم ہیں ۔ ا عالم کثافت ۔۲ عالم لطافت ، جسمانیات کا سارا حسن جسم میں رکھا اور روحانیت کا سارا حسن روح میں رکھا اور فرمایا الا لہ الخلق والامر یعنی جسم کی خلق میں روح کو امر کر ڈالا ، تو ساری کائنات کے حسن کو سمیٹ کر وجود انسان میں رکھ دیا ، اور انسان ۱۸ ہزار کائنات کے حسن کا مجموعہ ہے ، تو اب حق سبحانہ وتعالیٰ کا حسن دیکھنے کے لیے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں بلکہ سب کچھ اس کے اپنے اندر موجود ہے **سنریھم ا'یتنافی الآفاق وفی انفسھم** یعنی اب باہر دیکھنے کی ضرورت نہیں اپنے اندر دیکھ لو تم میں سب کچھ ہے تم میں زمین بھی ہے آسمان بھی ہے چاند بھی ہے اور سورج بھی ہے تم میں دن بھی ہے اور رات بھی ، موت بھی ہے اور حیات بھی ، زہر بھی ہے اور تریاق بھی ، نور بھی ہے اور ظلمت بھی اور حقائق کائنات بھی ہیں اور وہ اسطرح کہ اگر دن میں آنکھیں بند کر لیں تو رات ہے اور رات کو آنکھیں کھول لیں تو دن ہے ، سونا موت ہے جاگنا حیات ہے اگر کوئی آدمی کسی کو دانت سے کاٹ لے اور اسکے جسم میں دانت پیوست کر دے تو زہر ہے اور اگر اپنا نہار منہ کا لعاب کسی زخم پر لگائے تو تریاق کا کام دیتا ہے آنکھیں بند کر لو تو ظلمت اور کھولو تو نور مزید براں مومن میں ایمان کا نور ہے اور اے

ولی اللہ تجھ میں عرفان کا نور ہے ۔ تو تمام کائنات کو انسان میں رکھا ۔ اب انسان کا حسن ہی ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے ۔ زمین پر انسان ، پہاڑوں پر انسان دریاؤں پر انسان ہواؤں میں ، شرق میں ، غرب میں جہان عالم میں انسان ہی انسان ہے مومن جو ولی ہے ۔ تو اس کا حسن سمیٹا تو ایک نبی علیہ السلام میں رکھا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ یا دو لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے ساری کائنات نبوت کا حسن دامن مصطفےٰ ﷺ میں رکھدیا ۔ کیا خوب کہا ہے کہنے والے نے کہ

رخ مصطفےٰ ﷺ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشم خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

اب نتیجہ یہ ہوا کہ محبت کا مرکز حسن ہے اور حسن کا مرکز ذات مصطفےٰ ﷺ ہے تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بغیر خدا کی محبت اور معرفت ممکن ہی نہیں ۔ اسی لئے جن بے دین فلسفیوں منطقیوں نے موشگافیاں کیں ایمان سے خالی رہے کیونکہ دامن مصطفےٰ ﷺ ہاتھ میں نہیں لیا جو کہ حسن کا مرکز ہے ۔

سوال

اب یہ سوال پیدا ہوگا کہ فی الحقیقت جس نے حضور ﷺ کو دیکھا اس نے مرکز حسن کو دیکھا اور جس نے مرکز حسن کو دیکھا محبت ومعرفت حاصل ہوئی لیکن ہم نے تو حضور ﷺ

(الحاوی للفتویٰ جلد 1 صفحہ 260)

کو دیکھا ہی نہیں۔ ایسا تو صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے ممکن ہے لیکن ہما
رے لئے تو نہیں۔ تو یہ قانون ہمارے لئے تو مفید نہ ہوا؟

جواب

تو اسکا جواب یہ ہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں اور یہی جماعت اہلسنت کا پیغام ہے
جو پہنچانے آیا ہوں کہ جسطرح حضور ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سامنے زندہ تھے
آج بھی زندہ ہیں۔

حسن مصطفیٰ ﷺ آج بھی موجود ہے

خدا کی قسم حسن مصطفیٰ ﷺ آج بھی موجود ہے، آج بھی موجود ہے، آج بھی موجود ہے
جلوہ گر ہے، جلوہ گر ہے، جلوہ گر ہے۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ جلوہ گر تو ہے لیکن ہمیں نظر ہی نہ
آئے تو کیا کریں؟

جواب

تو اسکا جواب یہ ہے کہ نظر کئی قسم کی ہے ایک تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے ۳۰ پاروں کو دیکھو
خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ بسم اللہ کی ب سے لیکر والناس کی س تک جمال محمدی کی تصویر
ہے اگر کسی نے حضور ﷺ کے جسد مبارک کو ظاہراً نہیں دیکھا تو قرآن پاک کو دیکھے
سمجھے کہ اسکا ہر حرف آئینہ جمال محمدی ہے جب مرض الوصال میں شدت مرض کے دوران
حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے، اور حضور سید عالم علیہ السلام پہلو میں رونق افروز ہو

ئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے کہ امامت حضور فرمائیں۔ کیونکہ جب
سرکار تاجدار مدنی ﷺ جلوہ فرما ہوں تو پھر امام کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا بلکہ امام قوم کے
امام حضور ﷺ ہونگے، یہاں مشہو اعتراض ہے ذہن میں خیال آتا ہے اگر آپ ﷺ
حاضر و ناضر ہیں تو پھر مصلائے امامت پر امام کیوں کھڑا ہوتا ہے؟

جواب

اسکا جواب یہ ہے کہ اگر امام صحیح الاعتقاد ہو تو اسکی نماز مقبول ہے تو واللہ العظیم آج بھی امام
حقیقی حضور ﷺ ہی ہیں۔ چنانچہ سیدی امام عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ الحاوی للفتوی
جلد 1 صفحہ 260 میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔ جو کہ
۶۷۳ ھ کا واقعہ ہے فرمایا کہ میں حرم کعبہ میں حاضر ہوا اور نماز فجر امام حرم کے پیچھے ادا کی
مجھے دوران نماز ایک روحانی کیفیت طاری ہوگئی اور میری نگاہوں سے پردے اُٹھ گئے تو
میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے امام کے آگے خود حضور سرکار دو عالم ﷺ عشرہ مبشرہ سمیت
جلوہ افروز ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان انکے پیچھے صف بستہ ہیں اور آپ نماز پڑھا
رہے ہیں اور ہمارا امام لاشعوری طور پر حضور سرکار دو عالم ﷺ کے افعال مبارکہ کی ا
تباع کر رہا ہے، یعنی جب آپ ﷺ قیام میں تو ہمارے امام صاحب بھی قیام میں ہیں
جب آپ ﷺ نے رکوع فرمایا تو ہمارے امام نے بھی رکوع کیا۔ اور یہ سب کچھ امام لا
شعوری طور پر کر رہا ہے اور سیدی عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ

والسلام نے پہلی رکعت میں سورۃ مدثر اور دوسری رکعت میں **عم تیساء لون** تلاوت
فرمائیں اور یہ رابطہ معنوی اتنا مضبوط اور مستحکم تھا کہ **فلما فرغ رسول الله**
صلی الله علیه وسلم الامام یعنی جونہی حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے
ساتھ ہی ہمارے امام نے سلام پھیر دیا تو ہم نے نماز امام کے پیچھے اور امام نے حضور
ﷺ کے پیچھے پڑھی اور یہ سب کچھ معنوی طور پر اور لاشعوری رابطہ کی وجہ سے ہوا۔ تو خدا
کی قسم آج بھی جس کی نماز مقبول بارگاہ ہو اس کے امام حضور ﷺ ہی ہیں۔ بات یہ
ہو رہی تھی کہ جس نے جسد محبوب علیہ السلام نہیں دیکھا تو وہ قرآن پاک کو دیکھے دوسری
بات یہ ہے کہ آج بھی حضور ﷺ کو دیکھا جا سکتا ہے یعنی جس پر سرکار دو عالم ﷺ کرم
فرمائیں اور وہ خواب میں زیارت پاک سے مشرف ہو تو حضور ﷺ ہی کی زیارت ہے
۔ کچھ اور نہیں چنانچہ فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے فی الحقیقت مجھ ہی کو دیکھا
یہ تو خواب کی بات ہے اس سے آگے بیداری میں بھی جمال محمدی ﷺ کے جلوے نظر
آ سکتے ہیں۔

حدیث صحیح کے سات مرتبے ہیں

چنانچہ ایک حدیث پاک میں ہے جو متفق علیہ ہے۔ ہمارے احناف کے ہاں تو حدیث صحیح
سے متعلق معیار ہی بہت ارفع ہے عام محدثین کے نزدیک حدیث صحیح کے سات مرتبے
ہیں۔

۱۔ متفق علیہ یعنی بخاری و مسلم ایک ہی روایت سے روایت کریں۔
۲۔ جسے بخاری نے روایت کیا۔
۳۔ جسے مسلم نے روایت کیا۔
۴۔ شیخین نے اس کی روایت تو نہیں کی لیکن ان دونوں کی شرط کے مطابق ہو۔
۵۔ جسے بخاری نے نقل تو نہیں کیا البتہ اسکی شرط کے مطابق ہو۔
۶۔ مسلم نے اسے نقل تو نہیں کیا لیکن مسلم کی شرط کے مطابق ہو۔
۷۔ امہات کتب حدیثیہ کے مصنفین صحاح ستہ میں سے کسی کی شرط کے مطابق ہو۔

صحت حدیث کے لیے امام اعظم ابوحنیفہ النعمان بن ثابت بن نعمان رضی اللہ عنہ کی شرائط
تو اور زیادہ مضبوط ہیں لوگ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ امام اعظم سیئ الحفظ تھے یعنی آپکا حافظہ
معیاری نہ تھا جو بالکل غلط ہے کیونکہ ضبط کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ضبط صدر۔ ۲۔ ضبط کتابت با
قی محدثین ضبط صدر اور ضبط کتابت دونوں کی حدیث قبول کرتے ہیں، جبکہ امام اعظم ابو
حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم صرف اسی حدیث سے سند لیں گے جو کہ ضبط صدر سے
متصف راوی سے مروی ہو، چنانچہ متفق علیہ حدیث شریف ہے جن دنوں میں جامعہ اسلا
میہ یونیورسٹی بہاولپور میں حدیث شریف پڑھاتا تھا اور میں نے وہاں گیارہ سال حدیث
پڑھائی ہے میں نے آٹھویں جماعت کے لیے ایک مجموعہ صد احادیث ترتیب دیا اسمیں
میں نے یہ حدیث پاک بھی لکھدی کیونکہ متفق علیہ ہونے کے اعتبار سے کوئی جرات انکار

(ابن ابی جمرہ)

تو نہیں کر سکتا سب کو پڑھنی پڑھانی پڑے گی۔ اگر کوئی سوال کرے سینکڑوں خوش نصیبوں نے خواب میں زیارت تو کی ہے لیکن بیداری میں ایسا نہیں ہوا؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ نے جو فرمایا وہی حق ہے کائنات تو غلط ہو سکتی ہے لیکن تاجدار مدنی ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔

ردمودودیت

اس سلسلہ میں مودودی کے رسائل و مسائل کی وہ عبارت کتنی ناپاک ہے کہ رسول اللہ دجال کے معاملہ میں خود شک میں رہے، یہ لکھ کر حضور ﷺ کے لیے شک ثابت کر دیا نیز کہا ہے کہ گزشتہ تیرہ صدیوں نے ثابت کر دیا کہ دجال کے متعلق حضور ﷺ کا اندیشہ صحیح نا تھا لیکن جماعت اہلسنت کا دستور و منشور ہی یہ ہے کہ معاشرہ میں سے اس قسم کے ایمانی اخلاقی زہر کو دور کیا جائے بلکہ اس کا تریاق پیش کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کسی کو شک ہو تو وہ مومن نہیں ہو سکتا نبی کیسے ہو گا؟

دہن مصطفیٰ ﷺ سے حق کے سواء کچھ نکلتا ہی نہیں

حضور ﷺ نے جو بھی بات فرمائی وہ حق ہے اسمیں کوئی شک نہیں بلکہ آپ سرانور سے لیکر پاؤں مبارک تک معیار حق ہیں چنانچہ ابوداؤد جلد ۲ کتاب العلم، مسند احمد، تاریخ بخاری جو ے جلدوں میں ہے ان میں حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر رہتا اور جو کچھ زبان پاک

(الحاوی للفتاویٰ)

سے ارشاد ہوتا لکھ لیتا۔ جو کچھ بھی آپ فرماتے کسی کیفیت میں بھی ہوتے میں لکھ لیتا ایک دن مجھے قریش کے لوگوں نے روکا اور کہا ہے کہ جب آپ حالت رضا میں گفتگو فرمائیں تو لکھ لیا کرو اور جب غصہ کی حالت میں ہوں تو مت لکھا کرو کیونکہ غصہ میں انسان ناگفتنی بھی کہہ دیتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں میں نے بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا **اکتب یا عبد اللہ** اے عبداللہ جو کچھ میرے منہ سے سنو لکھ لیا کرو یعنی حالت رضا میں کہوں یا حالت غضب میں جو کچھ سنو لکھ لیا کرو، یہاں سرکار علیہ السلام نے بشریت کا انکار نہیں فرمایا بلکہ بشریت میں جو عیب ہوتا ہے اسکا انکار فرمایا، یعنی بشریت پاک تو ہے لیکن عیبی نہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان پاک ہے (اپنے دہن مبارک کیطرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا) اسمیں سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا یعنی میں جس حالت میں کہوں رضا میں یا غصہ میں ہوں جاگتے یا سوئے جو کچھ بھی میرے منہ سے نکلتا ہے حق ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ بشر تو ہیں لیکن بے عیب آپکی زبان برحق کلام برحق ہر ادا برحق اور ہر دلیل برحق آپ کریں تو دلیل نہ کریں تو دلیل نہ بولیں تو دلیل (مختصر ابن ابی جمرہ) حدیث پاک کی ایک کتاب ہے جسکی کسی حدیث پر کسی محدث کو انکار نہیں کیونکہ انہوں نے اس میں صرف وہی احادیث نہیں لیں جنہیں بخاری و مسلم نے مانا ہو بلکہ وہ احادیث بھی لی ہیں جنہیں تمام محدثین نے صحیح مانا ہو۔ سرکار ﷺ نے

(سورۃ الحجرات آیت 2) (سورۃ انعام آیت 50)

فرمایا خواب میں زیارت کے بعد کسی کا شوق بڑھ جائے اور ایسے مقام تک پہنچ جائے جو کہ عنداللہ پسندیدہ اور بارگاہ سید عالم علیہ السلام میں قابل اعتنا ہے تو اس پر ظاہر میں بھی کرم فرماتا ہوں

بیداری میں حضور ﷺ کا دیدار ثابت ہے

نیز ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ۴ جلدوں میں مجلد فتاویٰ کبریٰ میں اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ سب کو عام ہے اور ہر ایک پر کرم ہوتا ہے البتہ حسب حال یعنی ہر ایک کے حال وکیفیت کے مطابق کرم ہوتا ہے لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔(۱) اخص الخوا ص (۲) خواص (۳) عوام

حضرت ابو العباس المرسی کا قول روح المعانی میں اور الحاوی للفتاویٰ میں ہے، فرمایا اگر ایک لمحہ کے لیے میں حضور ﷺ سے محجوب ہو جاؤں یعنی پوشیدہ تو اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہیں کروں گا اور اس سلسلہ میں جو لوگ الجھتے ہیں انکے مولانا انورشاہ کشمیری نے فیض الباری شرح صحیح البخاری میں اس حدیث شریف کے تحت لکھا ہے بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے میں انورشاہ کشمیری کی فیض الباری میں یہ جملہ دکھا سکتا ہوں اگر نہ دکھاؤں تو میں مخالف کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا اور اگر دکھادوں تو پھر اسے میرے ہاتھ پر بیعت کرنا ہوگی) اور اسی فیض الباری میں لکھا ہے کہ امام جلال الدین السیوطیرحمۃ اللہ علیہ نے ۲۰ مرتبہ بیداری میں سرکار دوعالم ﷺ

(بخاری شریف)

کی زیارت کا شرف حاصل کیا

لاترفعوااصواتکم کا انوکھا ترجمہ

(دوران تقریر ایک رقعہ آ گیا، جس پر حضور غزالی عصر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑ گئی، سٹیج پر موجود علماء کرام نہیں چاہتے تھے کہ رقعہ پیش کیا جائے تاکہ تقریر کا تسلسل متاثر نہ ہو، لیکن آپ نے فوراً فرمایا کہ اگر کسی نے مسئلہ پوچھا ہے تو مجھے دیں تاکہ میں مسئلہ بیان کردوں۔ چنانچہ رقعہ پیش کردیا گیا جس پر دو آیات لکھی تھیں)(۱) **لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھرولہ بالقول (۲)قل لااقول لکم عندی خزائن اللہ ولااعلم الغیب ولااقول لکم انی ملک** انکا ترجمہ کریں؟ (یہ پڑھنے کے بعد حضور غزالی عصر رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر فرمایا آج انکا ایسا ترجمہ کرونگا کہ ایمان کو وجد آجائے گا پھر ترجمہ فرمایا) اب رقعہ آ گیا ہے میں کہتا ہوں کہ مطلقاً رفع صوت منع نہیں بلکہ اسکا معنٰی یہ ہے کہ جب حضور ﷺ گفتگو فرمارہے ہوں تو قصداً ارادتاً آواز اُونچی کرنا تاکہ آپکی مبارک آواز سنائی نہ دے یہ حرام ہی نہیں بلکہ کفر ہے کیونکہ اس جرم پر حبط اعمال کی سزا ہے اور حبط اعمال کفر کے بغیر نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسی صورت میں آواز مبارک سے آواز کو اونچا کرنا توہین ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رقعہ لکھنے والے کا مقصد یہ ہے کہ جب انہیں حاضر مانتے ہو تو بلند آواز سے تقریر کیوں کرتے ہو؟ تو اصل مسئلہ یہ ہے **لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی** یعنی اگر

(سورۃ الانعام آیت 50)

سرکار ﷺ گفتگو فرما رہے ہوں اور میں بھی بولو تو رفع صوت ہوگی اور وہ بھی ـ ـ ـ ـ ـ غیرمحتاط انداز میں صرف آواز دبانے کی نیت سے ورنہ ادب واحترام ملحوظ ہواور عظمت محبوب علیہ السلام بیان ہوتو یہ عین ایمان ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب مرض الوصال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اسی دوران سرکار دو عالم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ امام ہوگئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقتدی۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی اقتداء کر رہے ہیں اور قوم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہی ہے وہ اس طرح کہ **کانا ابوبکر یسمع الناس** یعنی سرکار علیہ السلام کی تکبیر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سن رہے تھے اور پھر بلند آواز سے تکبیر کہہ کر لوگوں کو سنا رہے تھے اب بتاؤ رفع صوت ہے یا نہیں ہے؟ ہے اور لازماً ہے تو پڑھو **لا ترفعوا اصواتکم** اس مقام پر رفع صوت تو ہے **لا ترفعوا** کی مخالفت نہیں معلوم ہوا کہ توہین کے ارادے سے ہوتو کفر ہے ورنہ ایمان۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے ممبر بچھایا جاتا تھا جس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان رضی اللہ عنہ بلند آواز سے سید دو عالم ﷺ کی نعت شریف پڑھتے۔

واحسن منك لم تر قط عيني — واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبراء من كل عيب — كانك قد خلقت كما تشاء

تو یہاں بھی رفع صوت ہے یہ پڑھو **لا ترفعوا اصواتکم** رفع صوت مطلقاً منع

سورۃ النحل آیت 20)

نہیں صرف اسی وقت منع ہے جب توہین کا پہلو نکلتا ہے اور وہیں حبط اعمال ہوگا اور اگر آپ کی شان وعظمت کا بیان ہواور آواز بلند ہوتو یہ مطلوب شرعی ہے۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ کی صحیح تفسیر

۲۔ دوسری آیت **قل لا اقول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب** محبوب تو کہہ دے میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ گو یا یہ تمام باتیں اللہ نے کہلوائیں۔ اب حضور علیہ السلام اپنے لفظوں میں یہ فرماتے ہیں۔ **اعطیت مفاتیح خزائن الارض** خزانے تو خزانے ہیں مجھے تو کنجیاں ہی دیدی ہیں حکم ہوتا ہے کہ کہہ دو میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں اور آپ کہتے ہیں کنجیاں ہی میرے پاس ہیں ان بیوقوفوں نے تو اللہ اور اسکے رسول کو ہی لڑا دیا، لکم کے مخاطب مومن نہیں بلکہ کافر ہیں ہر بات ہر کسی سے نہیں کی جاتی بلکہ اسی سے کہی جاتی ہے جو اس کا اہل ہو چنانچہ کفار کے لیے فرمایا **قل لا اقول لکم عندی خزائن الله** مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو فرمایا **اعطیت مفاتیح خزائن الارض** عمر آئے تو فرمایا **اعطیت مفاتیح خزائن الارض** اب اگر کوئی اپنے آپ کو لکم کا مخاطب سمجھتا ہے تو سمجھتا رہے ہم تو **الحمد لله رب العلمین** اس سے بری ہیں۔ لکم کے مخاطبین تم اپنے نہیں بلکہ بیگانے ہیں یعنی مومنین

سورۃ اعراف آیت 188) سورۃ النحل آیت 20)

کے مدمقابل نیز آخر آیت میں فرمایا **افلا تتفکرون** کیا اسکے مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں؟ ہرگز نہیں وہ تو پہلے ہی غور وفکر کرتے ہیں یہاں غور وفکر نہ کرنے پر ڈانٹ ہے اور **افلا تتفکرون** کے مخاطب کافر ہیں۔ معلوم ہوا کہ **افلا تتفکرون** کے جو مخاطب ہیں وہی لکم کا مصداق ہیں اور وہ خزانے جنکی کنجیاں حضور ﷺ کو عطاء فرمائی گئیں سب خداداد ہیں اسکی مرضی کے بغیر صرف نہیں ہو سکتے۔ جہاں بھی خرچ ہوں گے اللہ تعالیٰ کے اذن کیساتھ ہونگے کیونکہ حضور ﷺ کے پاس جو کچھ بھی ہے اللہ کا دیا ہوا ہے، **عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضی من رسول** (سورۃ الجن آیت 26) غیب جاننے والا ہے اپنے غیب پر اطلاع نہیں بخشا مگر اسے جو رسول مرتضی ہیں اور سب رسل علیہم السلام مرتضی ہیں۔ یعنی غیب پر اطلاع خداداد ہے اس لئے وہی غیب کی خبر دیتے ہیں جسکی اجازت ہو۔ **انا اعطینٰك الكوثر** (سورۃ کوثر آیت 1) محبوب ہم نے آپکو کوثر عطا فرمائی، کوثر سے کیا مراد ہے، **الخير الكثير ، الخير كله خير الدنيا و الآخرة** (ابن جریدہ عن ابن عباسؓ) یعنی کل خیر کو رب کریم نے دامن مصطفیٰ ﷺ میں رکھدیا۔ اور سب کچھ اسی سے وابستہ ہے اب کونسا خزانہ ہے جو باقی رہ گیا۔

ایک زبردست شبہ کا ازالہ

اب ایک آیت باقی رہ گئی **والذین یدعون من دون الله** (یہ لوگ اس

آیت کو ایسے پیش کرتے ہیں جیسے اس کے سوا کوئی اور آیت ہے ہی نہیں۔ حالانکہ میں تمام آیات کو مانتا ہوں اور اس پر بھی ایمان ہے۔ اور خدا کی قسم یدعون کا معنی یعبدون ہے اور تفسیر ابن عباس سے لیکر جلالین تک ساری تفاسیر میں یہی ہے کہ یہ آیت بتوں کے متعلق ہے جو کسی کھجور کی گٹھلی کے اندر کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے متعلق قرآن پاک میں ہے **قل لا املك لنفسی نفعاً ولا ضراً** میں اپنی جان کے لئے نفع ونقصانات کا مالک نہیں تو جو اپنے لئے مالک نہیں ہیں وہ ہمارے لئے کیسے ہوں گے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ میں اپنے نفع وضرر کا خود بخود مالک نہیں ہوں اللہ کی مشیت کے بغیر مالک نہیں لیکن اگر اللہ چاہے تو مالک ہوں چنانچہ فرمایا الا ماشاء اللہ اسکا مالک ہوں جو اللہ چاہے مستثنیٰ منہ میں جس چیز کی نفی کی گئی ہو مستثنیٰ میں اسی کا اثبات ہوتا ہے یہاں مستثنیٰ منہ میں ملکیت کی نفی ہے تو الا ماشاء اللہ میں اسی کا اثبات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے مالک نفع وضرر ہوں۔ ہم قطعاً غیر اللہ کی عبادت نہیں کرتے ہمارا معبود تو صرف اللہ تعالیٰ ہے (**والدین یدعون من دون الله**) اور یہ آیت تو بتوں کے بارے میں ہے۔ یہ شرار خلق اللہ ہیں بتوں کی آیتیں اولیا پر اور کافروں کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ **بات من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة** کے متعلق ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی کبریٰ کے متعلق ہو رہی تھی خواص الخواص اور خواص تو ظاہری زندگی میں سرکار علیہ السلام کو جاگتے

میں دیکھتے ہیں کیونکہ انکا وسیع ظرف ہے جیسے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے 60 مرتبہ زیارت کی اور عام کے لیے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وعدہ پورا ہوتا ہے کیونکہ وعدہ عام ہے اور وہ کب ہوگا تو فرمایا قبیل الموت یعنی عوام میں سے کسی پر خواب میں کرم ہو تو وہ قبیل الموت سر کی آنکھوں سے زیارت کریگا مگر زبان بول نہیں سکے گی۔ مگر سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ السلام کی عظمت پہ کروڑوں سلام کہ حضور ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ کسے میری زیارت خواب میں ہوئی اور کسے نہیں ہوئی اگر دیکھتے نہیں تو وعدہ کیسے پورا فرمائینگے۔ خوب یاد رکھیں سرکار علیہ السلام کی عظمت عزت اور محبت اہل سنت کی بنیادی روح ہے اور جس طرح اپنے ۶۳ سالہ دور میں آپ زندہ تھے آج بھی اُسی طرح ویسے ہی زندہ ہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمین

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له و نشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا وملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم وما ارسلنٰك الا رحمة اللعٰلمين صدق الله العظيم و صدق رسوله النبی الكريم الامين و نحن علٰی ذٰالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون علی النبی يا ايهاالذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰی سيدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سيدنا ومولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه ۔ عجیب اتفاق ہوا کہ میں گذشتہ جمعہ یہاں حاضر نہیں تھا کل بھی یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ایک عظیم کانفرنس تھی اور مجھے اس میں شرکت کرنا تھی میں مجبور تھا میں وہاں چلا گیا واپس آنے کے بعد مجھے مختلف مقامات پر یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(سورۃ انبیاء 107)

کے سلسلے میں جانا پڑا اور کل بھی میں نے طویل سفر کیا دس بجے رات واپس آیا اس کے بعد پھر دہلی دروازے میں میں گیا وہاں بھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں جلسہ منعقد تھا میں نے وہاں بھی تقریر کی مختصر یہ کہ پونے دو بجے رات میں تقریر کر کے واپس آیا اور پھر کراچی وغیرہ کے احباب تشریف لاتے رہے مسلسل اور ان کی ملاقات و مصروفیت کے باعث کوئی وقت نہیں نکال سکا اپنے ان کاموں کیلئے جو میرے ذمہ ہیں بمشکل اب یہاں جمعۃ المبارک کیلئے پہنچا ہوں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل سنت کی لاج رکھ لے اور جس مرحلے پر ہم ہیں رب العزت اپنی رحمتوں سے ان مرحلوں پر ہمیں کامیابی عطا فرما دے یہ ہماری کامیابی ہمارا رب جانتا ہے کہ ہمارے کسی دنیاوی مقصد کی خاطر نہیں ہے ہمارا تو اصل مقصد رضا الٰہی کا حاصل کرنا ہے اور خدا کو راضی کرنا ہے خدا کے دین کی خدمت رضا الٰہی کیلئے ہم کرتے ہیں اللہ

تبارک وتعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور جو حضرات ہمارے ساتھ خدمت دین میں تعاون کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنی رحمتوں سے نوازے میں اس وقت کسی مخصوص عنوان پر تقریر نہ کر سکوں گا۔

صحابہ کرامؓ کے اعتماد کا بنیادی نقطہ حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ ہے

آیت کریمہ جو میں نے پڑھی ہے برکت حاصل کرنے کیلئے پڑھی ہے میں نے اس آیت کریمہ کو اپنی تقریر کا عنوان نہیں بنایا البتہ جو کچھ عرض کروں گا وہ انشاء اللہ اسی کے تحت ہوگا

سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ مسلمان ہر تکلیف کو برداشت کر سکتا ہے مگر بارگاہ نبوت میں گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتا حضور نبی کریم سید عالم تاجدار مدنی جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم اس لئے دنیا میں تشریف لائے تھے کہ لوگوں کے دلوں کو اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے بھر دیں کیونکہ ایمان کا خلاصہ بھی محبت ہے اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اہل بیت اطہار علیہم الرضوان اور حضور ﷺ کے فیض یافتہ حضرات نے اسی حقیقت کا مظاہرہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک سرکار ﷺ کی عزت وعظمت کا کیا مقام تھا دنیوی رشتے کوئی حقیقت نہیں رکھتے تھے ان کی نگاہوں میں اس رشتہ ﷺ کے مقابلے میں جو ان کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم سے تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسباب دنیا پر بھروسہ نہیں کرتے تھے

کیونکہ ان کے لئے اعتماد کا بنیادی نقطہ بھی حضور ﷺ کی ذات مقدسہ تھی۔

آپ کو یاد ہے غزوہ تبوک کے موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا نصف مال لے آئے اور بارگاہ نبوت میں پیش کر دیا مجاہدین کی خدمت کیلئے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

گھر میں جو کچھ تھا سب کچھ اٹھا لائے اور بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم نے پہلے حضرت عمر فاروق سے فرمایا کہ **ما ابقیت لا**

هلك يا عمر ؟ اے عمر گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو عرض کیا میرے آقا ﷺ آدھا مال یہاں حاضر کر دیا اور آدھا مال گھر والوں کیلئے چھوڑ آیا ہوں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد ہوا **ما ابقيت لا هلك يا ابابكر ؟** اے ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ **ابقيت لهم الله و رسوله** یہ حدیث کے الفاظ ہیں **ابقيت لهم الله و رسوله** میرے آقا ﷺ میں نے اپنے گھر والوں کیلئے صرف اللہ اور اس کے رسول کو باقی رکھا ہے! صحابہ کرام علیہم الرضوان اعتماد کا بنیادی نقطہ حضور ﷺ کی ذات مقدسہ تھی۔

محبت رسول ﷺ ایمان کی ضمانت ہے۔

مجھے یاد نہیں کہ کتنے واقعات اس قسم کے مروی ہوئے تفصیلات بیان نہیں کر سکتا ایک آدھ بات عرض کرتا ہوں صورت حال یہ تھی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کی پاک بیوی ام المومنین تمام ایمان والوں کی ماں ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کا نام تھا یہ کون تھیں؟ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں اور حضرت ابوسفیان کی بیٹی تھیں یہ پہلے سے مسلمان ہو چکی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ شرف عطا فرمایا کہ حرم نبوت کی برکت عطا فرمائی اور زوجیت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شرف ان کو حاصل ہوا اور یہ بڑی عقلمند تھیں اور نہایت ہی پرہیزگار اور اللہ اور اس کے رسول کی محبت سے ان کا سینہ سرشار تھا ان کے باپ ابوسفیان آپ کو معلوم ہے وہ تو مسلمان نہیں ہوئے تھے

فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے پہلے مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن اپنی بیٹی کے گھر آتے جاتے تھے ام حبیبہ جو حضور ﷺ کی پاک بیوی ہیں اور ابوسفیان کی بیٹی ہیں وہ آتے تھے تو بیٹی کے رشتہ سے آتے تھے جب ابوسفیان آتے حضرت ام حبیبہ کے پاس تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کا بستر مبارک جو بچھا ہوا ہوتا تھا پہلے تو جب وہ دیکھتیں کہ باپ آئے جلدی جلدی حضور ﷺ کا بستر لپیٹ دیا اب ابوسفیان کو بڑی تکلیف ہوتی تھی اور وہ کہتے تھے کہ بیٹی دنیا کی بیٹیوں کا قاعدہ ہے کہ باپ آئے تو بستر بچھا دیتی ہیں اور میں آتا ہوں تو تو بستر لپیٹ دیتی ہے تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن یہ بستر وہ ہے کہ جو رحمۃ للعلمین کا بستر ہے اور آپ اس قابل نہیں ہیں کہ اس بستر پر بیٹھ سکیں یہ تھی وہ عظمت ومحبت جس کا قرآن نے ذکر کیا اور قرآن نے اعلان کیا کہ لوگو جب تک اللہ اور اس کے رسول تمہیں اپنے تمام عزیزو اقارب، ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچے رشتہ داروں سے زیادہ پیارے اور محبوب نہ ہوں تمہارے مومن ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ابوسفیان باپ ہیں ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مگر جب آئے حضور ﷺ کا بستر لپیٹ دیا اور کہا کہ یہ میرے آقا ﷺ کا بستر ہے یہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا بستر ہے یہ رحمۃ للعلمین کا بستر ہے آپ میرے باپ ہیں مگر مشرک ہیں اس قابل نہیں کہ اس پر بیٹھ سکیں سبحان اللہ یہ تھی عظمت اور یہ تھی محبت اور یہی ایمان کی ضمانت ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سہارا ہی حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ تھی۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے پیارے صحابی ہیں مسلم شریف میں حدیث وارد ہے جس سال خیبر فتح ہوا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو گئے مگر ان کی ماں بڑی مشرکہ اور اتنی مشرکہ کہ اللہ اکبر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہتی رہتی تھیں اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت کرتے رہتے اور کہتے کہ یہ میری ماں ہے جو کچھ کہتی ہے کہتی رہے لیکن اس نے جب دیکھا کہ میں اس کو کچھ بھی کہوں یہ تو میری بات کا کوئی اثر ہی نہیں لیتا تو ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اس نے اپنے کلام کا رخ ایسا پھیرا کہ حضرت ابو ہریرہ نے محسوس کیا کہ اب یہ حد سے تجاوز کرنے والی ہیں اگر ان کی زبان سے میرے آقا ﷺ کی شان کے خلاف کوئی لفظ نکلا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں برداشت کرے گا بہت بیقرار ہوئے تلملائے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے عرض کیا میرے آقا ﷺ آپ ہی نے مجھے فرمایا کہ ماں کی خدمت کرتے رہو اگرچہ وہ مشرکہ ہے آپ ہی کے حکم کی تعمیل میں میں ماں کی خدمت کر رہا ہوں لیکن حضور ﷺ اس کی زبان سے آپ کے خلاف کوئی بات نکل گئی تو پھر میں نہیں برداشت کرسکوں گا حضور ﷺ بہتر جانتے ہیں کہ کیا ہوگا تو حضور ﷺ اب تو میری یہی التجا ہے کہ ایک دفعہ آپ دعا فرمادیں کہ میری ماں ایمان لے آئے میرے آقا ﷺ یہ میری التجا ہے کیونکہ اس کی زبان سے کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف نکلا تو مجھ سے برداشت نہیں ہوگا حدیث پاک

(مسلم شریف)

میں آتا ہے حالانکہ ماں کو اس حال میں چھوڑ کر گئے تھے کہ نہایت کفر کا غلبہ تھا اور کفر کی تیزی میں اس وقت وہ بوکھلائی ہوئی تھی۔ حدیث میں آتا ہے کہ سرکار ﷺ نے مبارک ہاتھ اٹھائے اور زبان اقدس سے یہ کلمات طیبات ادا فرمائے کہ **اللھم اھد ام ابی ھریرہ** ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت فرمادے **اللھم اھدام ابی ھریرہ** اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت فرمادے یہ کلمات طیبہ سرکار ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ابھی حضور ﷺ نے دعا ختم نہیں فرمائی اپنے مبارک ہاتھوں کو چہرہ انور پر نہیں پھیرا جب ان الفاظ کو میں نے سنا کہ اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت فرمادے تو میں نے کہا کہ حضور ﷺ کے کلمات طیبات رنگ لائے اللہ اکبر پھر کیا ہوا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی طرف دوڑے گھر کچھ فاصلے پر تھا دوڑتے دوڑتے ہانپ گئے سانس بے قابو ہو گیا گھر پہنچے دروازہ کھٹکٹایا کوئی جواب نہیں آیا ایک منٹ انتظار کیا کسی کے نہانے اور غسل کرنے سے جو پانی گرتا ہے تو پانی گرنے کی آواز آرہی ہے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذرا توقف کیا تھوڑی دیر انتظار کیا جب کیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری ماں تھی جو نہا رہی تھی اور میں نے ذرا انتظار کیا وہ فارغ ہوئی اور ٹھیک کپڑے پہن کر دروازہ کھولا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم میرا ایک پاؤں باہر تھا اور ایک اندر تھا ماں کہتی ہیں **اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھدان محمد عبدہ**

ورسولہ یہ کہا تھا سنئے کیونکہ صحابہ کرام کا سہارا ہی حضور ﷺ کی ذات مقدسہ تھی اور حضور ﷺ کے سہارے پر وہ سب امیدیں لیکر بیٹھے رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے غلاموں کی ان امیدوں کو ضائع نہیں فرماتا تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے کلمات طیبات سن کر جو امید لے گئے تھے وہی منظر سامنے آیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں مسلمان ہوگئیں۔ اللہ اکبر میں عرض کر رہا تھا کہ صحابہ کرام ایمان کا پتلا تھے ایمان کا مجسمہ تھے پیکر ایمان تھے اسی لئے وہ ہر چیز برداشت کر سکتے تھے مگر سرکار ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرتے تھے خواہ وہ گستاخی کرنے والی ماں بھی کیوں نہ ہو باپ بھی کیوں نہ ہو برداشت نہیں ہوتا تھا۔

ہمارا سرمایہ تو حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے

میرے عزیزو! میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارا سرمایہ تو حضور ﷺ کی ذات مقدسہ ہے ہمارا مبداء حضور ﷺ ہیں منتہا حضور ﷺ ہیں اور حضور ﷺ اول ہیں حضور ﷺ آخر ہیں ہمیں تو خدا بھی ملا ہے تو حضور ﷺ ہی سے ملا ہے حضور ﷺ نہ آتے تو ہمیں خدا کیسے ملتا ہم کیا جانتے ہماری کیا حیثیت تھی ہماری حقیقت کیا تھی ہم کیا تھے کچھ بھی نہ تھے سرکار ﷺ نے ہمیں خدا کی معرفت عطا فرمائی اور حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کے ذریعے ہمیں خدا پر ایمان لانا نصیب ہوا اور خدا کی معرفت ہم کو حاصل ہوئی۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ایک ایسا نظریہ ہے کہ ایمان اسی پر قائم ہوتا ہے عزیزان گرامی

یقین فرمائیے کہ حضور ﷺ تاجدار مدنی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم سے فیوض و برکات حاصل کرنے والے بھی مومن تھے میں حیران تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی استقامت اور کس قدر استحکام عطا فرمایا تھا اور کتنی پختگی عطا فرمائی تھی اگر لوگوں کے سامنے کوئی بات کی جائے کہ یہ اہم کام کرلو تو وہ اس کے عواقب ونتائج پر غور کرتے ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا اس کا نتیجہ کیا نکلے گا اگر کسی اہم کام کیلئے کوئی بات کہی جائے تو لوگ اس کام کے کرنے سے پہلے سوچتے ہیں کہ اگر یہ کام ہم نے کرلیا تو نتیجہ کیا نکلے گا اس کا انجام کیا ہوگا تو اس لئے وہ ایسے اہم کاموں کو انجام دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے لیکن میں کیا عرض کروں آپ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ کو اپنے اعتماد کا نقطہ بنالیا تو یقین کیجئے کہ وہ تمام پس وپیش کے اندیشے سے بالکل فارغ ہوگئے اور انہوں نے کبھی بھی نہیں سوچا کہ حضور ﷺ جو حکم دے رہے ہیں اس پر عمل کرنے کا انجام کیا ہوگا حضور ﷺ جو فرمادیتے ہیں اس کو بجالانے کا انجام کیا ہوگا کیا نتیجہ نکلے گا صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کو پیش کئے دیتے تھے کہ انجام کچھ بھی ہو کام وہی کرنا ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا نتیجہ کچھ بھی ہو کام وہ کرنا ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ مجھے یاد پڑتا ہے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ یہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں **فلما قضی زید منہا** حضرت زید کا نام قرآن میں آیا حضور ﷺ کے منہ بولے بیٹے ہیں۔

(سورۃ الاحزاب آیت 37)

ایک مرد کے دو باپ نہیں ہوا کرتے

یہ اصل میں زید بن حارثہ ہیں حارثہ کے بیٹے زید اور جب سرکار ﷺ نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تو لوگ کہنے لگے زید ابن محمد زید بیٹے محمد ﷺ کے تو حضور ﷺ نے فرمایا ایک رجل کے ایک مرد کے ایک انسان کے دو باپ نہیں ہوا کرتے یہ انسانیت کیلئے ناقابل تصور بات ہے اس لئے یہ غلط ہے زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا جائے قرآن نے فرمایا **ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** زید کو زید بن محمد کہنے والو سن لو کہ محمد مصطفیٰ ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور باپ سے مراد بھی بلا واسطہ باپ نہیں ہیں خواہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوں یا خواہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہوں ان کے بھی بلا واسطہ باپ نہیں ہیں۔ کیونکہ امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بلا واسطہ باپ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ٹھیک ہے ناں آپ ﷺ تو نانا ہیں اگر حضور ﷺ نے حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنا ابن فرمایا اس لئے کہ سرکار ﷺ کی نسل پاک انہی دونوں سے چلنے والی تھی سرکار ﷺ نے اس بناء پر ابن فرمایا کہ میری نسل تو فاطمہ رضی اللہ عنہ ہی سے چلے گی ناں۔

میرے عزیزو اور دوستو میں عرض کر رہا تھا جب لوگوں نے حضرت زید کو زید بن محمد کہا تو اللہ نے فرمایا **ما کان محمد ابا احد من رجالکم** ان کو زید بن محمد نہ کہو

(سورۃ الاحزاب آیت 40)

ان کو زید بن حارثہ کہو محمد مصطفیٰ ﷺ بلا واسطہ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں **ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین** وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں ختمیت کی طرف اشارہ فرمادیا وہ کسی مرد کے باپ اس لئے نہیں ہیں کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔

بہر حال ہوا یہ کہ حضرت زید حارثہ کے بیٹے تھے اسامہ یہ بڑے محبوب تھے حضور علیہ السلام کے کیونکہ حضور ﷺ نے منہ بولا بیٹا فرمایا اور جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اسامہ ہوئے تو پھر یہ حضور ﷺ کے محبوب ہو گئے بڑے ہی محبوب ہو گئے بلکہ بخاری شریف کی حدیث میں ایک لفظ یہ آیا ہے اسامہ کے بارے میں زید بن حارثہ کے بیٹے کے بارے میں **کان حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** اسامہ تو حضور ﷺ کے محبوب تھے۔لوگوں کو معلوم تھا کہ اسامہ حضور ﷺ کے بہت محبوب ہیں اور محبوبوں کی بات تو پھر مانی جاتی ہے تو کئی سفارش کرانے والے حضرت اسامہ کے پاس آتے کہ اسامہ تم حضور ﷺ کی بارگاہ میں سفارش کردو۔ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک بہت شریف خاندان کی لڑکی تھی اتفاق سے اس سے چوری کا فعل سرزد ہو گیا بتقاضاء بشریت ایک غلطی ہو گئی اب اس کے خاندان والوں نے کہا کہ اگر اس لڑکی کا ہاتھ کٹا تو ہمارے تو خاندان پر بٹہ لگ جائے گا کیونکہ خاندان کی عظمت بڑی چیز ہوتی ہے تو عظمت خاندان تو پارہ پارہ ہو جائیگی تو سب نے کہا کہ بھئی جو

(بخاری شریف)

بھی اس کا نتیجہ ہے بھگتنے کیلئے تیار ہیں لیکن کسی طرح ہاتھ کٹنے سے نجات مل جائے لوگوں نے کہا کہ بھائی اور کوئی صورت تو ہے نہیں اسامہ کے پاس چلے جاؤ یہ محبوب ہیں حضور ﷺ کے چنانچہ وہ لوگ اسامہ کے پاس آ گئے اور کہا کہ حضور ﷺ معاملہ ایسا ہے خاندانی عظمت کا مسئلہ ہے آپ حضور ﷺ سے سفارش کر دیں کہ اس لڑکی کی کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں فاطمہ بن قیس اس کا نام تھا سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں اسامہ نے عرض کیا کہ آقا یہ بڑے شریف خاندان کی لڑکی ہے غلطی ہوگئی اس سے تو حضور ﷺ یہ استغفار کرتے ہیں یہ لوگ اللہ سے معافی مانگتے ہیں توبہ کرتے ہیں یہ لوگ جو بھی ان پر کوئی نقصان عائد کیا جائے اس کے ادا کرنے کیلئے تیار ہیں لیکن ہاتھ نہ کاٹا جائے سرکار ﷺ کیونکہ خاندانی عظمت پارہ پارہ ہو جائے گی حدیث میں آتا ہے کہ جب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات کہی تو رسول اکرم ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہو گیا فرمایا **اسامۃ اتشفع فی حد من حدود اللہ** اے اسامہ اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کی تم مجھ سے سفارش کر رہے ہو خدا کی حد نہ لگائیں؟ فرمایا خدا کی قسم پہلے لوگوں کا حال یہ تھا کہ ان میں اگر کوئی غریب چوری کرتا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیا کرتے تھے اور اگر کوئی بڑا امیر آدمی چوری کرتا تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹتے تھے اور کہتے کہ یہ تو بھئی بڑے شریف خاندان کا ہے اس کے ہاتھ کاٹے تو اس کے خاندان کی عظمت پارہ پارہ ہو جائے گی فرمایا نتیجہ یہ ہوا غریبوں کے ہاتھ کاٹ دیئے

جاتے تھے اور امیروں کے بڑے بڑے عزت والوں کے ہاتھ نہیں کاٹے جاتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اپنا عذاب نازل کیا اور وہ قوم اللہ کے عذاب کی مستحق ہے جو غریبوں پر تو قانون جاری کرے اور امیروں پر نہ کرے فرمایا اے اسامہ کیا کہتے ہو ہو **اللہ لو سرقت فاطمۃ لقطعت یدھا** یہ فاطمہ تو قیس کی بیٹی ہے اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ سے یہ کام ہوتا تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

حالانکہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے متعلق یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا اور یہ ایسا ہی ہے جیسے قرآن میں فرمایا **قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین** میرے پیارے کہہ دو اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہو تو سب سے پہلے میں محمد ﷺ اس کی عبادت کرونگا؟ تو یہ بتاؤ حضور ﷺ کسی غیر اللہ کی عبادت کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے۔

میرے عزیزو میں سچ کہتا ہوں کہ مصطفےٰ ﷺ کسی غیر اللہ کی عبادت کر سکتے ہیں نہ فاطمہ چوری کر سکتی ہیں مگر بات کیا تھی بات یہ تھی کہ اے اسامہ یہ ممکن نہیں یہ ہو نہیں سکتا کہ میں اللہ کی ایک حد کو چھوڑ دوں محض اس لئے کہ ایک امیر خاندان کی لڑکی ہے اور وہ شرافت نسب رکھتی ہے میں اللہ کی حد قائم نہ کروں یہ ہو نہیں سکتا پہلی قوموں پر خدا کا عذاب اس لئے آیا کہ غریبوں پر حد جاری ہوتی تھی اور بڑے بڑے خاندان والوں پر حد نہیں جاری ہوتی تھی اللہ نے اپنے عذاب میں ان کو ہلاک کر دیا جب سرکار ﷺ نے یہ فرمایا حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لرز گئے بچے تھے چھوٹی عمر تھی لرز گئے اور عرض کیا کہ میرے آقا

(سورۃ زخرف آیت 81)

ﷺ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔

سرکار ﷺ نے غلاموں کو آقاؤں سے بھی اونچا کر دیا۔

یہ اسامہ تھے حضور ﷺ نے ایسا بھی کیا ان کے باپ جو زید بن حارثہ تھے وہ غلام ہی تھے ناں؟ ارے حضور ﷺ نے تو غلاموں کو آقاؤں سے اونچا کر دیا مگر تھے تو وہ غلام زید بن حارثہ غلام تھے غزوہ موتہ کے موقع پر میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ زید بن حارثہ کو میں امیر بناتا ہوں لشکر کا کون سے لشکر کا امیر بناتا ہوں؟ جس لشکر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر نہیں بنایا زید بن حارثہ کو امیر بنایا ہاں فرمایا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب کو امیر بنانا اور پھر فرمایا اگر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن ابی رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنا دینا یہ زید بن حارثہ اسامہ کے باپ ہیں حضور ﷺ نے ان کو امیر بنایا، بنایا کے نہیں بنایا سبحان اللہ کیوں بنایا۔ دنیا کو بتا دیا کہ لوگو تم نے غلامی کی رسم کو جاری کیا اور میں غلامی کی رسم کو اس طریقے سے ختم کرنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا کے غلام رکھنے والے دیکھ لیں کہ تم غلاموں کو حقیر جانتے ہو اور میں نے ایک غلام کو شریفوں سے بھی اعلیٰ کر دیا جس لشکر میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوں جس لشکر میں عبداللہ بن ابی رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہوں اس لشکر میں میں نے زید بن حارثہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا کتنا اونچا مرتبہ کر دیا میرے آقا ﷺ نے!

وہ بغیر شہید ہوئے رہ نہیں سکتا

ایک یہودی کھڑا تھا حضور ﷺ نام لے رہے ہیں زید بن حارثہ شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنانا جعفر بن ابی طالب شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن ابی رواحہ کو امیر بنانا اور اگر عبداللہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان پھر جس کو چاہیں امیر بنا لیں پھر نام نہیں لیا حضور ﷺ نے کسی کا تین نام لئے زید بن حارثہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن ابی رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودی سن رہا تھا اس نے کہا کہ نبی ﷺ کی زبان سے جس کیلئے شہید ہونے کا لفظ ادا ہو جائے وہ بغیر شہید ہوئے رہ نہیں سکتا اگر یہ سچے نبی ہیں تو جن جن کا نام لیکر انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر یہ شہید ہو جائیں اگر یہ شہید ہو جائیں اگر یہ شہید ہو جائیں تو یہ ضرور شہید ہو جائیں گے اور اگر اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں تو شہید نہیں ہوں گے دیکھنا یہ ہے کہ انجام کیا ہوتا ہے یہ لشکر روانہ ہوا موتہ کا شہر جسکا حاکم شرجیل تھا لشکر وہاں پہنچا بڑی جانبازی اور گرم جوشی کے ساتھ اور کمال جذبہ جہاد اور رضاء الٰہی کے جذبے سے اس لشکر نے جہاد کیا جیسا سرکار ﷺ نے فرمایا تھا زید بن حارثہ شہید ہو جائیں۔ حضور ﷺ مدینہ پاک میں مسجد نبوی کے اندر جلوہ گر تھے حضور ﷺ نے فرمایا اور موتہ کا شہر کہاں ہے شام کے علاقہ میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگو! سنو! زید بن حارثہ نے امارت کا جھنڈا ہاتھ میں لیا اور وہ مجاہدین کی سربراہی کرتا ہوا اور مجاہدین کی

قیادت کرتا ہوا اور مجاہدین کی رہنمائی کرتا ہوا میدان جہاد میں آگے بڑھا اتنے کافروں کو قتل کیا اور لیکن میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میرا زید بن حارثہ شہید ہو گیا اور حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کی شہادت کا واقعہ بیان فرمایا اور حضور ﷺ نے گریہ فرمایا اور فرمایا۔ اب مسلمانوں نے امیر بنا لیا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور فرمایا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی شجاعت اور بہادری کیساتھ جنگ کی اور بڑی تیزی سے وہ لڑے فرمایا اب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو امارت کا جھنڈا لیکر مجاہدین کی قیادت کر رہے ہیں ان پر کافر ٹوٹ پڑے ان پر حملہ آور ہوئے اور ان کا ایک دھنا بازو کاٹ دیا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا تو ان کافروں نے ان کا دوسرا بازو بھی کاٹ دیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مونڈھے اور گردن کے درمیان امارت کے جھنڈے کو دبا لیا اور دشمنوں نے ان کی گردن کو بھی کاٹ دیا اور فرمایا اللہ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان دو بازؤں کی جگہ جنتی دو پر عطا فرمائے ہیں وہ جہاں چاہتے ہیں طیران فرماتے ہیں فرمایا اب مجاہدین نے۔۔۔۔ عبداللہ بن ابی رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا اور عبداللہ بن ابی رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی بے جگری کیساتھ لڑے اور انہوں نے کافروں کو تہ تیغ کیا اور کافروں نے یک دم حملہ کر کے ان کو بھی شہید کر دیا تینوں شہید ہو گئے حضور ﷺ مدینہ پاک میں بیٹھ کر یہ واقعہ بیان فرما رہے ہیں اور یہ جہاد کہاں ہو رہا ہے؟ یہ موتہ کے شہر میں ہو رہا ہے، حضور

ﷺ نے فرمایا یہ خبر تو میں نے سب کو دیدی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو شہید ہو گئے ان کے گھر والے بڑے غمگین ہوں گے فرمایا اب وہ اپنے کھانے پینے کا انتظام نہیں کر سکیں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والے غم میں مبتلا ہیں لوگو! ان کے گھر والوں کیلئے کھانے کا انتظام کرو اس کے بعد فرمایا اے لوگو سنو! یہ تینوں شہید ہو گئے زید بن حارثہ شہید ہو گئے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے عبداللہ بن ابی رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے اب مسلمانوں نے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کو اپنا امیر بنایا جس کا نام حضور ﷺ نے نہیں لیا تھا اب حضور ﷺ لے رہے ہیں نام اور وہ سیف اللہ ہے اللہ کی تلوار وہ کون ہیں؟ وہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور فرمایا **یفتح اللہ علٰی یدیہ** اس کے ہاتھ پر اللہ میدان جنگ کو فتح کر دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امیر بنے تو یہ شہید نہیں ہوئے انہوں نے کفار کو بے پناہ قتل کیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جنگ فتح ہوئی خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر یہ میدان فتح ہوا اور زبان رسالت نے جو کچھ فرمایا تھا وہی ہو کر رہا غرض یہ کہ جب لشکر واپس آیا اور لشکر نے بھی سارا حال بتایا تو لوگوں نے کہا جو تمہارے ساتھ وہاں ہو رہا تھا حضور ﷺ نے ہمیں یہاں بتا دیا۔

اے نگاہ نبوت تجھ پر کروڑوں سلام اے نگاہ رسالت تجھ پر کروڑوں سلام لوگ کچھ سمجھتے ہیں مگر حقیقت کچھ ہوتی ہے لوگ سمجھے حضور ﷺ کی نظر ہم پر ہے لیکن ہم پر ہی نہیں حضور

ﷺ کی نظر ہر ایک پر ہے اب کیا ہوگا ؟ جو لوگ کہتے ہیں دور کی بات سننا اور دور کی باتوں کو دیکھنا یہ فقط اللہ کی شان ہے اللہ کے علاوہ اگر کوئی کسی اور کے لئے دور کی بات سننا اور دیکھنا ثابت کرے تو وہ مشرک ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ دور کی بات سننا اور دیکھنا یہ حضور ﷺ کا بھی خاصہ ہے

جس بات کا حکم حضور ﷺ دیں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے مسترد نہیں کر سکتا۔

اب بتائیں یہ فتویٰ کہاں گیا۔ یہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے باپ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور جن کو حضور ﷺ نے امیر بنایا تھا جب حضور ﷺ کے وصال کا آخری وقت آیا تو سرکار ﷺ نے فرمایا میں ایک لشکر تیار کرتا ہوں اور تقریباً سات سو مجاہدین پر وہ لشکر حضور ﷺ نے مرتب فرمایا اور شام کی طرف عیسائیوں کے مقابلے میں جہاد کیلئے حضور ﷺ نے اس لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا اور اس کا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اسامہ کو بنایا جب حضور ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا تھا تو بعض لوگوں نے اس وقت بھی نکتہ چینی کی تھی کہ دیکھو غلام کو امیر بنا دیا اور نکتہ چینی کرنے والے کون تھے وہی لوگ تھے جو کوتاہ دین تھے جو منصب رسالت کو نہیں پہچانتے تھے وہ کلمہ ضرور پڑھتے تھے مگر ان کا دل ایمان سے محروم تھا ان لوگوں نے نکتہ چینی کی تھی جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا تو کہا گیا کہ ایک بچے کو امیر بنا دیا سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے باپ کو جب میں نے امیر بنایا تھا تب بھی نکتہ

چینی کرنے والوں نے نکتہ چینی کی تھی کہ ان کے باپ امیر ہونے کے لائق تھے تو میں نے ان کو امیر بنایا اور آج اسامہ کو امیر بنا رہا ہوں لوگ ان کے بارے میں نکتہ چینی کر رہے ہیں میں نے اسی کو امیر بنایا کہ جو امیر بننے کے لائق ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس لشکر کو روانہ کرو حضور ﷺ کی بیماری بڑھتی گئی حضور ﷺ کا بخار تیز ہوتا گیا حضور بار بار فرماتے گئے اسامہ کے لشکر کو تیار کر کے روانہ کرو یہاں تک کہ لشکر روانہ بھی ہو گیا ابھی مدینے سے باہر نکلا تھا حضور کی تکلیف زیادہ ہوگئی جب خبر پہنچی تو لشکر واپس آ گیا یہاں تک کہ حضور ﷺ وصال فرما گئے لشکر اسامہ نہیں جا سکا سرکار ﷺ وصال فرما گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو لوگوں نے بتایا کہ حضور اب فلاں فلاں قبیلہ والے مرتد ہو گئے جو اسلام لائے تھے جو مسلمانوں میں شامل ہوئے تھے اور عرب کے بڑے بڑے قبیلوں میں ارتداد کی آگ بھڑک اٹھی ہے اور کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے بھی انکار کر دیا ہے عظیم فتنہ کھڑا ہو گیا ہے ایسے موقع پر وہ مرتدین مدینہ پر چڑھائی کر کے آئیں تو لوگ مصروف ہیں لوگ سوچ رہے تھے کہ حضور ﷺ کا سایہ ہم سے اٹھ چکا ہے تو اس لئے یہ اسامہ کا لشکر جو سات سو مجاہدین پر مشتمل ہے اگر مدینہ سے ہم نے اس کو باہر بھیج دیا تو مدینہ کی حفاظت کیلئے ہمارے پاس طاقت بھی نہیں رہے گی لہٰذا اسامہ کے لشکر کو مدینہ سے روانہ کیا جائے مگر بعد میں کیا جائے جب مدینہ کے حالات سازگار ہو جائیں تو پھر اسامہ کا لشکر روانہ کیا جائے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل ہو جائیگی لیکن

یہ وقت نہیں ہے اسامہ کا لشکر بھیجنے کیلئے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس وقت ہم مسلمان بے سہارا ہو گئے حضور ﷺ کی شان کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے دیکھ لیا ہم اگر طاقت باہر بھیج دیں مدینہ کا دفاع کون کریگا صدیق اکبرؓ نے کیا جواب دیا؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر جنگل کے درندے ہماری عورتوں کی بوٹیاں نوچ کر لے جائیں کچھ بھی ہو جائے جس بات کا حضور ﷺ حکم دیں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے روک نہیں سکتا اور اسے مسترد نہیں کر سکتا ہماری عورتوں کی بوٹیاں اگر شیر چیتے۔ بھیڑیئے درندے نوچ کر لے جائیں تو حضور ﷺ جو بھی حکم دے گئے ابوبکر اسے ملتوی نہیں کر سکتا اسامہ کا لشکر روانہ ہوگا کیونکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم اس کی روانگی کا حکم دے گئے ہیں۔ حالانکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس لشکر میں شامل تھے لیکن خلافت کی ذمہ داری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر آ گئی لہٰذا اسامہ کے لشکر کو روانہ کرنے کیلئے خود صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے سے نکلے اور اتنی دور گئے کہ لوگوں نے سمجھا شاید صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی لشکر میں روانہ ہو گئے لوگوں نے کہا ارے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی روانہ ہو گئے تو پھر بتاؤ یہاں کیا رہیگا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں لشکر کو روانہ کرنے کیلئے جا رہا تھا جو خدمت میرے ذمہ لگائی گئی ہے میں اس کے انجام دینے کیلئے حاضر ہوں چنانچہ وہ لشکر روانہ ہو گیا اور خدا کی شان دیکھئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیاسی بصیرت کا بھی

اندازہ کیجئے جو عرب کے مرتد قبیلے مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے چڑھائی کر رہے تھے حضور ﷺ کی وفات کے بعد انہی قبیلوں سے وہ لشکر ہو کر گذرا ان قبیلوں نے جب یہ دیکھا بھائی اتنا بڑا لشکر ایسے موقع پر مدینہ سے باہر جا رہا ہے جو وقت باہر جانے کا ہے ہی نہیں اور مسلمانوں کو معلوم ہے ارتداد کا فتنہ پھیل گیا اور قبائل مرتد ہونے لگ گئے اور لوگ مدینہ پر چڑھائی کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں ایسے وقت میں اتنا بڑا لشکر مدینہ سے باہر بھیج دیا مسلمانوں سے وہ توقع تو نہیں ہے کہ مدینہ کو بالکل خالی کر دیں فوجی طاقت سے ایسا وقت تو نہیں ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جس قوم نے اتنی بڑی طاقت باہر بھیج دی تو مدینہ کے دفاع کیلئے تو اس سے بہت بڑی طاقت کو موقوف کر کے رکھا ہوگا انہوں نے سوچا کہ ہم تو اس لشکر کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے اب اگر ہم مدینہ جائیں چڑھائی کر کے تو حقیقتاً وہاں تو اس سے زیادہ قوت ہوگی تو ہم کیا کریں گے ہم تو قتل ہو جائیں گے لہٰذا نتیجہ یہ ہوا کہ اسامہ کے لشکر کو دیکھ کر سب مرعوب ہو گئے اور سب کے ارادے خاک میں مل گئے سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے کسی کو جرات نہ ہوئی مدینہ کی طرف رخ کرنے کی اور یہ لشکر گیا بڑی شان وشوکت کیساتھ گیا بڑے جاہ وجلال کیساتھ گیا بڑے جاہ وجلال کے ساتھ فتح ونصرت کے پرچم لہراتا ہوا مدینہ واپس آیا۔

میرے عزیزو اور میرے دوستو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ہمارا تو سرمایہ مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ ہی کو اپنا سرمایہ قرار دیا اور یہ اپنے اعتماد کا

آخری نقطہ حضور ﷺ کی ذات پاک کو قرار دیا۔

اب افسوس ان لوگوں پر اور قوموں پر کہ جو مصطفیٰ ﷺ کے کمالات پر نکتہ چینی کرتے ہیں میرے عزیزو ہماری تو ابتداء اور انتہا حضور ﷺ ہی ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس بات کو حضور ﷺ نے ہمارے لئے متعین فرما دیا اسی میں ہماری خیر ہے اسی میں ہمارے لئے نجات ہے اور وہی باعث برکت ہے۔

درود شریف: اللھم صل علیٰ سیدنا و مولانا محمد وآلہ وسلم

مسئلہ میری عمر سترہ اٹھارہ سال ہے میں نے داڑھی رکھنے کا پختہ ارادہ کیا تھا اماں جان منع کرتی ہیں! ادھر لوگ منع کرتے ہیں کہ داڑھی مت رکھو ادھر امی جان منع کرتی ہیں کہ داڑھی مت رکھو اور یہ کہہ رہی ہیں کہ داڑھی منڈوادو میں اپنی ماں کے آگے تو سر اٹھا نہیں سکتا اب آپ بتائیں کہ میں داڑھی منڈوا دوں یا نہ منڈواؤں؟

جواب

عظمت رسول ﷺ کے سامنے آپ نے ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار سن لیا ادھر باپ ہیں اور ادھر عظمت رسول ﷺ ہے حضور ﷺ کے بستر کو لپیٹ دیا اور کہا باپ ضرور ہو مگر مصطفیٰ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہو حضور علیہ السلام نے فرمایا **لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق** فرمایا کوئی بھی مخلوق ہو خواہ ماں ہو یا باپ

بھائی ہو کوئی بھی ہو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف کوئی تم کو حکم دے تو تمہارا فرض ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو مانو باقی سب کو فوراً ٹھکرا دو۔

اللھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اے اللہ ہمیں اپنے محبوب ﷺ کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اے اللہ اپنے محبوب ﷺ کی محبت و عظمت سے ہمارے دلوں کو بھر دے اللہ ہمارا سرمایہ تو نے اپنا محبوب ﷺ دیا اور تو نے سرمایہ ہمیں عطا فرمایا ہے الٰہی ہمیں نبی کریم ﷺ کی قدر کی توفیق عطا فرما اور یہ سرمایہ ہمارے ساتھ رہے اے اللہ ہمارے دل میں تیرے محبوب ﷺ کی محبت پیدا ہو جائے **وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین**

باب نمبر 11

لفظ شاہد کی تحقیق وتشریح

ضیغم اسلام بیہقی عصر امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عیدگاہ ملتان شریف میں جمعتہ المبارک کے موقع پے لفظ شاہد پر ادیبانہ محققانہ خطاب فرمایا اور سوالات کے علمی جوابات ارشاد فرمائے۔

دھنک — صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادی له و نشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماوٰنا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم يا يها النبی انا ارسلنٰك شاهداً و مبشراً ونذيرا صدق الله العظيم و صدق رسوله النبی الكريم الامين و نحن علٰى ذٰلك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون على النبی يا ايهاالذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰى سيدنا ومولانا محمد وعلٰى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

محترم حضرات! یہ صفر کے مہینہ کے آخری ایام ہیں آپ دعا کریں کہ یہ مہینہ خیریت سے گذرے اور اللہ تعالیٰ اگلا مہینہ بھی خیریت سے لائے اور خصوصی طور پر دعا فرمائیں کہ

(سورۃ احزاب 45)

اللہ تعالیٰ یہ پندرھویں صدی عالم اسلام کیلئے اپنے دامن میں بیشار خیر و برکت کو لیکر آئے اور اللہ تعالیٰ پاکستان کو دشمنان پاکستان سے بچائے جو حالات اس وقت میرے سامنے ہیں نہایت ہی پریشان کن ہیں اور میں سر نیاز جھکا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر دعا کرتا ہوں کہ الٰہی آنے والی پریشانیوں سے ہم کو بچا لے اور اپنا کرم فرما دے جو لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کچھ مناقشہ رکھتے ہیں تو میں ان سے عرض کروں گا کہ وہ مناقشہ ختم کر دیں اور ذاتیات کو چھوڑ دیں اور بہت بڑی مصیبت سے بچنے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ ہم کو بہت بڑی مصیبت سے بچائے اور یقین کیجئے کہ جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو جو آپس کی رنجشیں ہوتی ہیں وہ سب فراموش ہو جاتی ہیں اور اس وقت سب لوگ مل کر بڑی مصیبت کو دور کرنے کی کوشس کرتے ہیں تو اس لئے اب بھی مسلمان ایک دوسرے سے جو رنجشیں رکھتے ہیں وہ دور کر دیں اور لوگ بڑی مصیبت سے بچنے کی کوشش کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے (آمین آمین الٰھم آمین)

لفظ شاہد کے معنی اور مفہوم

قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے **یا ایھا النبی انا ارسلنٰك شاھداً** اے مسند نبوت پر جلوہ گر ہونے والے محبوب ﷺ اے نبی محترم ﷺ اے نبی معظم ﷺ اے غیب کی خبریں سنانے والے محبوب ﷺ **انـــــا**

(سورۃ احزاب)

ارسلنٰک شاھدا بے شک ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے جب کائنات کو پیدا فرمایا تو خدا نے اس بات کو پسند فرمایا کہ لوگ اللہ کو پہچانیں اور اللہ کی عبادت کریں اور اس کی خوشنودی حاصل کریں جب کائنات کو پیدا فرمایا تو اللہ کی مرضی ہوئی کہ لوگ مجھے جانیں مجھے پہچانیں میری عبادت کریں اور میری خوشنودی حاصل کریں تو اب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس رضا کو ہم عملی جامہ نہیں پہنا سکتے جب تک کہ یا تو خود خدا کو ہم اپنے عقل وحواس سے معلوم کریں اور خدا ہمارے سامنے موجود ہو یا یہ کہ اس کا کوئی نمائندہ ہمارے سامنے موجود ہو تو خدا تو اس بات سے پاک ہے کہ وہ ہمارے سامنے کھلم کھلا موجود ہو اس لئے کہ وہ لامتناہی ہے وہ لامحدود ہے وہ حد سے پاک ہے ہمارے سامنے کھلم کھلا جو چیز آسکتی ہے وہ وہی ہوسکتی ہے جس کی کوئی حد ہو جس کی کوئی ابتداء ہو جس کی کوئی انتہاء ہو وہ کہیں سے شروع ہو کر کہیں پہ ختم ہو تو جب تک کوئی محبوب چیز نہ ہو ہمارا ادراک نہیں ہوسکتا ہم چاند کو دیکھتے ہیں ہماری نگاہیں اس کا احاطہ کر لیتی ہیں سورج کو دیکھتے ہیں ہماری نگاہیں اس کا احاطہ کر لیتی ہیں آسمان کو دیکھتے ہیں ہماری نگاہیں اس کا احاطہ کر لیتی ہیں زمین کو دیکھتے ہیں درخت کو دیکھتے ہیں انسان انسان کو دیکھتا ہے انسان حیوان کو دیکھتا ہے کوئی عمارتوں کو دیکھتا ہے کوئی کسی اور چیز کو دیکھتا ہے جس چیز کو آپ دیکھتے ہیں آپ کی نگاہیں جس حصہ پر پڑتی ہیں اس حصہ کا احاطہ کر لیتی ہیں آسمان کا جو حصہ مجھے نظر آیا ہے میری نگائیں اس حصہ کا احاطہ کئے ہوئے ہیں تو اللہ تو حصہ

سے پاک ہے کس کی نگاہ اس کا احاطہ کرے گی میں نے چاند کو دیکھا پورا چاند میری نظروں کے جھرمٹ میں آگیا اللہ اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کو جھولی میں لے لے تو جب صورتحال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اس لئے پیدا کیا کہ لوگ اللہ کو جانیں اور پہچانیں اور لوگ اللہ کی عبادت کریں اور اللہ کی خوشنودی حاصل کریں تو یہ ممکن نہیں کہ جب تک کہ اللہ سے ان کا کوئی قریب کا رابطہ نہ ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کو نہ جانیں اس وقت تک کس طرح وہ اللہ کی عبادت کریں گے اور کیونکر اس کی خوشنودی حاصل کریں گے اور کیسے اس کو پہچانیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا **یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدا** اے پیارے نبی اے مسند نبوت پر جلوہ گر ہونے والے اے نبی محترم ﷺ اے نبی معظم ﷺ اے غیب کی خبریں دینے والے محبوب ﷺ ہم تو اس بات سے پاک ہیں کہ کسی کے احاطہ میں آجائیں اور کوئی ہمارا ادراک کرے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہمارا ادراک تو کوئی نہیں کرسکتا تو اب کیونکر وہ ہماری عبادت کرے کیونکر ہمیں جانے کیوں کر ہمیں پہچانے کس طرح ہماری خوشنودی حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **انا ارسلنٰک شاھداً** پیارے ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا شاہد کیا ہے؟

بندوں کے شاہد ہمارے سامنے ہمارے شاہد بندوں کے سامنے

شاہد کہتے ہیں گواہ کو کس کا گواہ؟ تو یہ نہیں فرمایا کہ میں نے کس کا گواہ بنا کر بھیجا؟ **انا**

ارسلنٰک شاھداً پیارے میں نے تجھے شاہد بنادیا تو شاہد ہے تو گواہ ہے کس کا شاہد ہے کس کا گواہ ہے؟ یہ نہیں فرمایا کیوں؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک طرف معبود ہے ایک طرف عبد ہے ایک طرف خالق ہے ایک طرف مخلوق ہے ادھر ممکن ہے ادھر واجب ہے ادھر حادث ہے ادھر قدیم ہے ادھر محدود ہے ادھر لا محدود ہے، ادھر بندہ ہے، ادھر خدا ہے تو اب شاہد وہ ہونا چاہیے کہ وہ بندے کا شاہد ہو معبود کی بارگاہ میں اور معبود کا شاہد بندے کے سامنے تو اس وجہ سے حضورﷺ کے شاہد ہونے کو ایک جہت کے ساتھ مقید نہیں فرمایا میرے محبوبﷺ! ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا آپ شاہد ہیں کس کے شاہد ہیں بندوں کے شاہد ہمارے سامنے ہیں اور ہمارے شاہد بندوں کے سامنے ہیں۔

بارگاہ ربوبیت میں ہر آن حضورﷺ حاضر ہیں

اگر آپﷺ کو ہم اپنا شاہد نہ بنائیں تو بندوں کو ہماری معرفت کیسے ہوگی تو ہم نے آپﷺ کو اپنا شاہد بنایا شاھد کہتے ہیں گواہ کو! گواہ وہ ہوتا ہے جو موقع پر حاضر ہو وہی گواہ ہوتا ہے اور جو موقع پر حاضر ہی نہ ہو وہ کہے میں گواہ ہوں! آپ کہیں گے تم کیسے گواہ ہو موقع پر تو تم حاضر ہی نہیں تھے تو کیا مطلب ہوا جب شاہد ہوئے تو جس کے شاہد ہوں گے جہاں کے شاہد ہونگے جس پر شاہد ہونگے ایمان سے کہنا موقع پر حاضر ہوں گے یا نہیں ہونگے جو موقع پر حاضر نہ ہو وہ گواہ کیسا؟

ایک بات عرض کردوں آپ سے حضور اکرمﷺ کی شان یہ ہے کہ میرے آقا شاہد ہیں

کیا مطلب؟ اللہ کی بارگاہ ربوبیت میں ہر آن حضورﷺ حاضر ہیں اور ایک آن بھی ایسی نہیں ہوئی جس آن میں حضورﷺ اللہ کی بارگاہ ربوبیت میں حاضر نہ ہوں یہی وجہ ہے جب آپ نماز پڑھنے بیٹھتے ہیں تو کیا کہتے ہیں السلام علیک ایھا النبی ایمان سے کہنا نماز پڑھنے والا کہاں حاضر ہوتا ہے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے ایاک نعبد کس کو کہتا ہے خدا کو ایاک نستعین کسے کہتے ہیں خدا کو تو خدا کی بارگاہ میں حاضر ہے جبھی تو اسی سے مدد مانگتا ہے جبھی تو وہ خدا کو کہتا ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں تو خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے کون؟ جو نماز پڑھتا ہے جب اس نے اللہ اکبر کہا تو وہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا تو جس کی بارگاہ میں حاضر ہے خطاب اسی کو کرسکتا ہے نا اور جہاں حاضر نہیں جس کی بارگاہ میں حاضر ہی نہیں ہے تو اس کو اگر خطاب کریگا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی بارگاہ سے منہ موڑ کے دوسرے کی طرف رخ کرے تو اس سے خطاب کرے، یہی وجہ ہے کہ اگر نماز میں کوئی شخص کسی کو سلام کرے تو وہ کہے وعلیکم السلام تو نماز ٹوٹ گئی کیوں؟

نماز تو بارگاہ الٰہی میں حاضری کا نام ہے

جب وعلیکم السلام کہا تو اس نے خدا کی بارگاہ سے اپنے حضور کو ختم کرلیا دوسری طرف حاضر ہو گیا، اور نماز تو خدا کی بارگاہ میں حاضری کا نام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ نماز میں کسی کو خطاب کر کے السلام علیکم یا فلاں نہیں کہہ سکتا خواہ وہ اس کا باپ ہو خواہ اس کا بیٹا ہو خواہ اس کا استاد ہو یا اس کا پیر و مرشد ہو اس کا حاکم ہو اس کا کوئی بھی قریبی ہو بعیدی ہو کوئی بھی

ہو وہ السلام علیک یا فلاں نہیں کہہ سکتا کیوں نہیں کہہ سکتا اس لئے کہ جب وہ السلام علیک کسی کو مخاطب کر کے کہے گا خدا کی بارگاہ سے ہٹ کر وہ دوسرے کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوگا اور خدا کی بارگاہ سے ہٹنا یہ تو نماز کو ختم کرنا ہے کیونکہ نماز تو ہے ہی خدا کی بارگاہ کی حاضری کا نام ۔ نتیجہ کیا نکلا کہ جو شخص نماز میں کسی ''بشر،، کو مخاطب کر کے سلام کریگا اس کی نماز فاسد ہو جائیگی تو اب چاہیے کہ حضور ﷺ کو مخاطب کرنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے مگر میں کیا کہوں آپ سے اگر نماز میں کسی دوسرے کو خطاب کرو تو نماز باطل ہوتی ہے اور جب تک رسول ﷺ کو خطاب نہ کرو تو نماز ہوتی ہی نہیں !

سنئے امام شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور امام قسطلانی شارح بخاری اور ان تمام علماء عارفین اور علماء اہل حق نے علماء اہل سنت نے علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری، علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری امام قسطلانی شارح بخاری اور ان تمام علماء اہل سنت نے صاف صاف کہا کہ یہ جب السلام علیک ایھا النبی کہتا ہے تو اس لئے کہتا ہے **فانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم لا یفارق حضرت اللہ ابدا** حضور اللہ کی بارگاہ سے کبھی ایک آن جدا ہوتے ہی نہیں سرکار ﷺ ہر آن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں ! کس پر حاضر ہیں ؟

جس کے وہ شاہد ہیں حضور ﷺ اللہ کے شاہد ہیں یا نہیں ہیں ؟ ایک آن کیلئے بھی حضور ﷺ اللہ کی بارگاہ سے جدا ہوتے ہی نہیں یہی وجہ ہے کہ جس وقت بھی کوئی نمازی نماز پڑھے

(ارشاد الساری فتح الباری)

جہاں بھی کوئی نماز پڑھے جو وقت ہو جو مقام ہو جو جگہ ہو کوئی وقت ایسا نہیں ہے کہ جس وقت کوئی نہ کوئی نمازی کہیں نہ کہیں نماز نہ پڑھ رہا ہو ٹھیک ہے نا، اور جب وہ نماز پڑھ رہا ہے تو کہے گا ''السلام علیک ایھا النبی،، تو معلوم ہوا کہ چوبیس گھنٹہ میں ایک آن ایسی نہیں آتی کہ جس آن میں حضور ﷺ اللہ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوں، یہ وہی ذات پاک ہے، سرکار ﷺ کی کہ ہر آن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ جب نمازی نماز پڑھتا ہے تو کہتا ہے ''السلام علیک ایھا النبی،، اے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو پھر وہ حضرت الوہیت میں حاضر ہیں اور جب تک کوئی کہیں حاضر نہ ہو وہاں کا گواہ نہیں ہو سکتا ۔

اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونیکی بنیاد پر حضور ﷺ اللہ کے گواہ ہوئے اور اس کی دلیل آپ کے سامنے آ گئی ۔ اب یہ ہے کہ حضور ﷺ بندے کے بھی گواہ ہیں خدا کی بارگاہ میں تو اگر اللہ کی بارگاہ میں ہر وقت حاضر ہوں تو بندے پر بھی تو ہر وقت حاضر ہوں گے اگر نہ ہوں تو کس طرح گواہی دیں گے موقع پر جب تک حاضر نہ ہو تو گواہ ہو نہیں سکتے ۔

کائنات کی کوئی بھی چیز حضور ﷺ پر پوشیدہ نہیں

میں ایک بات آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضور تاجدار مدنی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شان یہ ہے میں نے ایک حدیث بارہا مرتبہ آپ کو سنائی مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے، مسند امام احمد میں بھی ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی ہے اب افسوس ہے کہ لوگ اپنے اعتقاد کی طرف قرآن اور حدیث کو کھینچ کر لے جاتے ہیں خود نہیں کھچتے مگر قرآن اور حدیث کو

(صحیح بخاری صحیح مسلم)

کھینچ کر وہاں لاتے ہیں جہاں وہ خود ہیں، ارے چاہیے تو یہ تھا کہ جہاں قرآن وحدیث ہے وہاں خود کھنچ کر چلے جاتے مگر یہ قرآن وحدیث کو کھینچ لائے ہیں کہاں؟ جہاں وہ خود کھڑے ہیں اللہ اکبر۔

حدیث یہ ہے حضور سرور عالم تاجدار مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم ایک مرتبہ ظہر یا عصر کی نماز پڑھا رہے تھے حدیث میں آتا ہے **وفی مؤخر الصفوف رجل فعلا ینافی الصلوٰۃ** سب سے پچھلی صف میں ایک ایسا آدمی تھا جس نے ایسا کام کیا جو نماز میں کرنا نہیں چاہیے تو تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی ابتداء اسلام کا زمانہ تھا ابھی احکام پورے نازل بھی نہیں ہوئے تھے اور جو نازل ہوئے تھے وہ پوری طرح لوگوں تک پہنچے بھی نہیں تھے اور جن لوگوں تک پہنچے تھے ان میں ابھی تک پورے راسخ بھی نہیں ہوئے تھے کیونکہ ابتداء اسلام کا دور تھا تو کسی نے ایسا کام کیا جو نماز میں کرنا نہیں چاہیے تھا وہ کہاں تھا **وفی مؤخر الصفوف** سب سے پچھلی صف میں جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم نماز سے فارغ ہوئے حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو حضور ﷺ نے اسی شخص کو بلایا جو سب سے پچھلی صف میں تھا اسی کو بلایا اور بلا کر فرمایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کر رہے تھے تو وہ مجھ پر پوشیدہ ہے؟ تو حضور ﷺ نے جو کلمات طیبات ارشاد فرمائے میں وہی کلمات طیبات نقل کئے دیتا ہوں فرمایا **فواللہ لا یخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم فواللہ انی لا رٰی کم**

من خلفی کما اری کم من بین یدی فرمایا خدا کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پر چھپا ہوا ہے اور یہاں تک کہ وہ ولا خشوعکم تمہارے دل میں جو خشوع کی کیفیت وہ بھی مجھ پر چھپی ہوئی نہیں ہے۔ فواللہ خدا کی قسم انی لارٰی کم بے شک میں ضرور ضرور تمہیں من خلفی اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں کما ارٰی کم من بین یدی جیسے کہ اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں اب ایمان سے کہنا کہ میرے آقا سرور عالم تاجدار مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم نے اپنے آگے پیچھے سے برابر دیکھا یا نہیں دیکھا۔

اچھا من خلفی کے معنی پیچھے کے ہیں ایک روایت میں آتا ہے یہی حدیث کیونکہ بہت سے طریقوں سے حدیث روایت ہوئی ہے اور متعدد سندوں سے یہ حدیث مروی ہوئی ہے یہی حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اور ایک طریق میں یہ الفاظ **فواللہ انی لا ارٰی کم من بعدی خلفی** اور بعدی دونوں الفاظ موجود ہیں ایک حدیث میں آیا میں تمہیں اپنے پیچھے سے ایسے دیکھتا ہوں جیسے آگے سے دیکھتا ہوں اور فرمایا میں تمہیں اپنے بعد اسی طرح دیکھتا رہوں گا جیسے اب دیکھ رہا ہوں یہ من بعدی کے الفاظ ہیں۔

پتہ چلا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم ہمارے حیات ظاہری حیات دنیاوی میں جلوہ گر ہوں یا حیات دنیا کے بعد ہوں ہر صورت میں ہمارے آقا ہم کو دیکھ رہے ہیں اور جب ہمیں دیکھ رہے ہیں تو ہمارے ظاہر کو بھی دیکھ رہے ہیں وہ ہمارے

باطن کو بھی دیکھ رہے ہیں اور جب ظاہر و باطن کو دیکھ رہے ہیں تو بولو کہ موقع پر حاضر ہوئے کہ نہیں ہوئے نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں بندے کے اوپر جلوہ گر ہیں ظاہر کو بھی دیکھ رہے ہیں باطن کو بھی دیکھ رہے ہیں اور بعد کو بھی دیکھتے رہیں گے تو یہاں بھی موقع پر حاضر اور وہاں بھی بارگاہ الوہیت میں موقع پر حاضر اور جو کہیں حاضر ہو وہاں کا گواہ بنتا ہے لہٰذا ہمارے گواہ خدا کے سامنے ہیں خدا کے گواہ ہمارے سامنے ہیں۔

لوگ قرآن وحدیث کو اپنی طرف کھینچتے ہیں

اب جو لوگ ایسا کرتے ہیں کہ خود تو نہیں کھچتے قرآن وحدیث کو اپنی طرف کھینچتے ہیں ان کے کرشمے بھی عجیب وغریب ہیں ایک صاحب نے یہ لکھ دیا کہ بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی پیٹھ میں دو سراخ تھے ان سراخوں سے حضور ﷺ دیکھ لیا کرتے تھے، کتنے تماشا کی بات ہے! اچھا اب ان سے پوچھا جائے کہ بھائی وہ سراخ تھے میں نے مان لیا تو حضور ﷺ قمیض پہن کر نماز پڑھاتے تھے اور حضور ﷺ چادر مبارک زیب تن فرماتے تھے تو کیا وہ قمیض اور چادر بھی حائل نہیں ہوتی تھی اگر وہ حائل نہیں ہوتی تو ضرورت ہی کیا تھی سراخوں کی!

معلوم ہوا کہ کوئی چیز حائل ہی نہیں ہے حضور ﷺ کیلئے اور بڑے تعجب کا مقام ہے کہ آج مادہ پرستی کے دور میں آپ دیکھتے ہیں کہ انسان کے جسم پر کھال ہے اور گوشت ہے اور ہڈیاں ہیں کھال گوشت اور ہڈیوں کے اندر انسان کے کسی عضو کے اندر کوئی چیز رکھی ہوتی

ہے کوئی رسولی ہے یا کوئی داغ ہے کوئی دھبہ ہے، کوئی زخم ہے ایمان سے کہنا وہ ایکسرے کے ذریعے آپ کو دیکھ لیتے ہیں کہ نہیں؟ دیکھ لیتے ہیں اللہ اللہ آج مادی ترقی نے تو اس طور پر پہنچا دیا اس مقام پر پہنچا دیا کہ نہ یہ کھال حائل ہوتی ہے نہ یہ گوشت حائل ہوتا ہے، نہ یہ ہڈیاں حائل ہوتی ہیں بلکہ جس عضو کے اندر کوئی چیز ہے اس عضو کے اوپر کا حصہ بھی حائل نہیں ہوتا جو چیز اندر ہے وہ صاف نظر آجاتی ہے مجھے حیرت ہے کہ اگر مادی ترقی کا یہ عالم ہوسکتا ہے تو میرے آقا ﷺ کی نورانیت کا کیا مقام ہوگا۔

مگر یہ سب کے سب تمہارے شرک کے اصول کے مطابق شرک قرار پائیں گے مگر کوئی بھی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا میں تو یہ کہوں گا کہ یہ جتنے انکشافات آج ہو رہے ہیں ان سب انکشافات نے کمال محمدیت کو آفتاب سے زیادہ چمکا کر رکھ دیا نبوت کے کمالات کو رسالت کے کمالات کو روحانیت کے کمالات کو نورانیت کے کمالات کو اجاگر کر کے رکھ دیا اور اب اس زمانہ میں اس مادی ترقی کے دور کے حالات کو دیکھنے کے بعد تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی عقل سلیم رکھنے والے کے دل میں انبیاء کرام کے کمالات سے ذرہ برابر بھی شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا یہ مادی ترقی کا عالم ہے ان لوگوں نے کہہ دیا کہ دو چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے، بھلا بتائیے یہ کوئی بات آپ کی عقل مانتی ہے۔

حالت نماز کے بعد کیا مقام ہوگا

پھر بعض لوگوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ یہ تو نماز کیلئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے نماز کی

حالت میں تو ٹھیک ہے نماز کی حالت میں حضورﷺ سب کو دیکھ لیتے ہیں آگے بھی دیکھ لیتے ہیں پیچھے بھی دیکھ لیتے ہیں لیکن جب نماز میں نہ ہوں پھر! اس کے بارے میں ایک بات عرض کروں گا کہ نماز کی حالت تو یہ ہے کہ جس حالت میں نمازی کو ہر طرف سے اپنی نظر بچا کر ایک ہی طرف رکھنی چاہئے آگے سے بھی پیچھے سے بھی دائیں سے بھی بائیں سے بھی نظر ہٹا کر ایک ہی طرف اس کو مرکوز رکھنا چاہیے اور نماز سے جب فارغ ہو جائے تو جدھر چاہے دیکھے آگے پیچھے دائیں بائیں ٹھیک ہے آزاد ہے۔ یہ بتاؤ کہ جن کی شان یہ ہو کہ نماز کی حالت میں بھی آگے پیچھے کا کوئی فرق نہیں تو نماز کے بعد کیا مقام ہوگا اللہ ہمیں عقل سلیم عطا فرمائے درود شریف **اللھم صل علٰی سیدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصل علیہ** بات یہ ہے کہ رکتے آئے ہیں اور بہت سے رکتے ہیں صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں میں صرف ایک بات یہ عرض کردوں، درود شریف **اللھم صل علٰی سیدنا ومولانا محمد وعلٰی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم وصل علیہ**

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امت مسلمہ میں سب سے افضل ہیں

کسی شخص نے لکھا ہے کہ **اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا، ثانی ثنین اذھما فی الغار** صدیق اکبر رضی الہ تعالیٰ عنہ کیلئے آیا ہے ثانی

(سورۃ توبہ آیت 40)

اثنین کا معنی ہے ’’دو کا دوسرا،، اور اذ یقول لصاحبہ اس کا معنی ہے اس نے جب اپنے ساتھی سے کہا تو صاحب سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور دو کے دوسرے سے مراد بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیونکہ ایک حضورﷺ ہیں دوسرے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو کوئی اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو کا دوسرا نہ کہے وہ کافر ہے اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضورﷺ کا ہمراہی نہ کہے وہ کافر ہے باقی آگے جو معاملات ہیں وہ معاملات ایسے ہیں جو نص قطعی سے آگے ہیں اگر کوئی ان کا انکار کرتا ہے تو پھر میں کہوں گا کہ وہ قرآن کی نص کا منکر ہو کر تو میں اس کو کافر نہیں کہونگا، لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس نے ایسی چیز کا انکار کیا کہ جو قرآن کے اشارۃ النص میں موجود ہے اور احادیث کی عبارۃ النص میں موجود ہے اور تمام امت مسلمہ کا وہ اعتقاد ہے جس نے امت مسلمہ کے اعتقاد سے علیحدہ راہ اختیار کی اور جس نے کتاب وسنت کے ارشادات کو رد کیا میں کہونگا کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں رد کردیئے کے قابل ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے بچائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے بچائے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے شر سے بچائے۔

باقی یہاں صحابیت اور دو کا دوسرا ہونا یہ دو باتیں نص قطعی سے ثابت ہیں اور جو ان کا انکار کریگا کافر ہوگا اس کے بعد جو اگلی چیزیں ہیں ان کا تعلق جو ہے وہ دوسرے دلائل سے ہے اور ان دلائل پر ہمارا یقین ہے اور ان دلائل پر ہمارا ایمان ہے اور ہم ان دلائل کی

روشنی میں وہ عقیدہ رکھتے ہیں جو تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا عقیدہ تھا جو تمام اہل بیت اطہار کا عیقدہ تھا ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیفہ اول برحق مانتے ہیں اور ہم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امت مسلمہ میں سب سے افضل ہیں اور یہ ہمارا عقیدہ ہے، باقی یہ آیت جو صاحب نے لکھی ہے تو ان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ قرآن کے لفظوں پر اگر بات ہے تو وہاں لفظ صاحب ہے یا ثانی اثنین ہے اس کے علاوہ اور باتیں جو ہیں وہ دوسری شرعی دلیلوں میں ہیں اور ان کے بارے میں جو حکم تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا اللہ تعالیٰ ہمیں اہل سنت کے اعتقاد پر قائم رکھے باقی اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ میں اس وقت ان پر کلام نہیں کر سکتا۔

غلط ترجمہ:

الرحمٰن علی العرش استوٰی رحمٰن جو ہے وہ عرش پر لیٹ گیا یہ لوگوں نے ترجمہ کیا مگر اللہ لیٹنے سے پاک ہے اللہ بیٹھنے سے پاک ہے اللہ تعالیٰ کسی چیز کے برابر ہونے سے پاک ہے کیونکہ جو چیز بھی ہوگی وہ محدود ہوگی اللہ اگر کسی محدود کے برابر ہو تو محدود کے برابر بھی محدود ہوا کرتا ہے تو اللہ ان سب باتوں سے پاک ہے

صحیح ترجمہ:

الرحمٰن علی العرش استوٰی اللہ تعالیٰ نے عرش پر استوٰی فرمایا مایلیق

(سورۃ طٰہٰ آیت 5)

بشانہ جو اللہ کی شان کے لائق ہے اور یہ آیت متشابہات میں سے ہے اور قرآن نے کہا کہ جو آیتیں متشابہات سے ہیں وہ لوگ ان کے پیچھے پڑھتے ہیں جن کے دل میں زیغ ہے لہٰذا ہم آیات متشابہات پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے معنیٰ کو سپرد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔

سوال کا جواب

قرآن میں آیا ہے **انا عرضنا الامانته** اس امانت سے کونسی امانت مراد ہے؟

میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس امانت سے مراد احکام شرعیہ ہیں حلال وحرام اور اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے کوئی چیز فرض ہے کوئی واجب ہے کوئی حرام قطعی ہے کوئی مکروہ تحریمی ہے کوئی مکروہ تنزیہی ہے جتنے بھی احکام شرعیہ ہیں وہ مراد ہیں اور ان احکام شرعیہ کا تعلق جو ہے وہ نبی کریم ﷺ کے نور مقدس کیساتھ ہے اس لئے حضور ﷺ کے دامن سے الگ ہو کر امانت کا تصور ہمارا دماغ قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ مجھے اس دن زندہ نہ رکھے

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور ہمارے حال پر رحم فرمائے اور بعض دوستوں نے مجھے خط لکھے ہیں جس سے مجھے بڑا دکھ ہوا ہے اس لئے کہ یہ مجھ پر کتنا بڑا غلط اور جھوٹا الزام ہے اور میں تو الحمد للہ ثم الحمد للہ آج تک کسی دنیاوی عزت کا خواہاں نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مجھے اس سے بچایا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس

(سورۃ احزاب آیت 72)

میدان میں آپ مجھے کبھی نہیں پائیں گے کچھ لوگ دنیاوی عزت کے طالب ہیں میں الحمد
للہ مجھے آپ کبھی ایسا نہیں پائیں گے میں کبھی سیاست میں نہیں آیا کبھی میں الیکشن میں نہیں
آیا کبھی کسی چیز میں نہیں آیا۔

رہا اسلامی نظریاتی کونسل تو وہ مجھے مجبور کر رہے ہیں اور کل بھی بار ہا مجھے ٹیلیفون آئے کہ
آپ کا نام دیدیں صرف آپ اجازت دیدیں۔ میں نے کہا کہ میں تو بالکل نہیں آسکتا
میری صحت ہی اجازت نہیں دیتی میری مصروفیت مجھے اجازت نہیں دیتی تو اس طرح کشمیر
سے ایک خط آیا تو اس میں کچھ ایسی بات لکھی کہ آپ وہاں کونسل میں شامل ہوں وہ جو
کونسل طلب کی گئی تھی صدر صاحب کی طرف سے حالانکہ آپ یقین فرمائیں دو کنونشن
ہوئے اور دونوں میں مجھے بلایا اور بڑی کوشش سے بلایا بہر حال میں خدا کے گھر میں بیٹھا
ہوں میں نے صاف جواب دیدیا کہ میں نہیں آؤنگا اور علماء کنونشن میں میں نہیں گیا اور
''مشائخ کنونشن،، سے تو میرا کوئی تعلق ہی نہیں تھا اور بالکل میں نہیں گیا اور جن لوگوں
نے مجھ پر ''الزام،، لگایا کہ آپ وہاں گئے اور یہ صورت ہوئی،، تو میں کہتا ہوں کہ بس
اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت فرمائے میں تو گیا نہیں تو میں کیا کہوں آپ سے، ایک مجھے خط آیا
مجھے بڑا دکھ ہوا میں کب گیا کنونشن میں میں تو گیا نہیں تو اس لئے اگر کوئی صاحب ایسی
بات کرتے ہیں کہ میں کسی دنیاوی اعزاز کا خواہاں ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس دن زندہ نہ
رکھے جس دن میں دنیاوی اعزاز کا خواہاں بنوں میں اس بات کو بالکل ذہن میں نہیں رکھتا

اور ان تمام چیزوں کو میں نے پس پشت ڈالدیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ **ان العزۃ
للہ ولرسولہ وللمومنین** بس عزت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں
کیلئے ہے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان پر قائم رکھے اور ایمان پر میرا خاتمہ
فرمائے۔

میں بعض دوستوں سے معذرت خواہ ہوں کہ ان کے رقعوں کے میں تفصیلی جواب اس لئے
نہیں دے سکا کہ وقت نہیں تھا اور جو مطلب کی بات تھی وہ میں بیان کر چکا ہوں اور آپ
سے دعا کا خواستگار ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ جو کام میں نے قرآن وحدیث
کا شروع کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کرادے اور مدینہ پاک کی حاضری بار بار نصیب
فرمادے اور اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ فرمادے اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں یا اللہ تو نے جو
قرآن حدیث کی علمی خدمت میرے ذمہ لگائی ہے الٰہی اس کی تکمیل کی مجھے توفیق دے
میری زندگی میں وہ مکمل ہو جائے اور اللہ مدینہ پاک کی حاضری کا شرف بار بار عطا فرما
دے اور اے اللہ تو اپنی رحمت سے میرا خاتمہ ایمان پر فرمادے اور ہر مسلمان کا خاتمہ
ایمان پر ہو ہر مومن کا خاتمہ ایمان پر ہو اللہ تعالیٰ آنے والی مصیبتوں سے بچائے اور جس
کا میں نے اجمالی ذکر کیا ہے پہلے پہلے آپ اس کو معمولی بات نہ سمجھیں آپ اللہ سے
ڈرتے رہیں آپس میں تم سب لوگ طے کرلو کہ ہماری کوئی رنجش کسی سے بھی دور کرلے
بہت بڑی مصیبت کا تصور جو پہاڑوں سے بڑی مصیبت ہے دعا کرو اللہ اس سے بچائے

(سورۃ المنافقون آیت 8)

اللہ اس مصیبت سے بچائے اللہ اس مصیبت سے بچائے اور اپنے آپ کو سب آمادہ کرو اور تیار رکھو اپنے ملک کے دفاع کیلئے اور اپنے دین کے دفاع کے لئے بھی کیونکہ تمہارے دین پر بڑے شدید حملے ہو رہے ہیں الحاد دھریت لادینیت کہ کیا کہوں آپ سے ایک ایسا طوفان ہے جو میں بیان نہیں کرسکتا میری آنکھوں میں اس کا تصور ہے میں آپ کو دکھا نہیں سکتا اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس وقت ہمیں ثابت قدم رکھے اور اس مصیبت سے اللہ ہم سب کو بچالے ہمارے ملک کو بھی بچالے اور ہمارے دین کو بھی بچالے اللہ ہماری قوم کو بھی بچالے اور تمام عالم اسلام پر اللہ اپنی رحمت فرمادے۔

وآخردعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر 12

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلی وحی

ضیغم اسلام بیہقی عصر امام اہل سنت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلی وحی سے متعلق مدنی مسجد گلشن اقبال میں یہ خطاب دلنواز فرمایا۔

دھنک

صفحہ نمبر

الحمد لله الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهديه الله فلا مضلله ومن يضلله فلا هادى له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهدان سيدنا وسندنا ونبينا و حبيبنا و كريمنا و روفنا و رحيمنا ومولانا و ملجانا وماونا محمد عبده و رسوله اما بعد فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم لو انزلنا هذا القرآن علٰى جبل لرايته خاشعا متصدعاً من خشية الله وتلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون صدق الله العظيم و صدق رسوله النبى الكريم الامين و نحن علٰى ذالك لمن الشاهدين وا شاكرين والحمد لله رب العٰلمين ان الله وملٰئكة يصلون علٰى النبى يا ايها الذين اٰمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل علٰى سيدنا ومولانا محمد وعلٰى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك وسلم وصل عليه۔

محترم حضرات! بڑی مسرت کا مقام ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس شریف کے ایام میں یہاں ایک دارالعلوم قائم کیا

(سورۃ حشر آیت 21)

جار ہا ہے جو حفظ قرآن تجوید اور دیگر علوم دینیہ کی تعلیم کیلئے تعمیر کیا جار ہا ہے میں اللہ کی بارگاہ میں سرنیاز جھکا کر دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس دار العلوم کی تعمیر کو اس کی بنیاد کو اپنی رحمت کے ساتھ بابرکت فرمائے۔

قرآن کے بارے میں ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے **امنا وصدقنا** ہم ایمان لائے اور ہم نے تصدیق کی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مجدد دین وملت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے قران کریم کے متعلق ہم کو جو تعلیمات عطا فرمائی ہیں ان کی بنیاد یہی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے **امنا وصدقنا** لیکن بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے قرآن حضور ﷺ کو سکھایا اور اس کے بعد واپس چلے گئے اور قرآن محض جبریل علیہ السلام کی تلقین وتعلیم ہے اگر وہ تعلیم وتلقین نہ کرتے تو رسول اللہ ﷺ کو قرآن نہیں مل سکتا تھا یہ محض تلقین وتعلیم جبریل علیہ السلام کا نتیجہ ہے جو حضور کو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے واسطے سے قرآن کی تلقین فرمادی۔

اس نظریہ سے ہمیں بڑا سخت اختلاف ہے

ہمارا نظریہ جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں ہے، وہ یہ ہے، کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جبریل علیہ السلام اللہ کے کلام کو لیکر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے **امنا وصدقنا** یہ حق ہے **فانہ نزل بہ الروح**

(سورۃ شعراء آیت 193)

الامین علی قلبك جبریل علیہ السلام نے اس کلام الٰہی کو قلب پاک مصطفیٰ ﷺ پر اللہ کے حکم سے نازل کیا بے شک جبریل علیہ السلام قرآن کو لانے والے ہیں اور حضور ﷺ پر قرآن اللہ کے حکم سے جبریل علیہ السلام ہی اتارنیوالے ہیں اس میں کوئی شک نہیں یہ بالکل حق ہے لیکن اس کا ایک دوسرا پہلو یہ کہ جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو قرآن سکھایا اور جبریل کی یہ تلقین وتعلیم ہے اور اگر جبریل علیہ السلام یہ تلقین وتعلیم نہ کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کو قرآن کا علم کبھی حاصل نہ ہوتا اور حضور ﷺ کو قرآن کبھی نہ ملتا اس نظریہ سے ہمیں بڑا سخت اختلاف ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حقیقت کو اپنی تعلیمات میں اجاگر فرمایا اور میں نہایت اختصار کیساتھ اس پر روشنی ڈالوں گا اللہ تعالیٰ مجھے کلمۃ الحق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس حق کو قبول کرنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میرے رب نے مجھے قرآن سکھایا

عزیزان گرامی یہ صحیح ہے جیسا کہ میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے قلب اطہر پر قرآن نازل کیا اور قرآن میں یہ بھی ہے کہ **علمہ، شدید القوی** اگرچہ مفسرین نے شدید القوی سے اللہ کی ذات پاک بھی مراد لی ہے کیونکہ شدت اور قوت کی نسبت اللہ کی ذات پاک کی طرف قرآن میں بار بار آئی ہے اور نہایت ہی شدید قوت والا اللہ ہے اس میں کوئی شک نہیں وہ قوی ہے اور متین ہے اور

(سورۃ نجم آیت 15)

وہ اشد العقاب ہے تو شدت اور قوت دونوں کی نسبت قرآن پاک میں اللہ کی طرف ہے اس لئے مفسرین کے ایک گروہ نے علمہ شدید القوٰی میں شدید القوٰی سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مراد لی اور اگر قرآن کریم کی دوسری آیات کو سامنے رکھ لیا جائے تو یہ معنی بڑے واضح ہو کر سامنے آجاتے ہیں حضور نبی اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کے ارشادات کی روشنی میں ہم اس آیت کا مفہوم سمجھیں گے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا الرحمٰن علم القرآن رحمٰن نے قرآن سکھایا تو سکھانے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی طرف فرمائی کہ ہم نے قرآن سکھایا معلوم ہوا کہ جہاں شدید القوٰی سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام کو لیا گیا ہے وہاں ان کی طرف تعلیم کی جو نسبت ہے وہ اسناد مجازی کے طور پر ہے اور جبریل علیہ اسلام کی تعلیم وہ محض مجاز ہے۔ حقیقتاً قرآن کی تعلیم فرمانے والا خود اللہ ہے اور خود زبان نبوت نے فرمایا کہ "**علمنی ربی فاحسن تعلیمی**،، میرے رب نے مجھ کو علم عطا فرمایا اور میرے رب نے مجھے قرآن سکھایا اور بہت اچھا مجھے قرآن سکھایا اور میری تعلیم بہت اچھی فرمائی **واد بنی فاحسن تادیبی** اور میرے رب نے مجھ کو ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا تو حضور ﷺ نے بھی تعلیم کی نسبت اللہ کی طرف فرمائی قرآن بھی فرماتا ہے کہ **الرحمٰن علم القرآن** اب **علمه شدید القوٰی** سے اگر حضرت جبریل علیہ اسلام ہی مراد ہوں تو اس سے اسناد مجازی مراد ہوگی۔

(سورۃ الرحمٰن آیت 1)

تعلیم اور تلقین میں فرق ہے۔

بعض علماء نے علم بمعنی لقن بھی کہا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے تو حضور سرور عالم ﷺ کو قرآن پاک کی تلقین کی ہے اور تلقین اور ہے اور تعلیم اور ہے، تعلیم تلقین کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور یہ تلقین، تلقین کا کیا مطلب ہے میں مثال دیکر سمجھائے دیتا ہوں باقی زیادہ گفتگو کا موقع نہیں ہے دیکھئے اگر آپ کسی بڑے عالم وفاضل کا نکاح پڑھائیں تو اس کو آپ کلمات کی تلقین کرتے ہیں اور آپ اس سے کہتے ہیں پڑھو **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تو وہ پڑھتا ہے **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تو کیا آپ کے پڑھانے سے پہلے اس کو اس کا علم نہیں تھا صرف آپ نے تلقین فرمائی آپ اس کو تلقین کرتے ہیں کہو **امنت باللہ وملئکته وکتبه ورسله والیوم الاخر والقدر خیره وشره من اللہ تعالٰی والبعث بعد الموت** آپ اس کو تلقین کرتے ہیں وہ پڑھتا جاتا ہے حالانکہ وہ عالم دین ہے وہ تو ان چیزوں کو پہلے سے جانتا ہے آپ نے تو صرف تلقین کی ہے اور تلقین اور چیز ہے تعلیم اور چیز ہے جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کو علم دینے والے نہیں ہیں بلکہ قرآن کی تلقین کرنے والے ہیں اور قرآن کریم کے الفاظ اور اللہ کے کلام کو اللہ کے حکم سے جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے قلب پاک پر اتارنے والے ہیں تعلیم دینے والا اللہ ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام سفیر ہیں واسطہ ہیں۔

علم القرآن قرآن نے اعلان کیا علمنی ربی میرے رب نے مجھے تعلیم فرمائی پھر آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کریم جو اللہ کا کلام ہے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام یقیناً اس کو لیکر آئے اور حضور ﷺ کے سینہ اقدس پر اس کو نازل کیا قلب پاک پر اتارا ہمارا اس پر ایمان ہے اور ہم اس حقیقت کو حقیقت ایمان سمجھتے ہیں باقی آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے یہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے اور وساطت سے اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کو عطا فرمایا تو آپ یقین فرمائیں کہ اس کلام کے عطا فرمانے میں جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام تو صرف ''سفیر،، ہیں واسطہ ہیں اور وہ ایک بڑی عظیم حکمت کے ماتحت ہیں اس حکمت کی طرف میں کچھ تھوڑا سا آگے چل کر انشاء اللہ اشارہ کروں گا آپ اس حقیقت کو اس حدیث پاک کی روشنی میں سمجھئے۔

ما انا بقاری کا مفہوم

آپ اس حقیقت کو اس حدیث پاک کی روشنی میں سمجھئے جو بخاری و مسلم میں اور تمام کتب امہات حدیثیہ میں ان کے علاوہ محدثین نے اس کو صحیح سندوں کیساتھ روایت کیا اور کوئی شخص اس کا انکار نہیں کرسکتا غار حراء میں جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا اقراء آپ قرأت فرمائیں حضور ﷺ نے فرمایا ما انا بقاری ،، لوگوں نے ما انا بقاری کا ترجمہ کیا کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں میں ان پڑھ ہوں، مجھے کچھ نہیں میں کچھ نہیں پڑھ سکتا لوگوں نے یہ ترجمہ کیا حالانکہ قاری اسم فاعل کا صیغہ ہے اور

(بخاری شریف)(مسلم شریف)

قاری کے معنی ''قرأت کرنے والا،، اگر اس کے معنی کو جو اصل معنی ہیں آپ ذہن میں رکھ کر ترجمہ کریں تو معنی یہ ہوں گے کہ میں قرأت کرنے والا نہیں، میں پڑھنے والا نہیں، میں نہیں پڑھوں گا، میں قرأت نہیں کروں گا اس کا مطلب یہ ہے، یہ نہیں کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں ان پڑھ ہوں میں کچھ نہیں جانتا، میں پڑھنا نہیں جانتا یہ اس کا مطلب لینا یہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں کی عقلمندی ہے اور اس کی کیا دلیل ہے ما انا بقاری کے معنی یہ ہیں کہ جبریل میں پڑھنے والا نہیں کیوں؟

اس کی وجہ آگے چل کر عرض کروں گا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کہا حضور تاجدار مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''**فاخذنی ثم غطنی اخذنی حتی بلغ منی الجهد**،، فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے پکڑا دبوچا اور اتنا دبوچا کہ ''**حتی بلغ منی الجهد یا حتی بلغ منی الجهد**،، جہد کے معنی ہیں طاقت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتنا زور سے دبایا کہ وہ اپنی پوری جبریلی طاقت کو پہنچ گئے یا یہ کہ جبریل علیہ السلام نے اپنی پوری جبریلی طاقت کو حضور ﷺ کی ذات مقدسہ تک پہنچا دیا **فاخذنی** حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے جبریل نے پکڑا **فغطنی** اور مجھے دبوچا اور یہاں تک کہ **حتی بلغ منی الجهد**، یہاں تک کہ وہ پوری جبریلی طاقت کو پہنچ گئے، یعنی اپنی پوری جبریلی طاقت میری بشریت پر انہوں نے خرچ کر دی اور اس کے بعد پھر کہا کہ اقراء پڑھیے سرکار ﷺ

نے فرمایا **ما انا بقاری** میں نہیں پڑھنے والا فرمایا کہ پھر انہوں نے مجھے پکڑ لیا جبریل علیہ السلام نے مجھے دبوچا **حتی بلغ منی الجهد** اتنا زور سے دبایا کہ پوری جبریلی طاقت کو پہنچ گئے پھر مجھے چھوڑا اور پھر کہا کہ **اقراء** تو میں نے کہا کہ **ما انا ابقاری۔** میں نہیں پڑھنے والا پھر حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے پکڑا اور دبوچا اور اپنی طاقت اتنا زور لگایا کہ **حتٰی بلغ منی الجهد** کہ جبریلی پوری طاقت میری بشریت پر خرچ کردی پھر کہا **اقراء باسم ربك الذی خلق** اے محبوب ﷺ اس رب کے نام سے پڑھیں جس نے پیدا کیا جب جبریل علیہ السلام نے یہ کہا **اقراء باسم ربك الذی خلق** تو سرکا ﷺ نے فوراً قرأت فرمادی۔

سارا کمال تو حضور ﷺ کے اپنے اندر موجود تھا

لوگوں نے یہ کہا کہ جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کو فیض پہنچایا اور حضور اکرم ﷺ کو فیض جب پہنچا تب حضور اکرم ﷺ نے قرأت کی حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے، بات یہ ہے کہ سارا کمال تو حضور اکرم ﷺ کے اپنے اندر موجود تھا جبریل علیہ السلام کو تو اتنا حکم دیا کہ اے جبریل علیہ السلام تم میرے محبوب ﷺ کی خدمت سرانجام دو اور جو کمالات میرے محبوب ﷺ کے بالقوہ ہیں اور باطن اپنی قوت جبریلی سے ظاہر کردو، جبریل علیہ السلام نے کوئی کمال نہیں دیا بلکہ حضور ﷺ کا کمال اندر سے ظاہر ہوا اور اس کے اندر اس

(سورۃ العلق آیت 1)

حقیقت کا اظہار کیا گیا کہ جبریل تم اگر مدت دراز تک بھی اگر اقراء کہتے رہو گے تو میرا محبوب ﷺ ما انا بقاری فرماتا رہیگا جب تک **اقراء باسم ربك الذی** نہیں کہو گے جب تک رب کا نام نہیں لو گے وہ قرأت نہیں فرمائیگا چنانچہ ادھر انہوں نے رب کا نام لیا ادھر حضور سرور عالم ﷺ نے قرأت فرمادی۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جبریل علیہ السلام تم تو اب جا رہے ہو میرا نام جب تک نہیں لوگے میرا محبوب ﷺ قرأت نہیں فرمائیگا اور یہ ممکن نہیں ہے کہ جب تک اس کا میرا تعلق نہ ہو جب تک اس کو میرا علم نہ ہو جب تک اس کو میری معرفت نہ ہو تو یہ لفظ لیکر تو تم آج جا رہے ہو لیکن یہ سوچو کہ یہ معرفت جو ان کو میری ہے کہ میرے نام کے بغیر وہ قرأت نہیں فرماتے اس معرفت میں تو تمہارا کوئی دخل نہیں ہے اس معرفت میں تو تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ جب رب نے تمہارے جانے سے پہلے وہ معرفت اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائی کہ جس کی بناء پر جب تک رب کا نام نہیں آیا حضور ﷺ نے قرأت نہیں فرمائی اسی رب نے قرآن پاک کا حقیقی علم بھی اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمایا آپ کا کام تو اتنا ہے کہ آپ خدمت انجام دے رہے ہیں اور آپ خدمت کر رہے ہیں۔

مثال نہیں دیتا مسئلہ سمجھاتا ہوں

مثال نہیں دیتا دیکھئے کہ دیا سلائی کے ایک سرے پر مصالحہ لگا ہوا ہوتا ہے آپ اس کو اس کے کنارے پر گھستے ہیں اور گھسنے کے بعد اس سے شعلہ نکلتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ

شعلہ جو اس سے نکلا کیا آپ نے اپنے پاس سے وہ شعلہ اس میں رکھ دیا؟ نہیں! اگر وہ شعلہ آپ نے اپنے پاس سے رکھ دیا تو آپ کسی اور لکڑی کو گھسیں اس سے بھی وہ شعلہ نکلنا چاہیے مگر کسی لکڑی سے وہ شعلہ نہیں نکلتا، بلکہ وہ اس مصالحہ سے نکلتا ہے جو اس پر لگا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جو جوہر اپنے حبیب ﷺ کی ذات پاک میں رکھ دیا تھا وہی بھڑکا (اجاگر ہوا) اور وہی قوت سے فعل میں آیا تو اسی کا ظہور ہوا جبریل علیہ السلام کا کام تو صرف تحریک تھا انہوں نے تحریک کر دی وہ تحریک کرنا ایک خدمت تھا اور وہ خدمت حضرت جبریل علیہ السلام نے انجام دی کیوں اس لئے کہ بارگاہ نبوت ﷺ کی خدمت ہی کیلئے تو جبریل علیہ السلام آتے تھے۔

حضور ﷺ کی قوت کے سامنے کسی اور کی قوت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

بہرحال یہ بات ہمیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بتائی پھر اس کے اندر آپ اس حقیقت کو بھی آپ سمجھیں کہ یہ قرآن حضور ﷺ کے قلب پاک پر اترا بسم اللہ سے لیکر والناس تک سارا قرآن قلب پاک پر اترا آپ نے سن لیا حضور سرور عالم کے قلب اطہر میں ذرہ برابر اضحلال کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی حالانکہ قرآن کی شان تو یہ ہے کہ **لو انزلنا هذا القرآن،،** اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو کیا ہوتا علیٰ جبل اگر پہاڑ پر اتارتے جبل **لرايته خاشعا متصدعاً من خشية الله** میرے محبوب ﷺ آپ دیکھتے کہ وہ پہاڑ خدا کے خوف وخشیت سے کانپ جاتا لرز جاتا اور وہ

ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا تو قرآن اگر پہاڑ پر اترتا تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا یا نہیں ہو جاتا؟ آپ سے پوچھتا ہوں اللہ کا کلام ہے۔ یہ اللہ کے کلام پر ہمارا ایمان ہے، اگر یہ پہاڑ پر قرآن اترتا پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا یا نہ ہوتا؟ اگر کوئی کہے نہیں ہوتا تو اس آیت کے خلاف ہوگا اللہ کے کلام کی تکذیب ہوگی تو ہمیں ایمان رکھنا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ واقعی اگر یہ قرآن پہاڑ پر اترتا تو یقیناً پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن اے قلب پاک مصطفیٰ ﷺ آپ کی عظمتوں کو سلام کہ آپ کے قلب پاک پر سارا قرآن اترا مگر اضحلال نہیں پیدا ہوا معلوم ہوا کہ کائنات کے پہاڑوں میں وہ قوت نہیں ہے جو قلب پاک مصطفیٰ ﷺ میں قوت ہے۔

سنئے یہ فقط پہاڑوں کی قوت کی بات نہیں ہے بلکہ یوں کہیے کہ جبریل علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بڑی قوت عطا فرمائی ہے جبریلی قوت کا اندازہ تو ان کے کارناموں سے آپ کر سکتے ہیں جو کارنامے جبریل علیہ السلام نے انجام دیئے آپ کو معلوم ہے کہ اپنے ایک پر کے کنارے سے انہوں نے پہاڑ کو اٹھایا اور آسمان کی طرف لے گئے تو جن کے پر کے ایک کنارے میں اتنی طاقت ہے کہ پہاڑ کو زمین سے آسمان کی طرف لے جا سکتے ہیں بتائیں ان کے چھ سو بازوؤں میں کتنی طاقت ہوگی اور پورے جبریل میں کتنی قوت ہوگی پھر انہوں نے تو پوری قوت حضور ﷺ پر صرف کر دی حتی بلغ منی الجھد پوری جبریلی طاقت حضور ﷺ پر خرچ کر دی مگر

جبریل علیہ السلام کی وہ طاقت ایک پر کے کنارے سے وہ پہاڑ کو آسمان پر اٹھا کر لیجا سکتے ہیں پوری جبریلی طاقت حضور ﷺ کی بشریت پر خرچ ہوگئی مگر بشریت مصطفیٰ ﷺ کو کوئی اضحلال کی کیفیت طاری نہیں ہوئی۔ معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام کی قوت حضور ﷺ کی قوت کے آگے کوئی معنی نہیں رکھتی اب یہاں وہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ جبریل علیہ السلام کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ **فرعبت منه** یہ ابتداء کی بات ہے اس واقعہ کے بعد اقراء نازل ہونے کے بعد جب درمیان میں کچھ عرصہ گذرا اور پھر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم نے ایک مقام پر دیکھا کہ وہ **بین السماء والارض** زمین و آسمان کے درمیان وہی فرشتہ ہے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا فرعبت منہ تو لوگوں نے کہا دیکھو جی! حضور ﷺ تو جبریل علیہ السلام کو دیکھ کر مرعوب ہوگئے اور جب وہ مرعوب ہوگئے تو کیا وہ خدا کو دیکھیں گے اور کیسے یہ بات ہوگی لوگ ایسی باتیں بناتے ہیں۔

جس کو خدا کی ذات کو دیکھ کر اضحلال نہیں ہوا

میں کہتا ہوں کہ جبریل علیہ السلام کے بارے میں یہ کیفیت جو حضور ﷺ پر طاری ہوئی یہ ایک حکمت کی بناء پر طاری ہوئی اور وہ حکمت اس کی تفصیل بیان کرنے کا وقت نہیں ہے اجمالی طور پر اتنا کہہ دیتا ہوں کہ وہ کیفیت درحقیقت صدق نبوت کی دلیل تھی اور وہ ایک مرتبہ ابتدائی وقت میں ابتدائی دور میں وہ کیفیت طاری ہوئی تا کہ صدق نبوت پر دلیل

قائم ہو جائے۔ لیکن نبی کریم کی ذات مقدسہ اس سے بہت بلند و بالا ہے کہ جبریل کو دیکھ کر مرعوب ہو جائیں، یہی وجہ ہے کہ معراج کی رات رسول کریم ﷺ نے آسمان کے کناروں کو دیکھا کہ جبریل علیہ السلام اپنی تمام اصلی شکل میں اور اپنی اصلی صورت میں نمایاں اور نمودار ہیں اور آسمان کے کناروں کو انہوں نے پر کر لیا ہے اور حضور ﷺ نے ان کو اس کیفیت کے ساتھ دیکھا اور قرآن پاک میں بھی اس کا ذکر موجود ہے اور احادیث میں بھی اس کا ذکر موجود ہے مگر جب حضور سرور عالم ﷺ نے معراج کے موقع پر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شان میں دیکھا اور پوری ان کی جبریلی ہیئت میں ملاحظہ فرمایا تو خدا کی قسم سرکار ﷺ کو ذرہ برابر بھی اضحلال طاری نہیں ہوا کیوں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تو حضور ﷺ کی اصل حیثیت کا اظہار تھا اصل حیثیت تو ان کی یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام کو جب وہ دیکھ رہے ہیں تو ذرہ برابر بھی اضحلال نہیں اور کیوں ہو؟ جس کو خدا کی ذات کو دیکھ کر اضحلال نہیں ہوا اور وہ جبریل علیہ السلام دیکھ کر کیسے مضمحل ہو سکتا ہے، حقیقت تو یہ تھی اور اس ابتدائی وقت میں حضور ﷺ پر اس کیفیت کا طاری ہونا دراصل یہ ایک حکمت پر مبنی تھا اور وہ حکمت صدق نبوت کی دلیل کا اظہار اور اس کا قیام تھا وہ پوری ہوگئی۔

جب حقیقت محمدی ﷺ کا غلبہ ہوتا ہے

نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ تمام حقائق کائنات کی جامع ہے بشریت بھی حضور ﷺ میں

ہے، ملکیت بھی حضور ﷺ میں ہے، روحانیت ونورانیت بھی حضور ﷺ میں ہے جسمانیت
بھی حضور ﷺ میں ہے، عالم خلق کی حقیقتیں بھی ان کے دامن میں ہیں اور عالم امر کی کل
حقیقتیں بھی ان کے دامن میں ہیں جب حقیقت نورانیت، حقیقت روحانیت، حقیقت
ملکیت بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ جب حقیقت محمدی ﷺ کا غلبہ ہوتا ہے تو اس غلبہ حقیقت
محمدی ﷺ کے موقع پر جبریل علیہ السلام کی کوئی حیثیت نہیں بارگاہ نبوت میں اور اسی
حقیقت محمدی ﷺ کے غلبے کے ظہور کے موقع پر اللہ کی ذات پاک کا مشاہدہ حضور ﷺ
نے سراقدس کی آنکھوں سے بھی فرمایا اور قلب پاک کی آنکھوں سے بھی فرمایا دل کی
آنکھوں سے بھی اللہ کو دیکھا اور سراقدس کی آنکھوں سے بھی اللہ کو دیکھا اور لوگوں نے یہ
کہا کہ وہ تو جبریل علیہ السلام کو دیکھ کر مرعوب ہو گئے تھے خدا کو کیسے دیکھ سکتے ہیں یہ بالکل
غلط ہے، وہ ابتدائی دور اس لئے تھا کہ معلوم ہو جائے کہ ان کی بشریت پر یہ کیفیت طاری
اس لئے ہوئی کہ لوگ سمجھ جائیں کہ یہ کوئی بناوٹی بات نہیں تھی اس کی کوئی حقیقت ہے اور
اس کا اظہار محض بشریت پر ہوا حالانکہ اس بشریت مقدسہ پر جبریل علیہ السلام کی وہ پوری
طاقت جو بار بار انہوں نے حضور ﷺ پر خرچ کی اس سے بھی سرکار مضمحل نہیں ہوئے مگر
اس موقع پر یہ اضحلال اس کی حکمت کی تکمیل کیلئے تھا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات خود حضور اکرم ﷺ کی معلم تھی

بہر نوع میں یہ عرض کر رہا تھا کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ جل شانہ کا کلام ہے حضور ﷺ پر

نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس قرآن پاک کو اپنے محبوب سرور عالم ﷺ کی ذات مقدسہ
پر نازل فرما کر بذات خود اس کی تعلیم فرمائی اور خود اللہ حضور ﷺ کا معلم ہے اور اللہ تعالیٰ
نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے حضور ﷺ کو دیا جبریل علیہ السلام کا واسطہ وہ بھی اس
حکمت پر تھا کہ جبریل علیہ السلام نوری ہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میرا محبوب ﷺ عام بشروں
کی طرح ہے اگر عام بشروں کی طرح حضور ﷺ ہوتے تو کوئی بشر بھی فرشتے سے کچھ لے
نہیں سکتا، کیونکہ لینے اور دینے کیلئے دونوں میں مناسبت کا ہونا ضروری ہوتا ہے تو بشریت
کو ملکیت سے مناسبت نہیں ہے، ملکیت کو بشریت سے مناسبت نہیں ہے۔

نورانیت کے ہاتھوں سے لے رہے ہیں

جبریل علیہ السلام نوری ہیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم
بشریت کے جامہ میں دنیا میں تشریف لائے ہیں جب جبریل علیہ السلام سے حضور ﷺ
نے ''وحی،، لی تو اس حقیقت کا اظہار ہو گیا کہ میرے محبوب ﷺ بشریت بھی رکھتے ہیں
اور میرے محبوب ﷺ نورانیت بھی رکھتے ہیں اگر بشریت نہ ہوتو بشروں کو خدا کا کلام نہیں
دے سکتے اور نورانیت نہ ہوتو فرشتے سے خدا کا کلام نہیں لے سکتے فرشتے سے اس لئے
لے رہے ہیں کہ ان کا باطن نور ہے اور بشروں کو اس لئے دے رہے ہیں کہ ان کا ظاہر
بشریت ہے تو یوں کہئے کہ ملکیت کے ہاتھوں سے لے رہے ہیں نورانیت کے ہاتھوں سے
لے رہے ہیں، اور روحانیت کے ہاتھوں سے لے رہے ہیں یا یوں کہئے حقیقت محمدی ﷺ

کے ہاتھوں سے لے رہے ہیں اور حقیقت بشری کے ہاتھوں سے دے رہے ہیں۔

کوزے میں سمندر کو بند کر دیا

بہر حال یہ تمام حقائق اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات میں ہم پر واضح ہوئے اور میں سچ کہتا ہوں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا (ترجمۃ القرآن کنز الایمان) آپ آگے رکھ کر دیکھ لیں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن پاک کے ترجمہ میں بعض ایسے جملے لکھ دیئے کہ لوگ سینکڑوں برس لکھتے چلے جائیں وہ بات نہیں لکھ سکتے جو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے دو لفظوں میں لکھ دی کوزے میں سمندر کو بند کر دیا اتنا وقت نہیں کہ میں ان حقائق کو آپ کے سامنے پیش کروں۔

بہر حال میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ یہاں اس دار العلوم کا قیام ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اس دار العلوم کو بابرکت فرمائے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے علوم سے نوازے۔ **وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين**

ہماری دیگر مشہور کتب

(زیر طبع)